

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶  
۹۲۱۱۰  
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

[www.sabelesakina.page.tl](http://www.sabelesakina.page.tl)

[sabelesakina@gmail.com](mailto:sabelesakina@gmail.com)



# حلیہ کربلا تک

گھٹائے رہی

# جراتے گر بلا تک



حرفِ محکمہ  
حیرا بلبلانہ ایف بی ایم

عارف عباس اشعری  
دی فنانشل ڈبلی  
(ڈیٹا سیرج اینڈ کیونٹیشن)

ٹائٹل  
پیشہ



انتساب

ابوطالبؑ

کے نام!

jabir.abbas@yahoo.com

## فہرست

97	مبارک ہوا امام دو جہاں بن کر حسین آیا	5	عرض گھاکل
98	حسین ابن علی کی آج آمد سے زمانے میں	13	منظوم و دعائے کمیل
99	تیموں میں کیے جدے تیرے دوس یہ تلاوت کی	22	حمد
100	موت عزت کی حیات جاویداں کا نام سے	23	نعتیں
101	مدح محشر تک کرے گی کر ملا عباس کی	47	جناب فاطمہ صدیقہ طاہرہ آریزا
102	مولا ظہور کیجیے کہ اب وقت آ گیا	48	عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
103	عباس کا ہونص علم باہتاب میں	49	دل میں ہو چپ علی لب پر ہونا نام فاطمہ
104	چودہ بیٹانوں کی لذت ایک بیٹا نے میں سے	50	حضرت ابوطالب علیہ السلام
105	نر جس کو مبارک ہو یہ صحت زبانی	51	ابوطالب
106	سب کے سب بولتے قرآن پڑھتے آتے ہیں	52	جس کا میں مولا ہوں اس کا سے علی بھی مولا
107	انہیں تو شعلہ مل جاتی ہے خاک یا عقیقہ سے	54	صلی علی کے نفعی سب مل کے گارے ہیں
108	یہ رات انتہائے فضیلت کی رات سے	57	ذات حیدر کو مرتے کیسے
111	امام عصر و الزماں	58	صحیفہ گلشن میں نمایاں ہوئے آثارِ محر
112	سلام	62	نعرہ حیدری
113	محبت حق ہے اور حق فاطمہ کے گھر سے ملتا ہے	66	ہمارا نعرہ حیدری
115	السلام اے معنی و تفسیر قرآن السلام	67	علی حیدر علی حیدر
116	ہائے صغرا تیرا کس وقت میں نامہ آیا	69	میری راہ راہ ابو زری
117	ابن پیہر الوداع زہرا کے دلیر الوداع	70	دیکھیں وقارِ مادری کعبہ میں حضرت مسیح
119	خیر الوداع شہ دل گیر الوداع	71	ناپ ختم رسل دین کا دستور علی
121	ہر روز ہے روزِ عاشورہ ہر شہر ہے شہرِ کرب و بلا	73	علم کا باب شجاعت کے کھینچے کا قرار
123	حسینیوں کی زندگی عقیدہ جہاد ہے	75	دلاور صفِ حسن جز از غازی صفیم داوڑ
125	ایک ہاتھ میں قرآن لے ایک ہاتھ میں تلوار	77	شیرِ حق دو جہانوں کا مشکل کشا
127	نہ شرقی ہے نہ غربی ہے بڑی طاقت خدا کی ہے	78	اقتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
129	کر بلا اک ابدی جنگ سے سلاطینوں سے	79	وہی احمد مرسل ابوتاب ہوا
130	کیا سامنے خیر کا کردار نہیں ہے	80	مدح حیدر نے کیا ہے آج اس قابل نہیں
131	حق بات ہے زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مرجاتے ہیں	81	کراہیں گے کیا وہ کہ جن کا کوئی امام نہیں
133	حق علی خیر العمل	82	مُودہ لے کر یہ ہیں عیدِ غدیر آئی ہے
134	اے فاتح کرب و بلا	86	حسن کا آج ہے حسنِ ولادت
135	کر دارِ حسین یاد رہے	87	علی کی طرح حسن بھی تھے صلحِ عالم
137	سُن بولیں اکبر	88	اسلام کا آئین ہے قرآنِ خدا کا
138	کیا داستانِ کرب و بلا خوں میں تر نہیں	89	سلمان سے سیکھ طرزِ حیات دوام کا
139	شکلِ نبی کے سینہ پر پرچم لگی ہے	90	خدا میں بھی کیوں نہ ذکرِ جنت ہوتا رہے
141	فریادِ عالم زبانِ کونجی پر و رک کا دوسے	91	جراتِ میری زبان کو بچھن پر و رک کا دوسے
143	عزمِ حسین	95	حسین دینِ محمد کی دینیت کا نام
145	کسیبیتِ کشتی	96	جہاں آدمیت کے لیے آگ لگا کر باجش

198	یقین و عزیمت و عمل کروا کر دنیا
199	میری دی دین نہ کرتے رہیں گے
200	امت سے مصطفیٰ کو یہ تحفہ عطا کیا
201	جسے منے زمانہ اسے بچائے حسین
202	حسینیت کا جہاں عرصہ جہاد میں سے
203	جان رسول ترقی ہو کر بلا میں سے
204	ہے انتظار بس ہمیں حکمِ امام کا
205	کی سے بیان خدا نے فضیلتِ حسین کی
206	اسلام دے رہا ہے صدائے نیر سے حسین
207	جو علم سرور میں دو آنسو بہا سکتا نہیں
208	رضا جو حق شہید کر بلا ہے
210	نوحہ
212	نرماتج سے برعہ کے مرجب کے لیے
215	کر بلا چلو
216	جو روشنی بخشی اسلام بن گئی
221	پرچم عباسی
224	زکوٰۃ کے مسئلہ پر اسلام آباد میں فقہ جعفری کے احتجاج پر جنرل ضیا کے دور حکومت میں لکھی گئی نظم
226	شہید عارف الحسینی
228	شہداء باب العلم
231	غلامانِ حُر
233	جہاد اکبر رہبرِ اعظم
235	امریکہ مردہ پاؤ
236	ملت ایران
237	مقرر سے خطاب
238	علامہ رمشتی (ماخوذ از فقہ کاشانی)
239	ملت اسلامی سے خطاب
241	سامیہ مکہ معظمہ
245	سوال گھائل
248	انقلاب
250	سلام
251	فلسطین
252	قرآن
253	آہ آقا و حسن اکبر
254	قطعات
280	نذر آیت اللہ حسینی
282	ساحۂ عاشورہ محرم الحرام 2009

148	قرآن اور آل کا دامنِ نماز سے
150	نثارِ دین کے ضامن ہیں ہجر کر ملا دالے
152	تنبہامیدیں میں رہ گئے شیر
154	مجدد سے میں سر حسین کا تن سے خدا کیا
156	یہ آخری رخصت سے خدا حافظ و ناصر
157	اسے کاش ہوتے ساتھ شہ کر بلا کے ہم
158	زیست سی بہن دیکھی نہ شیرِ ساہی
159	اے کھینچ زنداں تیرا اللہ نگہاں
160	سکینہ کہتی تھیں پیہم یہاں سے چلو آناں
161	آیا سے علم آپ نہیں آئے چچا جان
162	بیاری سکینہ چپ رہو
164	بہرمنہ سے آہ کی ہر حلقہ زنجیر سے
165	ماحول کو عباس کے پرچم کی ہوا دو
166	کیا ہے رسول پاک سے رشتہ حسین کا
167	پیامِ تشدد ہاں لا الہ الا اللہ
168	تیرا آتے رہے شیرِ دغا کرتے رہے
169	دیکھ کر مشک و لم تشدد ہاں روتے ہیں
170	مشک پانی کے عوض خون سے تر آئی ہے
171	گوئے ذرا ماتم کی صدا اور زیادہ
172	شرمندہ سکینہ سے ہے سقائے سکینہ
173	شہیدانِ وفا
175	بے کس حسین لکھتے ہجر تجھے سلام
177	حق کا نشان ہے کر بلا حق پاساں ہے کر بلا
179	خاکِ شفا کو زیستِ جہاد دیا
181	پردے کی اہمیت کو علی نے بتا دیا
183	تیراں سے سب دغا کر جنازہ حسن کا ہے
185	نوحہ
187	تھے یقین و عزیمت کا شاہکار اصحابِ حسین
188	بارب میری زباں گو وہ نوحہ سرائی دے
189	اکبر جو اک عبید رسول خدا لگے
190	لحیٰ کاٹ کے بھی شہ کا سر جھکا نہ سکے
191	نہ فیصلے کبھی حق کی کتاب کے بدلے
192	کر بلا وہ ہے کہ جو ہے دینِ حق کی حریم
193	سلام اے شہِ مظلوم عابدِ بیار
195	وکر شیر کی شہادت کا
196	یہ حسین ہیں علی کا دین پر احسان ہے
197	سر پہ ہنر سے پہلوں پر ہے بیانِ اسلام



## عرض گھائل

ہوش سنبھالا تو خود کو حسین آباد میرٹھ کے گلی کوچوں میں کھیلتا کودتا پلٹا بڑھتا پایا۔ گھنٹہ گھر ٹاؤن ہال اور مصیبت عربی کالج سات دہائیاں گزرنے کے بعد بھی اسی طرح نظروں میں گھومتے ہیں۔ حسین آباد کے محلے اور گلیاں جب تصور کے کواڑ کھولتے ہیں تو والدہ کا اپنے نام کی طرح شفیق مجسمہ بانہیں پھیلانے کھڑا نظر آتا ہے۔ ماں جو میرے دسویں سال میں ہی مجھ سے نکھڑ گئی تھی آج میرے اسی کے پیٹے میں آجانے کے بعد بھی مجھے اسی طرح لوریاں سناتی محسوس ہوتی ہے۔ میری ایک نظم جو میں نے 75 سال کی عمر میں لکھی اس کے کچھ اشعار میرے جذبات کی ترجمانی کر سکتے ہیں۔ پوری نظم اس لیے شامل اشاعت نہیں کہ مجموعے کا موضوع مدحیہ اہل بیت ہے۔

گھر کے سایہ دار آگن میں امن کے پرچم جیسی ماں  
عظمت کا شاہکار ہے وہ اک حُسن مجسم جیسی ماں  
شفقت مہر نوازشِ اُلفت خلقِ خلوص اور بے لوثی  
جس میں یہ سب تصویریں ہیں ایسے الہم جیسی ماں  
وقت کے خنجر کی دھارا سے لگنے والے زخموں پر  
خیر کی پٹی پیار کا پھایا، شکھ کے مرہم جیسی ماں

والدہ کی جدائی نے لڑکپن میں ہی شعور کو بڑی حد تک بیدار کر دیا تھا اور اس محرومی کے باعث حساسیت شخصیت کا اہم تجربہ بن گئی۔ جوانی کی سرحد پر پہلا قدم رکھنے کے ساتھ ہی شاعری کا آغاز بھی ہوا اور غزلیں لکھیں۔

میں ۱۹۷۷ء میں پاکستان آ گیا۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء میں کراچی میں جٹ لینڈ لائٹز کے علاقے میں رہائش ملی۔ اکثر شام کو اس کوشش میں کہ کوئی شناسا مل جائے گھر سے باہر آ جایا کرتا تھا۔ بازار قریب تھا کچھ بند کچھ کھلی دکانیں ہوتی تھیں۔ بند دکانوں کے تختے پر بیٹھے کچھ لوگ اپنی اپنی روداد و ہجرت بیان کرتے رہتے۔ چنانچہ میں بھی ایک دن سلام و دعا کر کے ایک دکان کے تختے پر بیٹھے چار پانچ لڑکوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ یہ سلسلہ طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں قائد اعظم وفات پا گئے۔ قائد اعظم کے چہلم پر میں نے ایک نظم لکھی۔ شاعری کا عطیہ چونکہ ورثہ میں ملا تھا دادا پر دادا اور والد محترم سے غرض آٹھویں پشت ہے اور نویں پشت میں میری ایک بیٹی اور ایک بیٹے میں شاعرانہ صلاحیت ہے۔ شکیل جعفری تو شعر و ادب کی بزم میں بڑے اچھے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ بات کر رہا تھا قائد اعظم کی وفات کی چنانچہ جو لکھا وہ بھی تختے ہی پر بیٹھ کر سنایا۔ حبیب جالب بھی اُس بزمِ تختہ پر آیا کرتے تھے لیکن شاعری کے سلسلہ میں اُن سے میرا پہلا تعارف تھا۔ اُس کے بعد کافی عرصہ تک تقریباً روزانہ ہی ملاقات جاری رہی کچھ وہ کہتے کچھ میں کہتا۔ والد محترم قبلہ استاد رسوا میرٹھی کو جب معلوم ہوا کہ صاحب زادے شاعری کرنے لگے ہیں غزلیں کہتے ہیں اور بزمِ تختہ پر بیٹھ کر سناتے ہیں تو بہت ناراض ہوئے چونکہ ہمارا گھر انڈین کٹر قسم کا مذہبی تھا۔ مجھے اپنے پاس بٹھا کر بہت ہی پیارا اور شفقت کے لہجہ میں سمجھانے لگے۔ فرمایا بیٹا ”جھوٹ اور سچ کی سمجھ رکھتے ہو؟“ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے فرمایا ”جھوٹ لعنت اور غزل جھوٹ کا پلندہ ہے تم غزل کہتے ہو اپنی غزل کا کوئی ایک شعر سناؤ بے خوف ہو کر“۔ میں خاموش رہا تو وہ پھر کہنے لگے ”بیٹا میں ناراض نہیں ہوں میں بہت خوش ہوں کہ تم شاعری کرنے لگے ہو۔“ میں نے کبھی ان کو بتایا ہی نہیں تھا کہ میں کچھ لکھتا ہوں میں نے اپنی غزل کا مطلع سنانا چاہا ابھی پہلا مصرعہ ہی پڑھا تھا تو انہوں نے کہا کہ ”بس تم نے جو یہ لکھا ہے یہ ”الف“ سے لے کر ”ی“ تک جھوٹ ہے“ وہ مصرعہ تھا (میرادل پھونک کر یوں اُن کا تیر بے اماں نکلا) انہوں نے کہا کہ ”تم سوچو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے اور جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے۔ کوشش کرو شاعرِ اہلیت بنو یہ دنیا

و آخرت کے لیے نعمت عظمیٰ ہے میلادِ آئمہ میں بھی شرکت کیا کرو مجاہد اور غور سے سنا کرو میلاد اور مجالس میں صدق و صفا کا بیان ہوتا ہے۔ میں نے والدِ محترم کی نصیحت پر عمل کیا۔ زیادہ مشکل اس لیے نہ ہوئی کہ حسین آباد کی ثقافت منصبیہ عربی کالج کا ماحول اور مجالس میرا نہیں اور مرزا دیر کے مرثیے ہر وقت کے لہا تھی تھے۔ اس پر طرفہ والد صاحب کی استادی اور شہرت چنانچہ جلد ہی منزلِ شوق تبدیل ہوئی اور مدحِ ائمہ و اہل بیت کو مستقل شاعر کی کا موضوع بنالیا اور خود کو یک گونہ سکون کی کیفیت میں پایا۔ استادِ رسوا میرے والد ہونے کے ساتھ ساتھ میرے استاد بھی ہیں اسی سبب سے میں اپنے نوحوں قصائد و قطعات میں ایسی روایات کو شامل نہیں کرتا جس میں مہندی چوڑیاں سہرے کے ذکر ہوں یہ اور بہت سی باتیں ہیں حقیقت بیانی کرتا ہوں جو دیکھتا ہوں وہ بے خوف و خطر لکھتا ہوں تنقید بے جا ہوتی ہے سہہ لیتا ہوں کیونکہ اپنی سمت دیکھنے کی ہمارے یہاں روایت ختم ہو چکی ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ گھائل انقلابی نوحہ لکھتا ہے بے شک اگر سچ بات ہے تو میں نے انقلابی نوحوں کی بنیاد رکھی ہے۔ میرا تعلق برٹش آرمی اور پاک نیوی سے بھی رہا ہے اس لیے میرے جذبات عسکری بھی نظموں اور قصائد میں گاہ بگاہ نظر آئیں گے۔ میں نے حضرت جوش ملیح آبادی کی صدارت میں کلام پیش کیا۔ اس وقت کے شعراء کرام ڈاکٹر یار عباس، نسیم امر و ہوی، قائم امر و ہوی، زیبا ردوہی، سخن فتح پوری، آدا جعفری، قمر جلالوی اور رسوا میرٹھی نامور شعراء مانے جاتے تھے۔ کونز روڈ پریسیڈنٹ جعفر بھائی اور سینڈھ نظر بھائی کے بنگلے میں تین شعبان کا بڑا میلاد ہوتا ہے جو تمام رات بلکہ صبح دس گیارہ بجے تک جاری رہتا ہے۔ چودہ شعبان کو صرخ بنگلہ نیٹی بیٹی بل پر بڑی زبردست محفل ہوتی تھی۔ قصرِ مسیب میں بھی شعبان میں میلاد ہوتا ہے۔ یومِ علی نشتر پارک سے پہلے آرام باغ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ان تمام محافل میں شریک ہوتا رہا، لکھتا رہا، سناتا رہا۔ نقادوں نے کیا کہا کیا لکھا نہیں جانتا اپنے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں۔

شاعر پنجتن پاک تو میں ہوں لیکن  
اپنی بے مائیگی علم پہ پچھتا ہوں  
کر کے دم ناد علی اپنے قلم پر گھائل  
پھر جو ملتا ہے در علم سے لکھ پاتا ہوں

جب سے مدحِ اہلبیت میں قلم اٹھایا ہے حق و صداقت کی ہی راہ اپنائی ہے لیکن کچھ نوحہ خواں وقتاً فوقتاً خود میرے ہی ساتھ نا انصافی کرتے رہے۔ میرے پاس آئے کہا کہ اس مضمون پر نوحہ چاہیے۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ اس پر انہوں نے اصرار کیا دو تین اشعار اگر ہمیں ابھی دے دیں تو ہماری مشق ہو جائے گی طرزِ بن جائے گی۔ اگرچہ میں زود گو شاعر نہیں لیکن دو یا تین اشعار ان کو دے دیے بعض کو مسدس کا بند دے دیا اور کہا بھائی چار پانچ دن بعد آ کر لے جائیے۔ معلوم یہ ہوا کہ وہی اشعار جو میں نے ان کو دیئے ان میں مزید اشعار ملا کر نوحہ کیسٹ میں شامل کر لیا گیا۔ میں نے جو لکھا وہ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ میرے نوحے جن لوگوں نے صحیح معنوں میں پڑھے ہیں ان کا نام میں ضرور لوں گا اور وہ نام ہیں سید ہاشم رضا رضوی، صفدر رضوی اور محمد علی اسٹیل ٹاؤن والے محافل میلاد میں اکثر لوگ میرا کلام پڑھتے ہیں اور ایک صاحب آئی ایس او کے دستہ میں میرے کلام کے بند دوسرے شعراء کے کلام میں ملا کر پڑھتے رہے۔ حد تو یہ ہے کیسٹ میں بھی دوسرے کی تحریریں ڈال دیا۔ نعرہ حیدری جو بہت پہلے ہاشم رضا پڑھ چکے تھے اس کا ایک بند کوئی نجفی صاحب ہیں نام یاد نہیں بہر حال کیسٹ میں من و عن موجود ہے۔ مجھے آئی ایس او کے وفد کے ہمراہ امام خمینیؑ کے چہلم پر ایران جانے کا موقع ملا۔ تفتان کے بارڈر پر میرا بیگ چوری ہو گیا۔ اس میں تین ڈائریاں موجود تھیں جن میں میرا کلام تھا۔ میں

سمجھتا ہوں کہ وہ میری زندگی کی کمائی تھی اس کے ضائع ہونے کا دکھ ہے۔ کبھی کچھ یاد آ جاتا ہے لکھ لیتا ہوں۔ اس میں ہاشم رضا کا بڑا کام ہے جو اُسے یاد تھا اور جو اس کے کیسٹوں میں تھا وہ اس نے مجھے لکھوا دیا۔ میرے کلام کی چوری کے زمرے میں ایک صاحب اور بھی ہیں جو شاہ فیصل کالونی میں رہتے ہیں۔ وہ بڑے کڑو فر کے ساتھ میرا اور رسوا میرٹھی کا کلام اپنے نام سے پڑھتے ہیں جب امام بارگاہ و مسجد علی رضا پر بم پھینکا گیا تھا شام کو وہاں احتجاج میں میں بھی تھا اور اسٹیج کے قریب موجود تھا۔ وہ صاحب اسٹیج پر آئے اور اپنے نام سے میری نظم جو میں نے ۱۹۶۵ء میں بھارت کے خلاف لکھی تھی اس کے تین بند پڑھے جس کا ایک مصرعہ ہے (توپ کے گولوں کو ہم روکتے ہیں سینوں سے) اُن سے ملاقات نہیں ہوئی کبھی سنا ہے شاہ فیصل کالونی میں رہتے ہیں۔ رسوا میرٹھی کے یہ چار مصرعہ بھی پڑھے تھے

قطعہ رسوا میرٹھی

جسے حق خُلد کا سردار کر دے  
وصی احمد مختار کر دے  
وہ کب ہوگا طلب گارِ خلافت  
خُدا بنے سے جو انکار کر دے

قارئین کرام فقہ جعفریہ میں رائج چند عقائد اور رسومات کے حوالے سے میرا کچھ کبھی بہت تلخ بھی ہوا ہے جن صاحبان کی دل آزاری میرے ان خیالات کے باعث ہوئی ہو ان سے معذرت کیوں کہ وہ ان کا راستہ ہے اور یہ میری رائے جنرل ضیاء کی موت کے بعد پانچ یا چھ محرم کو حضرت علامہ جناب طالب جوہری صاحب نے نشر پارک کی مجلس میں منبر رسولؐ سے جنرل ضیاء کی فاتحہ خوانی کی اور ضیاء کے لواحقین کو پرسہ دیا۔ میں نے تین قطعات لکھ کر مسات محرم کو نشر پارک میں تقسیم کر دیے جو کہ درج ذیل ہیں اس کے بعد جو ہوا وہ کہانی پھر کبھی۔

تعزیت جس کی بھی چاہیں کیجئے حق ہے آپ کا  
بیوہ فاسق کو پُرسہ دیں کہ اس کی ماں کو دیں  
بادب یہ آپ کی خدمت میں لیکن عرض ہے  
منبر ختم الرسلؐ سے یہ نہ ہرگز کام لیں

آپ کے ذاتی مراسم ٹھیک ہیں اپنی جگہ  
جذبہ ملت نہ یوں مجروح خدا را کیجیے  
فاتحہ پڑھیے نہ منبر سے یزید وقت کی  
صرف بی بی سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجیے



عرض صرف اتنی سی تھی کہ منبر شہیر سے  
فاتحہ فرمائیں نہ باطل کے پیروکار کی  
اس لیے لوٹا ضیاء الہیوں نے حق کا کیپ  
یہ خطا تھی خادمانِ حیدر کڑا کی

میں نے جو کچھ لکھا اہل بیت کی محبت میں اپنی عقل و دانش اور سوجھ بوجھ کے مطابق لیکن جو خوشی اور پذیرائی مجھے دعائے کمال کا منظوم ترجمہ کر کے حاصل ہوئی اس پر بہت شاداں ہوں۔ دعا کا لفظ لغوی نکتہ نگاہ سے طلب کرنے اور خواہش کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ دینی طور پر ہر مومن لفظ دعا کو مخصوص کر چکا ہے اپنے پروردگار مالکِ حقیقی سے طلبی کو اور اگر یہ طلب اور خواہش رجوعِ قلب سے معبودِ ایزدی سے انبیاءِ اولیاءِ ائمہ معصومین اور خاص طور پر پنجتنِ پاک کے وسیلے اور معرفت سے کی جائے تو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کی منزل پا جاتی ہے۔  
بقول اقبال!

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

معذرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں عربی زبان سے چونکہ ہر مومن اچھی طرح واقف نہیں ہوتا عربی تو پڑھ سکتا ہے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے لیکن بغیر معنی مقصد حاصل نہیں کر سکتا اور مقصد برادری کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وہ کیا کہہ رہا اور کس سے کہہ رہا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے ناچیز نے دعائے کمال کا عام فہم آسان اور روزانہ استعمال ہونے والی زبان میں منظوم ترجمہ کرنے کی جسارت کی اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ لہذا قارئینِ کرام سے گزارش کہ اگر کوئی کوتاہی ناچیز کی پیش نظر ہو تو اسے سہواً سمجھ کر اس کی اصلاح فرمائیں۔

جن احباب نے میرے کلام کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی تحریک مجھ میں پیدا کی اور عملی طور پر اس کی اشاعت میں میری مدد اور رہنمائی فرمائی ان کا ممنون ہوں خصوصاً بڑے بھائی ضیاء الاسلام کا جو انتہائی سخن فہم اور زبان شناس انسان ہیں۔ علی عباس اشعری اور ان کے صاحب زادوں شان عباس اشعری عارف عباس اشعری عام عباس اشعری اور عارف عباس اشعری جنہوں نے ہمیشہ میرے کلام کو سراہا اور اب عملی طور پر اس کو کتابی صورت میں پیش کرنے میں میری معاونت کی۔ عارف عباس اشعری جن کا شمار فنِ مصوری کے اچھے تخلیق کاروں میں ہوتا ہے انہوں نے اس کتاب کے سرورق کو ڈیزائن کیا۔ میرے بچوں عکلیل جعفری اور کوثر زہرا ہمہ وقت میرے معاون و مددگار رہے۔ ان تمام احباب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

شکریہ

احقر گھانٹ میرٹھی

۹۵۔ سی جی کرشل اسٹریٹ نمبر ۱۱

فیرسیون ایکسپریس، ونیس اتھارٹی

فون: ۳۵۸۹۳۸۶۷/۳۵۸۹۷۱۷۲

## دُعائے کمیل کا منظوم ترجمہ

دُعائے کمیل یہ وہ مقدس دعا ہے جو پروردگار عالم نے حضرت خضر  
پر نازل فرمائی اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے جلیل القدر  
صحابی و شاگرد حضرت کمیل ابن زیاد کو عنایت فرمائی۔  
اسی دعا کی برکت سے حضرت کمیل بن ابن زیاد حجاج جیسے ظالم  
کے ظلم سے محفوظ رہے اس مقدس دعا کی جتنی فضیلت بیان کی جائے کم ہے  
اس مقدس دعا کا ترجمہ کئی علمائے کرام فارسی اردو انگریزی میں کر چکے ہیں  
اور منظوم ترجمہ بھی میری نظر سے گزرا ہے مگر پھول بے شک خوب صورت  
ہوتا ہے۔ ہر ایک کی خوشبو بھی الگ الگ ہوتی ہے۔ نثر، نظم دونوں میں بہت  
اچھے ترجمے موجود ہیں مگر جس سادگی عام فہم اور سلیس زبان میں جناب  
گھائل صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ ترجمہ بہر حال ترجمہ ہوتا ہے اصل نہیں  
مگر گھائل صاحب کا منظوم ترجمہ پڑھ کر مجھے محسوس ہوا کہ آدمی اگر چاہے تو  
اصل کو ترجمہ میں اتار سکتا ہے یہ بھی ہر شخص کا کام نہیں یہ گھائل صاحب کا  
کمال ہے۔ میں نے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے  
اصل عبارت پڑھ رہا ہوں۔ خدا بحق معصومین گھائل جناب کا سایہ ملت پر  
قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

احقر

سید فاضل حسین موسوی

فروغ ایمان ٹرسٹ ایس ٹی ون بلاک ڈی

شمالی ناظم آباد کراچی۔ فون: ۶۶۳۲۶۰۸

اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ

منظوم دُعائے کمیل

(اردو)

گہاٹل میرٹھی



## ارشاد امیر المومنین

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب  
 علیہ السلام نے یہ دعائے فضیلت حضرت کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو  
 تعلیم کرتے وقت فرمایا اور تاکید کی کہ اس دُعا کو ہر شپ جمعہ پڑھا کرو  
 تو بہت بہتر ہے ورنہ مہینہ میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال  
 میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو خاص طور پر ماہ شعبان کی چودہ اور پندرہ  
 تاریخ کی درمیانی شب میں۔ آپ نے آخر میں حضرت کمیل سے  
 فرمایا کہ اس دُعا کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر کوئی اپنی زندگی میں اس دُعا  
 کو ایک بار پڑھ لے تو رب کعبہ اس کو ثواب عظیم سے نوازے گا اور  
 اس دُعا کے طفیل اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

## منظومِ دعا کے مکمل

کرتا ہوں پاک نام خدا سے میں ابتدا  
جو مہرباں ہے بخشے والا بہت بڑا

پروردگار اُس تیری رحمت کا واسطہ  
ہر اک نفس ہمارا کہ جس کی اماں میں ہے  
غالب ہر ایک شے پہ ہے تو جس سے اے خدا  
ہر چیز جس کے سامنے عاجز بنی ہوئی  
جس سے ہر اک چیز پہ حاوی تُو ہی تو ہے  
ہے بند جس کے سامنے ہر شے کا راستہ  
ہر شے سے جو عیاں ہے ہر ایک سمت جا بجا  
قائم ہے جو ازل سے ہر ایک شے پہ ہر جگہ  
ہر چیز کو فنا ہے مگر جس کو ہے بھا  
جن کے اثر سے خاک کے ذرے ہیں کیمیاء  
ہر چیز کا ہے جس نے احاطہ کیا ہوا  
ہر شے کو جس کی ضو نے منور بنا دیا  
سب پہلوں سے تُو پہلا ہے سب پچھلوں سے آخر  
جس نے کہ سزا کا مجھے حق دار بنایا  
ہیں جن کے سبب چار طرف میرے بلائیں  
محرومیِ نعمت کا سبب جو بھی ہوں مولا  
مقبول دعاؤں کو جو ہونے نہیں دیتے  
رحمت کی امیدوں کو جو کر دیتے ہیں ناپود  
لاتے ہیں جو ہر گام مصیبت میرے سر پر  
جو مجھ سے بھول میں ہوئیں یا جان بوجھ کر  
دل میں ہو تیری یاد میں دنیا کو بھول جاؤں  
میرا سفارشی بھی سفارش کے باب میں  
تجھ سے صمیمِ قلب سے کرتا ہوں التجا  
کرتا رہوں میں شکر تیرا میرے کبریا  
توفیق مجھ کو تُو یہ میرے ذوالجلال دے

معبود میرے تجھ سے میری یہ ہے التجا  
ہر شے پہ جو محیط زمین و زماں میں ہے  
یارب تجھے ہے اس تیری قدرت کا واسطہ  
جس کے سبب سے ہے تیرے آگے ٹھکی ہوئی  
ہے واسطہ خدا تیرے جبروت کا تجھے  
یارب تجھے ہے اُس تیری عزت کا واسطہ  
دیتا ہوں تجھ کو تیری اُس عظمت کا واسطہ  
اُس تیری سلطنت کا تجھے واسطہ خدا  
ہے واسطہ تجھے تیری اُس ذاتِ پاک کا  
پروردگار ان تیرے ناموں کا واسطہ  
اُس علم کا تیرے تجھے دیتا ہوں واسطہ  
ہے واسطہ تجھے تیرے اُس نورِ ذات کا  
تُو نورِ حقیقی ہے تُو ہی طیب و طاہر  
سب میرے گناہ معاف وہ کر میرے خدایا  
یارب معاف کر دے میری سب وہ خطائیں  
سب میرے گناہ معاف وہ کر باری تعالیٰ  
اے پالنے والے وہ گناہ بخش دے میرے  
وہ میرے گناہ بخش دے سب اے میرے معبود  
کل میرے گناہ معاف وہ کر خالقِ اکبر  
یارب وہ سب خطائیں میری کر دے درگزر  
مولا میں چاہتا ہوں کہ تیرے قریب آؤں  
بس تُو ہی تُو ہو عرض ہے تیری جناب میں  
تیرے کرم کا واسطہ دے کر میں اے خدا  
معبود میرے مجھ کو تیرا قرب ہو عطا  
اور اپنی یاد اب تُو میرے دل میں ڈال دے



یارب جو بھول چوک میں مجھ سے ہوئی خطا  
 اور تُو نے میرا حصہ جو مجھ کو کیا عطا  
 اور دل کو تُو سکوں میرے پروردگار دے  
 کرتا ہوں میں سوال بھد بحر و التجا  
 یارب مصیبتوں کا جو پیہم شکار ہو  
 اپنی ضرورتوں کو تیرے سامنے رکھے  
 خواہاں ہو عنایت کا تیری زیادہ سے زیادہ  
 رتبہ بلند تر تیرا رب کریم ہے  
 ظاہر ہر ایک حکم تیرا اور صاف تر  
 قدرت ہے کارفرما تیری ہر مقام پر  
 وہ جس جگہ بھی جائے وہاں پر تجھ ہی کو پائے  
 سب میرے عیب ڈھانپنے والا تُو ہی تو ہے  
 تیرے سوا کوئی نہیں معبود کائنات  
 تُو پاک ہے لبوں پہ میرے تیری ہے ثناء  
 نادانیوں نے میری مجھے بے حیا کیا  
 پہلے بھی تو نے یاد رکھا مجھ کو اے خدا  
 تو نے میری برائیوں کی پردہ پوشی کی  
 رکھی ہے تو نے دور بہت مجھ سے ہر بلا  
 کتنی ہی آفتوں سے ہٹا کر مجھے رکھا  
 جن کا کبھی میں اہل تھا اور آج بھی نہیں  
 بدحالیاں اب اور بھی حد سے گزر گئیں  
 دنیا کے بھاری بوجھ سے میں ہوں دبا ہوا  
 مجھ کو میری درازی امید نے کیا  
 دھوکہ دیا ہے مجھ کو سنہری جھلک کے ساتھ  
 میرے نفس نے دھوکہ دہی میرے ساتھ کی  
 یارب تیرے حضور یہ کرتا ہوں التجا  
 میری دعا کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں  
 ان کے سب سے مجھ کو نہ تو کچھو ذلیل

رو کر رجوع قلب سے کرتا ہوں التجا  
 کر دے معاف مجھ کو بس اب مجھ پہ رحم کھا  
 اس پر تُو مجھ کو راضی و قانع قرار دے  
 یارب تیرے حضور میں اُس شخص کی طرح  
 فاقہ کشی کے کرب سے جو ہمکنار ہو  
 تنگ آکے ابتلاء جہاں سے جو یہ کرے  
 طالب وہ ہر گھڑی ہو تیرے لطف و کرم کا  
 یارب یہ سلطنت تیری سب سے عظیم ہے  
 تدبیر تیری آتی کسی کو نہیں نظر  
 غالب ہے تیرا قہر ہر ایک خاص و عام پر  
 ممکن نہیں جو تیری حکومت سے بچ کے جائے  
 یارب خطا کو بخشے والا تُو ہی تو ہے  
 میرے برے کو بدلے جو اچھے عمل کے ساتھ  
 تیرے سوا کوئی نہیں معبود اے خدا  
 میں نے خود اپنی ذات پہ یہ ظلم کر لیا  
 میں سوچ کر ہمیشہ یہ ہی مطمئن ہوا  
 اور اپنی نعمتوں سے نوازا ہے ہر گھڑی  
 اللہ میرے اے میرے مالک میرے خدا  
 کتنی ہی لغزشوں سے بچا کر مجھے رکھا  
 اور ایسی میری خوبیاں مشہور ہو گئیں  
 یارب مصیبتیں میری اب اور بڑھ گئیں  
 اعمال میرے نیک بہت کم ہیں یا خدا  
 محروم ہر نفع سے ہر ایک گام یا خدا  
 دنیا نے اپنی جھوٹی چمک اور دمک کے ساتھ  
 ٹال و مٹول اور حیانت کی بات کی  
 دے کر تجھے میں تیری ہی عزت کا واسطہ  
 مولا برے عمل میرے شامل نہ ہو سکیں  
 جو میرے راز تجھ پہ ہیں وا خالق جلیل

وہ خواہشاتِ نفس تھیں میری بڑھی ہوئی  
 غفلت میں جو بھی کام ہوئے مجھ سے میرے رب  
 معبود مجھ پہ رحم سے تو کام لے لیں  
 حالوں پہ رحم کرنا تو مجھ گناہ گار کے  
 اور میرے معاملات پہ کرنا کرم سدا  
 ہے کون جو کہ دور رکھے مجھ سے ابتلاء  
 نظرِ کرم کے کرنے کا کس سے کروں سوال  
 میں نے خلاف اپنے ہی خود فیصلہ دیا  
 دیوانہ تھا عدو کے میں زینِ خواب کا  
 پھندے میں خواہشات کے اپنی میں پھنس گیا  
 اس طرح میں نے حد مقرر بھی توڑ دی  
 جو کر چکا ہوں حکمِ عدولی کا ارتکاب  
 جو کچھ بھی ہوا میری خطا کا ہے وہ حاصل  
 مولا جو تیرا حکم ہے تو حاضر و ناظر  
 ان کے خلاف پاس میرے غدر کچھ نہیں  
 اپنے نفس کے ظلم و ستم رائیوں کے بعد  
 اپنے کیے پہ مولا بہت شرم سار ہوں  
 کرتوتوں سے بدی کے بھی باز آ گیا ہوں میں  
 تو قادرِ مطلق ہے میں بندہ ہوں خطا کار  
 حاضر ہوا ہوں آج پشیمانوں کے ساتھ  
 بعد اس کے کوئی جاہے نہ راہ فرار ہے  
 میں جس کے پاس معاملہ اپنا یہ لے کے جاؤں  
 اور مجھ کو اپنے دامنِ رحمت میں دے جگہ  
 کر رحم میرے حال پہ مشکل کو دے نہ ٹول  
 میرے بدن کی جلد کی کمزوریوں پہ رحم  
 مجھ کو وجود بخشا مجھے پرورش کیا  
 کی میرے حق میں بہتری پیدا کری غذا  
 سامان بہتری کا میری ہر قدم کیا

تہائی میں جو میں نے بدی اور برائی کی  
 پیہم میری ناسمجھی و کوتاہی کے سبب  
 ان کی سزا کے دینے میں جلدی نہ کیجیو  
 پروردگار صدقے میں اپنے وقار کے  
 تو مجھ پہ مہربان ہی رہنا میرے خدا  
 معبود میرے میرے خدا اب تیرے سوا  
 اپنے لیے میں تیرے سوا رب ذوالجلال  
 مولا میرے اے میرے خدا میرے کبریا  
 کیوں کہ ہوئے نفس کے پیچھے ہی میں چلا  
 میں نے نہ اس سے اپنا بچاؤ کبھی کیا  
 امداد اس کی پھر میری تقدیر نے بھی کی  
 یارب نہیں ہے پاس میرے اس کا کچھ جواب  
 مولا تو بہر حال ہے تعریف کے قابل  
 اس امر پہ تو نے جو کیا فیصلہ صادر  
 یارب جو آزمائشیں اکثر میری ہوئیں  
 مولا میں اپنی بہت سی کوتاہیوں کے بعد  
 پروردگار! معافی کا میں خواست گار ہوں  
 یارب میں دل شکستہ ہوں گھبرا گیا ہوں میں  
 تو بخشے والا ہے میں بخشش کا طلب گار  
 مولا تیری جناب میں نادانیوں کے ساتھ  
 سرزد جو مجھ سے ہو چکا اتنا وہ بار ہے  
 تیرے سوا میں اپنا مددگار کس کو پاؤں  
 کر دے بس اب معاف مجھے میرے کبریا  
 یارب میری معافی کی درخواست کر قبول  
 اس جسمِ ناتواں کی میری ہڈیوں پہ رحم  
 اے وہ کہ تیری ذات کہ جس کی ہے یہ عطا  
 میرا خیال رکھا نگہاں رہا میرا  
 پس جس طرح سے تو نے یہ پہلے کرم کیا

پروردگار! اب نہ کوئی مجھ کو غم رہے  
 قربان تیرے تیری مہیت کے میں فدا  
 دوزخ کی آگ میں مجھے جلنے کو ڈال دے  
 کلمہ سے اپنے ذہن کو سرشار کرچکا  
 جب کہ میری زباں پہ ہے تیرا ہی تذکرہ  
 تو میرے ہر نفس کی ہے تجھ سے لگی ہوئی  
 کرتا ہوں اعتراف خطا حق کو جان کر  
 تو مہرباں بڑا ہے یہ بس جانتا ہوں میں  
 میری خطا سے تیرا کرم ہے سوا کہیں  
 پالا ہو جس کو تونے اسے یوں ہی چھوڑ دے  
 ممکن نہیں کہ دور تو ہی پھر اسے رکھے  
 جس کو اماں تو خود ہی میرے ذوالجلال دے  
 جس شخص پہ تو رحم کرے پالنے والے  
 جو تجھ سے کرے پیار اسی کو تو سزا دے  
 کیا آتش دوزخ میں تو ان سب کو رکھے گا  
 جو تیرے سوا اور کہیں بھی نہیں ٹھکتے  
 جو حمد و ثناء تیری کرے مالک و مختار  
 وہ دل جو تیری ذات کو پہچان چکے ہوں  
 تیرے ہی بتائے ہوئے سب علم و ہنر کا  
 یا پاؤں جو مسجد کی طرف دوڑ رہے ہوں  
 ہے ان کو فقط تیری اطاعت سے سرور کار  
 نہ ہی تیری جانب سے کوئی ایسا نشان ہے  
 کمزوری پہ ہر ایک میری تیری نظر ہے  
 مجھ سے تو وہ برداشت بھی مولا نہیں ہوتی  
 کم ہوتا ہے حالانکہ مصائب کا وہ وقفہ  
 پھر کیسے میں عقبی کی مصیبت کو سہوں گا  
 اور اُس میں ہمیشہ کے لیے رہنا پڑے گا  
 بے شک نہ عذابوں میں کی پائیں گے وہ لوگ

اب بھی وہ مجھ پہ پہلا سا فضل و کرم رہے  
 معبود میرے میرے خدا میرے کبریا  
 حیراں ہوں اس پہ تو مجھے ایسا عذاب دے  
 وحدت کا جب کہ میں تیری اقرار کرچکا  
 دل معرفت سے تیری ہے میرا سجا ہوا  
 ہے دل میں میرے تیری محبت بسی ہوئی  
 میں صدق دل سے اپنا خدا تجھ کو مان کر  
 اور گڑاگڑا کے تجھ سے دعا مانگتا ہوں میں  
 لیکن نہیں عذاب یہ مجھ پر نہیں نہیں  
 ممکن نہیں تو اس کو سہارا نہ دے سکے  
 بخشا ہو فیض تونے جسے اپنے قُرب سے  
 یا تو اُسے پھر اپنے یہاں سے نکال دے  
 یا پھر تو کرے اس کو بلاؤں کے حوالے  
 یہ بات میں سمجھا نہیں معبود کہ کیا ہے  
 مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا  
 وہ چہرے جو عظمت کو تیری کرتے ہیں سجدے  
 یا پھر وہ زباں جس کو ہے توحید کا اقرار  
 وہ دل جو تجھے اپنا خدا مان چکے ہوں  
 یا پھر وہ دماغ اور وہ سر جن میں ہے سودا  
 یا دست دعا وہ جو تیری سمت اٹھے ہوں  
 اقرار خطا کرتے ہیں یہ حق کے پرستار  
 نہ تو تیری نسبت سے کوئی ایسا گماں ہے  
 اے پالنے والے تجھے سب میری خبر ہے  
 دنیا کی تکالیف کی معمولی سی سختی  
 دنیا کی تکالیف سے جب پڑتا ہے پالا  
 مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا  
 طولانی ہے جب عرصہ آلام وہاں کا  
 ایک بار ہی اس سمت چلے جائیں گے وہ لوگ

ناراضگی کا تیری سبب ہوگا کہ جس کا  
 مولا میرا اس وقت میں کیا حال بنے گا  
 ہوں عاجز و لاچار بھی اور لاغر و ادنیٰ  
 کس کس کے لیے تجھ سے میں فریاد کروں گا  
 سختی کی مصیبت کی کہ طولانی سزا کی  
 پس ٹونے اگر ان کے مجھے ساتھ میں رکھا  
 جو لوگ تیرے نام سے بے زار ہیں یارب  
 معبود میرے ٹونے جدا کر بھی دیا تو  
 میں صبر بھی کرلوں تو بتا اے میرے آقا  
 اس آتشِ فرقت سے تو میں اور پھکوں گا  
 سہہ بھی لوں اگر تیرے جہنم کی میں سختی  
 کس طرح سے محرومی تیری نظر کرم کی  
 کیوں کر میں بھلا آتشِ دوزخ میں رہوں گا  
 تُو ہی تو ہے بس ایک میرا بخشے والا  
 سچی تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مولا  
 یارب تو پھر میں اہل جہنم کے درمیاں  
 جیسے امیدوار کرم دے تجھے صدا  
 جیسے کوئی فریادی کہیں روتا ہے مولا!  
 اپنوں سے چھڑنے پہ کوئی روتا ہو جیسے  
 فریاد میری سن میرے مولا تو جہاں ہے  
 اے عارفوں دانائوں کی سرکار مدد کر  
 سچوں کے دلوں کا تُو ہی محبوب ہے مولا!  
 کرتا ہوں تیری حمد کہ تُو میرا خدا ہے  
 تُو آتشِ دوزخ سے صدا اس کی سنے گا  
 اور حکمِ عدولیٰ کی تیری سہتا ہو ایذا  
 ہو اس پہ گناہوں کے عذابوں کا بھی پھندا  
 رکھا بھی ہو طبقات میں دوزخ کے بٹھا کے  
 وہ عاجز و مجبور مصیبت کا گرفتار

کیوں کہ وہ عذاب ہوگا تیرے غیض کا آقا  
 جس کو یہ زمیں اور فلک سہہ نہ سکے گا  
 میں جب کہ تیرا ایک ہوں مجبور سا بندہ  
 مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا  
 درد ناک عذابوں کی کہ معافی کی خطا کی  
 دشمن جو تیرے روزِ ازل ہی سے ہیں مولا  
 جو تیری بلاؤں کے سزاوار ہیں یارب  
 اور اپنے ہی احباب سے اور ولیوں سے مجھ کو  
 تیرے ہی عطا کردہ عذابوں پہ خدایا  
 کیوں کر تیری رحمت کی جدائی میں سہوں گا  
 برداشت بھی کرلوں جو تیری آگ کی گرمی  
 برداشت کروں گا میں بتا تُو ہی الہی  
 سب حق ہے پر اللہ میرے اس کے علاوہ  
 ہے جب کہ مجھے تجھ سے بڑی آس خدایا  
 پس اے میرے مالک میرے خالق میرے آقا  
 گویائی میری باقی جو ٹونے رکھی وہاں  
 تیرا ہی نام لے کے پکاروں گا بارہا  
 پھر آہ و بکا تیرے ہی آگے میں کروں گا  
 میں فرقتِ رحمت میں تیری روؤں گا ایسے  
 پیہم میں پکاروں گا تجھے تُو کہ کہاں ہے  
 اے مومنوں کے مالک و مختار مدد کر  
 ہر جا تُو ہی فریادی کی فریاد کو پہنچا  
 طاہر ہے تیری ذات کہ تُو ربِّ علیٰ ہے  
 حیران ہوں مولا کہ یہ کس طرح سے ہوگا  
 جو بندہ مسلم ہو تیرا میرے خدایا  
 اور قیدِ جہنم میں رہے تیرا وہ بندہ  
 بدلے میں اُسے مجرم کے اور اپنی خطا کے  
 لیکن وہ تیرے لطف کا رحمت کا طلب گار



ناراضگی کا تیری سبب ہوگا کہ جس کا مولا میرا اس وقت میں کیا حال بنے گا ہوں عاجز و لاچار بھی اور لاغر و ادنیٰ کس کس کے لیے تجھ سے میں فریاد کروں گا سختی کی مصیبت کی کہ طولانی سزا کی پس ٹوٹنے اگر ان کے مجھے ساتھ میں رکھا جو لوگ تیرے نام سے بے زار ہیں یارب معبود میرے ٹوٹنے جدا کر بھی دیا تو میں صبر بھی کرلوں تو بتا اے میرے آقا اس آتشِ فرقت سے تو میں اور مٹھکوں گا سہہ بھی لوں اگر تیرے جہنم کی میں سختی کس طرح سے محرومی تیری نظرِ کرم کی کیوں کر میں بھلا آتشِ دوزخ میں رہوں گا ٹوٹ ہی تو ہے بس ایک میرا بخشے والا بچی تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مولا یارب تو پھر میں اہل جہنم کے درمیاں جیسے امیدوارِ کرم دے تجھے صدا جیسے کوئی فریادی کہیں روتا ہے مولا! اپنوں سے بچھڑنے پہ کوئی روتا ہو جیسے فریاد میری سن میرے مولا تو جہاں ہے اے عارفوں دانائوں کی سرکار مدد کر بچوں کے دلوں کا ٹوٹ ہی محبوب ہے مولا! کرتا ہوں تیری حمد کہ ٹوٹ میرا خدا ہے ٹوٹ آتشِ دوزخ سے صدا اس کی سنے گا اور حکمِ عدولی کی تیری سہتا ہو ایڑا ہو اس پہ گناہوں کے عذابوں کا بھی پھندا رکھا بھی ہو طبقات میں دوزخ کے بٹھا کے وہ عاجز و مجبور مصیبت کا گرفتار

کیوں کہ وہ عذاب ہوگا تیرے غیض کا آقا جس کو یہ زمیں اور فلک سہہ نہ سکے گا میں جب کہ تیرا ایک ہوں مجبور سا بندہ مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا درد ناک عذابوں کی کہ معافی کی خطا کی دشمن جو تیرے روزِ ازل ہی سے ہیں مولا جو تیری بلاؤں کے سزاوار ہیں یارب اور اپنے ہی احباب سے اور ولیوں سے مجھ کو تیرے ہی عطا کردہ عذابوں پہ خدایا کیوں کر تیری رحمت کی جدائی میں سہوں گا برداشت بھی کرلوں جو تیری آگ کی گرمی برداشت کروں گا میں بتا ٹوٹ ہی الہی سب حق ہے پر اللہ میرے اس کے علاوہ ہے جب کہ مجھے تجھ سے بڑی آس خدایا پس اے میرے مالک میرے خالق میرے آقا گویائی میری باقی جو ٹوٹنے رکھی وہاں تیرا ہی نام لے کے پکاروں گا بارہا پھر آہ و بکا تیرے ہی آگے میں کروں گا میں فرقتِ رحمت میں تیری بروؤں کا ایسے پیہم میں پکاروں گا تجھے ٹوٹ کہ کہاں ہے اے مومنوں کے مالک و مختار مدد کر ہر جا ٹوٹ ہی فریادی کی فریاد کو پہنچا ظاہر ہے تیری ذات کہ ٹوٹ رہے علی ہے حیران ہوں مولا کہ یہ کس طرح سے ہوگا جو بندہ مسلم ہو تیرا میرے خدایا اور قیدِ جہنم میں رہے تیرا وہ بندہ بدلے میں اُسے مجرم کے اور اپنی خطا کے لیکن وہ تیرے لطف کا رحمت کا طلب گار

وحدت کو تیری ماننے والوں کی طرح سے  
 دے واسطہ تجھ کو تیری شانِ اُحدی کا  
 کس طرح اس عذاب میں دیکھے گا اس کو تُو  
 تیرا ہی نام جس کے لبوں کی اساس ہو  
 جس کو ہو ہر مقام پہ تیرا ہی آسرا  
 تو جب کہ اس کی سُن رہا ہوگا خود ہی صدا  
 پھر شورِ جہنم سے وہ کیوں ہوگا پریشان  
 کمزوریاں سب اس کی تجھے جب کہ ہوں ظاہر  
 پھر کس لیے طبقاتِ جہنم میں وہ ہوگا  
 یارب وہ تجھے جب کہ صدا دیتا رہے گا  
 کہ فضل کی تیرے وہ رہے آس لگائے  
 اور تُو اسے دوزخ کے نہ شعلوں سے بچائے  
 تجھ جیسا مہربان میرے مولا کہاں ہے  
 اور نہ ہی کرم تیرا کبھی ایسا رہا ہے  
 اور ان کی خطاؤں کو کرم تیرا نہ بخشے  
 جو منکر و دشمن ہیں تیری ذات کے آقا  
 اور فیصلہ ان کے لیے دوزخ کا نہ کرتا  
 وہ جائے اماں ہوتی جہنم نہیں ہوتا  
 ہوتا نہ جہنم میں کسی کا بھی ٹھکانہ  
 پر تُو نے قسم اپنے ہی ناموں کی ہے کھائی  
 کافر ہوں کہ مشرک ہوں اُجھا کہ وہ انساں  
 دشمن جو تیرے نام کے ہیں باری تعالیٰ  
 احسان کیا بندوں پہ تُو نے یہ بتا کے  
 فاسق نہیں ہوتا کبھی مومن کے برابر  
 جس نے کہ ہر ایک شے کا ہے مقسوم بنایا  
 اور ان کا بھی جن پر کہ یہ نافذ کیے یارب  
 کہتا ہوں اُنہی کا میں تجھے واسطہ دے کر  
 ہر ایک گناہ میں نے جو دنیا میں کیا ہو

آگے تیرے فریاد کرے آہ و بکا سے  
 سرکار میں تیری ہی تجھے اے میرے مولا  
 اے لاشریک وحدہ جلا جلا  
 جب کہ گزشتہ رحمتوں کی اس کو آس ہو  
 دوزخ کی آگ ایذا اسے دے سکے گی کیا  
 دوزخ کے شعلے اس کو جلائیں گے کس طرح  
 اور دیکھ رہا ہوگا اسے تُو میرے یزداں  
 اے ذاتِ اُحد ربِّ علی طیب و طاہر  
 سچائی سے بھی اس کی تُو آگاہ ہو مولا  
 کیا آتشِ دوزخ سے پریشان وہ ہوگا  
 کس طرح یہ ممکن ہے میرے پالنے والے  
 مولا وہ تجھے تُو بچے امداد بلائے  
 یارب تیری نسبت سے کہاں ایسا گماں ہے  
 نہ ہی تو تیرے فضل سے کچھ ایسا ہوا ہے  
 توحید پرستوں کو برے حال میں دیکھے  
 اس بات پہ اپنا میں یقین رکھتا ہوں مہنت  
 تُو حکمِ عذابوں کا اگر ان کو نہ دیتا  
 پھر رکھتا جہنم کو تُو اس طرح سے ٹھنڈا  
 بنتا نہ تیرے غیض کا پھر کوئی نشانہ  
 معبود میرے میرے خدا میرے الہی  
 ڈالے گا جہنم میں انہیں تُو میرے یزداں  
 دوزخ میں ہمیشہ کے لیے ان کو رکھے گا  
 اے تُو کہ جو لائق ہے بہت حمد و ثناء کے  
 ارشاد ہے قرآن میں تیرا اے میرے داور  
 ہے اس تیری قدرت کا تجھے واسطہ مولا  
 ان فیصلوں کا تُو نے جو صادر کیے یارب  
 اور قابو بھی ان پر ہے تیرا خالق اکبر  
 سرزد وہ ہر ایک جرم کہ جو مجھ سے ہوا ہو

ہر میری وہ نادانی جو مجھ سے ہوئی اکثر  
 مولا میری بخشش میں وہ حائل نہ کبھی ہوں  
 یارب تُو مجھے بخش دے اس نیک گھڑی میں  
 وہ جن کو فرشتوں نے لکھا حکم سے تیرے  
 شاہد ہیں اعضاء اور جوارح کے ساتھ ساتھ  
 ہر ایک میرے اچھے برے کام کا مولا  
 جو تیرے دو فرشتوں سے مخفی بھی رہ گئی  
 اپنے کرم کے پردے میں تُو نے جسے رکھا  
 حصہ میرے خدا مجھے زیادہ سے زیادہ دے  
 احسان اور فضل سے اپنے جو تُو کرے  
 اس رزق سے بھی تُو نے کہ جس کو بڑھا دیا  
 ان غلطیوں سے جن کو کہ پوشیدہ تُو رکھے  
 اے میرے جسم و جان کے مالک میرے خدا  
 اے وہ جسے کہ مجھ پہ بھی حاصل ہے اختیار  
 بدعالیوں سے اور میری بے چارگی سے تُو  
 واقف ہے میرے فقر سے فاقہ کشی سے بھی  
 اے الاشتریک بارِ اللہ ذاتِ وحدہ  
 اور تیرے پاک ناموں کا تیری صفات کا  
 کرتا ہوں بارگاہ میں تیری یہ التجا  
 تو کر دے اپنی یاد سے معمور اے خدا  
 مقبولی اعمال میں میرے نہ کسر ہو  
 آجائیں تیرے دامنِ رحمت میں سب ایک بار  
 ہو تیرا کرم میرے ہر ایک حال میں شامل  
 اے وہ کہ تیری ذات مجھے آس ہے جس کی  
 آقا میں کروں پیش بصد جان بصد دل  
 دے ہاتھ کو اور پیر کو تُو میرے وہ قوت  
 اور دل کو عطا کر تو میرے نیک سعادت  
 تُو مجھ کو یہ توفیق دے اے خالق اکبر

ہر میری برائی کہ جو کی میں نے چھپا کر  
 چھپ کر وہ ہوئیں مجھ سے کہ ظاہر میں ہوئی ہوں  
 مولا تُو شبِ نیمہ شعبان کی خوشی میں  
 تُو ان کو بھی کر معاف عمل بد جو ہیں میرے  
 ہر ایک عمل کے میرے جو نگراں ہیں دن رات  
 اور سب سے بڑا خود ہی ہے تُو دیکھنے والا  
 تُو بات بھی وہ جانتا ہے میرے الہی  
 رحمت میں اپنی تُو نے کہ جس کو چھپا لیا  
 معبود میرے تجھ سے میری التجا ہے یہ  
 ہر اس بھلائی سے جو تیری سمت سے ملے  
 ان نیکیوں سے تُو نے جنہیں عام ہے کیا  
 ہر اس گناہ سے جو تیری ذات بخش دے  
 اے ذوالجلال! میرے خدا میرے کبریا  
 اے وہ کہ جس کی ذات پہ سب کچھ ہے آشکار  
 واقف ہے ہر مقام پہ اے بھلا شانہ  
 پروردگار! میرے تیری ذاتِ دائمی  
 اے مہرباں رحیم اے جلا جلالہ  
 سچائی کا تیری تیری پاکِ ذات کا  
 دے کر میں تجھ کو واسطہ ان سب کا اے خدا  
 اب میرے روز و شب کے ہر ایک وقت کی فضا  
 ہر لمحہ میرا اب تیری طاعت میں بسر ہو  
 اور وہ بھی یہاں تک کہ عمل میرے اور افکار  
 اور تیری اطاعت کا دوام ہو مجھے حاصل  
 معبود میرے میرے خدا میرے الہی  
 اور جس کی کہ سرکار میں ہر طرح کی مشکل  
 اے مالکِ کل میرے خدا صاحبِ قدرت  
 جو کرتے رہیں تا بہ ابد تیری عبادت  
 اور پختگی پھر دل کے ارادوں کو عطا کر

یارب میں جہاں بھی رہوں تجھ سے ہی ڈروں میں  
 وہ اس لیے جو تیری طرف کرتے ہیں سبقت  
 جانب جو تیری بڑھتے ہیں اُن لوگوں کے ہمراہ  
 وہ شوق ملاقات کا جو رکھتے ہیں تجھ سے  
 مخلص جو تیرے بندے ہیں بس ان ہی کا جیسا  
 جو تجھ پہ یقین رکھتے ہیں ہر گام پہ محکم  
 تیرے حضور جب کہ ہوں سب مومنیں جمع  
 پروردگار! مجھ سے جو جیسی بدی کرے  
 معبود میرے مجھ سے جو دھوکہ دہی کرے  
 مجھ کو تُو اپنے بندوں میں ایسا قرار دے  
 قربت تیری جناب کی جن کے نصیب ہوں  
 کیوں کہ یہ رتبہ تیرے کرم کے سوا کہیں  
 مجھ پر بھی اپنا خاص کرم کچھ عطا  
 رحمت سے اپنی میری حفاظت کا کام لے  
 دے میرے دل کو اپنی محبت کی چاشنی  
 کر کے دعا قبول میری میرے کبریا  
 کر دے خطا معاف میری اپنے فیض سے  
 وہ اس لیے کہ اپنے ہی بندوں کے واسطے  
 تیرا ہی حکم اے میرے معبود میرے رب  
 کیوں کہ دعاؤں کا بھی تُو ہی پاسدار ہے  
 بس اس سبب سے اے میرے مالک میرے خدا  
 تیری ہی سمت اب میرا دست طلب بھی ہے  
 میرے خدا تُو صدقے میں اپنے وقار کے  
 پہنچا میرے خدا مجھے میری مراد کو  
 انسان اور جنوں میں سے دشمن جو میرا ہو  
 اے ربّ دو جہاں میرے معبود کائنات  
 بندہ وہ اپنا بخش دے اے ربّ العالمین  
 قادر ہے تُو جو چاہے وہ میرے خدا کرے

سرگرم عمل تیری اطاعت میں رہوں میں  
 میں ساتھ چلوں اُن کے یہ ہی میری ہونیت  
 تیزی سے قدم اپنے بڑھاؤں میں ہر ایک گاہ  
 مشتاق رہوں میں بھی تیرا ان ہی کا جیسے  
 نزدیک تیرے میں بھی رہوں اے میرے مولا  
 اُن ہی کی طرح ڈرتا رہوں تجھ سے میں ہر دم  
 میں بھی اُنہی کے ساتھ میں ہوں میرے کبریا  
 مولا میرے تو ایسی ہی اس کو سزا بھی دے  
 پروردگار! ایسی ہی پاداش اس کو دے  
 تیرے یہاں سے اچھا سا حصہ جنہیں ملے  
 تجھ سے جو خاص طور پر زیادہ قریب ہوں  
 یارب! میرے کسی کو بھی ہرگز ملا نہیں  
 جو تیری شان ہی کے مطابق ہو اے خدا  
 یارب! میری زبان صدا تیرا نام لے  
 پروردگار! میرے تیری شان ہے بڑی  
 احسان مجھ پہ اور بھی کر اے میرے خدا  
 جو لقمہ بھی مجھ سے ہوئیں ہیں وہ بخش دے  
 کھولے ہیں تُو نے اپنی عبادت کے راستے  
 ہر گاہ میں تجھ ہی سے دعائیں کروں طلب  
 ان کی قبولیت کا بھی تُو ذمہ دار ہے  
 میں نے تیری ہی سمت کو رخ اپنا کر لیا  
 داتا تُو ہی ہے کل کا یہ اس کا سبب بھی ہے  
 کر کے دعا قبول مجھے تُو قرار دے  
 مایوس اپنے فضل و کرم سے نہ کچھو  
 ان سب کے شر سے مولا تُو مجھ کو بچاؤ  
 راضی ہو جلد بندوں سے ہو وہ ہے تیری ذات  
 کچھ بھی تو جس کے پاس دعا کے سوا نہیں  
 ذرے کو مہر مہر کو تُو بے ضیاء کرے

معبود ہر مرض کی دوا تیرا نام ہے  
 پیاریوں کو ذکر سے جس کے شفاء ملے  
 اے دو جہاں کے مالک و مختار کارساز  
 کر اس پے رحم اے میرے مالک میرے خدا  
 ہتھیار جس کے پاس یہ ہی کچھ ہیں یا خدا  
 اے نعمتوں کے بخشنے والے میرے خدا  
 تاریکیوں اندھیروں سے گھبرائے ہوؤں کی  
 معبود میرے تُو ہی تو ایک ایسا ہے عالم  
 پروردگار! بھیج درود ان پہ اور سلام  
 آل رسول میں جو ولی اور امام ہوں  
 صدقے میں اس دعائے جناب گمیل کے  
 گھائل کے والدین کو مولا تُو بخش دے





اے رب کعبہ خالق گل میرے کبریا اے لا شریک وحدہ اے رب العالی  
 جتنا بھی شکر تیرا کریں کم ہے اے خدا ہم پر یہ تیرا لطف و کرم اور یہ عطا  
 ظلمت میں کفر کی نہ کہیں دے دیا ہمیں  
 ختم الرسل کے دین میں پیدا کیا ہمیں  
 ختم الرسل وہ کون جو سرتاج انبیاء یعنی محمدؐ عربیؐ نورؐ کبریا  
 جو کلن عالمیں کے لیے رحمت خدا جس سے ملا ہے عبد کو معبود کا پتہ  
 ہاں وہ نبیؐ جو شافع روز جزا بھی ہے  
 شق القمر اس ہی کا تو ایک معجزہ بھی ہے  
 اللہ کا حبیب ہے یہ نورِ اولیں یہ عرش پر مکین ہو کہ برخطہ زمیں  
 قرآن کہہ رہا ہے جہاں بھی ہو یہ کہیں جب تک کہ حکم رب نہ ہو یہ پلوتا نہیں  
 ارشاد مصطفیٰؐ جو بروز غدیر ہے  
 واللہ وہ بھی حکم خدایہ تقدیر ہے  
 اللہ کے حبیب نے جو بھی کیا بیاں ہر لفظ اس کا مرضی داور کا ترجمان  
 وہ مستند حدیث وہی بالیقین قرآن جائز نہیں کلام محمدؐ پر این و آن  
 من گھٹ کی حدیث ہے اس بات کی سند  
 کافر ہے وہ جو یہ نہ کہے یا علیؑ مدد  
 جو کہہ دیا نبیؐ نے وہ حق کا کلام ہے ذات نبیؐ کچھ ایسی ذوالاحترام ہے  
 خود ذات حق کا جس پہ درود و سلام ہے حتیٰ کہ بے درود عبادت حرام ہے  
 درود زباں ہے یہ ہی ملائکہ کے رات دن  
 صلے علیؑ محمدؑ و آل محمدؑ  
 صد شکر تیرا باری تعالیٰ ہزار شکر معبود میرے اے میرے پروردگار شکر  
 کس کس عطا کا تیری کرے گناہ گار شکر گھاتل کا ہر عطا پہ تیری بے شمار شکر  
 لیکن خدایا نظر کرم اور ایک ذرا  
 کر اتحاد عالم اسلام کو عطا



## مصطفیٰ حق کے رہبر پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ ذاتِ اطہر پہ لاکھوں سلام      نورِ معبودِ اکبر پہ لاکھوں سلام  
 دینِ حق کے محور پہ لاکھوں سلام      شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام  
 آمنہ کے گلِ تر پہ لاکھوں سلام      مصطفیٰ نورِ پیکر پہ لاکھوں سلام  
 جس کی معراج کا عرشِ اعلیٰ مقام      اور ملائک بصدِ عزت و احترام  
 لایا کرتے ہیں ہر روز و شب صبح و شام      رب کی جانب سے جس پر درود و سلام  
 اُس نبیِ مطہر پہ لاکھوں سلام      مصطفیٰ حق کے رہبر پہ لاکھوں سلام  
 عرش تک جس کی پروانہ ایمان ہے      جو ابو طالب دینِ یزدان ہے  
 اس کے ایمان پہ شک فکرِ شیطان ہے      جو نبی کا محافظ نگہبان ہے  
 اُس رفیقِ پیہر پہ لاکھوں سلام      یہ ابو طالب عکسِ صدق و صفا  
 اُس معظمِ مدد پہ لاکھوں سلام      خاتمِ الانبیاء مُرسِلِ کبریا  
 جس کی آغوش میں ہی پلا اور بڑھا      اُس محمد کے یاور پہ لاکھوں سلام  
 جاں نثارِ پیہر پہ لاکھوں سلام      بازوئے مصطفیٰ اور خدا کا ولی  
 مرتضیٰ ضعیف خالقِ ایزدی      جس سے منسوب ہے نعرۂ حیدری  
 اُس علی شیرِ داور پہ لاکھوں سلام      فاتحِ بدر و خیبر پہ لاکھوں سلام  
 جس کی گھر میں خدا کے ولادت ہوئی      جس کی ایک ضرب کی اتنی عظمت ہوئی  
 جس سے کم دو جہاں کی عبادت ہوئی      جس پہ قربان و صدقہ شجاعت ہوئی  
 اُس علی مردِ صبور پہ لاکھوں سلام      ساتھی حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام

فاطمہؑ سیدہ مرضیہؑ طاہرہؑ عابدہؑ ساجدہؑ شاکرہؑ صابرہؑ  
 ہے مجسم جو معبود حق کی رضا جس کو خاتونِ جنت کا رتبہ ملا  
 اُس محمدؐ کی دخترؑ پہ لاکھوں سلام  
 فاطمہؑ صبر پیکرؑ پہ لاکھوں سلام  
 ہیں یہ گیارہ ائمہ کی ماں فاطمہؑ ہیں مکمل یہ تطہیر کا ترجمہ  
 ہیں یہ ہی معنیِ علِ اہلِ ائمتہؑ جن کے حور و ملک خادم و خادمہ  
 اُن کی شانِ متورؑ پہ لاکھوں سلام  
 سیدہ ذاتِ اطہرؑ پہ لاکھوں سلام  
 یہ جو سبطِ نبیؐ ہیں حسینؑ و حسنؑ ہیں یہ زیرِ کساء شاملِ پنجین  
 جن کے خوں سے ہے سرسبز دیں کا چمن جن کے دم سے ہے کعبہ کا روشن صحن  
 حیدری لعل و گوہرؑ پہ لاکھوں سلام  
 عزمِ شہیدؑ و شہیدؑ پہ لاکھوں سلام  
 یہ جوانانِ جنت کے سردار ہیں سیدہؑ کے بھی دونوں یہ ولدار ہیں  
 یہ ہی دوشِ نبیؐ کے بھی اسوار ہیں کفر کے قلب و سر پر یہ تلوار ہیں  
 ان کے رونے متورؑ پہ لاکھوں سلام  
 دونوں ابناءِ حیدرؑ پہ لاکھوں سلام  
 اپنے معبود سے تم بصدِ ایجابؑ مانگو اُس کے وسیلے سے گھاتلِ دُعا  
 جو وسیلہ ہے عبد اور معبود کا جس نے بندوں کو رب آشنا کر دیا  
 اُس نبیؐ بندہ پرورؑ پہ لاکھوں سلام  
 شافعِ روزِ محشرؑ پہ لاکھوں سلام

☆

محمدؐ عربی کون خاصہ داور  
یہی ہیں باغِ مشیت کا بہترین ثمر  
انہی کے نور کے پرتو ہیں سب یہ شمس و قمر  
یہی ہیں قاضی الحاجات و شفیع محشر  
یہی ہیں ہادی کونین و ساقی کوثر  
جوابِ سورہ وافتس ہے رُخِ انور  
مدارِ مسیحی عالم کا ہیں یہی محور  
یہی ہیں بزمِ تصور میں برسرِ منبر  
انہی کی راہ کے ہیں فرشِ کھکشاں و قمر  
بڑے تپاک سے چوما ہے ہر قدم بڑھ کر  
ہے جس پر نازِ خدا کو ہیں یہ وہ پیغمبر  
یہی ہیں ذاتِ الہی کی شان کا مظہر  
یہی ہیں بحرِ شفاعت کے بھی امیرِ بحر  
شعاعیں جس کی مُسلط تھیں قلبِ موتی پر  
یہی ہیں حضرتِ ایوبؑ کے بھی چارِ گر  
یہی سفینہٴ اسلام کے بھی ہیں لنگر  
تو پھول بن گئے اُن ہی کی یاد سے اُگلے  
تو اپنے پاس رکھا ان کا سایہٴ اطہر  
سمجھ لیں وہ بھی کہ ہیں جن کی عقل میں پتھر  
جو ان کی یاد سے غافل ہے دل وہ ہے پتھر  
یہ جس جگہ نہیں اس جا نہیں امیرِ بحر  
سکون پاتا ہے اِس ذکر سے دل مضطر  
عطاءِ ربِ دو عالم ہے اپنے بندوں پر  
اور اِس کو بندہ یہ اپنا سا کہہ رہا ہے بشر  
کہ جس کا دونوں جہاں میں نہیں کوئی ہمسر

جہاں میں آئے ہیں سرتاجِ انبیاء بن کر  
انہی کے دم سے معطر ہے گلشنِ عالم  
انہی کے نور سے روشن ہے بزمِ کون و مکان  
انہی کے ہاتھ میں تقدیر ہے دو عالم کی  
یہی ہیں قاسمِ باغِ جناں و مُخلدِ بریں  
مثالِ سورہ وائل ان کے گیسو ہیں  
نظامِ مسیحی عالم ہے بس انہی کے سبب  
ہماری مسجدِ دل میں یہی ہیں پیشِ امام  
یہی ہیں صاحبِ لولاک و صاحبِ معراج  
انہی کا عرشِ معلّٰی نے خود شبِ معراج  
انہی سے خالقِ اکبر ہے جو راز و نیاز  
یہی نگاہِ مشیت یہی زبانِ خدا  
یہی تو رحمتِ پروردگارِ عالم ہیں  
انہی کا نور سرِ طور تھا خدا کی قسم  
یہی جنابِ مسیحؑ کے درد کی ہیں دوا  
جنابِ نوحؑ کی کشتی کے ناخدا ہیں یہی  
کیا خلیل نے جب یاد ان کو مشکل میں  
جدائی ان کی گوارا نہ کر سکا معبود  
اس ہی لیے تو گواہی دی سنگریزوں نے  
ہے کورِ چشم جسے ان کا شوقِ دید نہیں  
یہ جس جگہ ہیں وہاں حسرتوں کی شام نہیں  
انہی کے ذکر سے روشن دماغ ہوتا ہے  
یہ ذاتِ پاکِ محمدؐ حبیبِ ربِّ علی  
خدا کے آتے ہوں جس پر سلام اور درود  
خدا کا شکر کہ ہم اِس کے امتیٰی ٹھہرے

مگر ہم اہتی دل سے بھلائے بیٹھے ہیں  
 نہیں مدد کی طلب دستِ کبریائی سے  
 نبیؐ کا درسِ اخوة ہے کلمہ گو کے لیے  
 زبانی الفتِ ختمِ الرسل کے ہیں دعوے  
 بھلائے بیٹھے ہیں حقِ العباد کی باتیں  
 بہا رہا ہے مسلمان لہو مسلمان کا  
 اتار دیتا ہے سینے میں اپنے بھائی کے  
 یتیم کرتے ہیں آپس میں اپنے بچوں کو  
 لگا کے نعرۂ تکبیر گھر جلاتے ہیں  
 بنامِ بعض بھرے گھر اجازت دیتے ہیں  
 نہ ان کے دل میں ہے کچھ پاسِ چار دیواری  
 مغاورِ دین محمدؐ میں ہیں تو خوب کرو  
 اگر یہود کے حق میں ہے فائدہ اس کا  
 تمہیں ہے ایسا ہی کچھ شوقِ قتل و غارت کا  
 چھڑاؤ بھارتی چنگل سے خطۂ کشمیر  
 خدائے پاک کے محبوب یا رسولِ انام  
 دعا قبول ہو گھائل کی یا حبیبِ خدا  
 رہیں جہاں کے مسلمان متحد ہو کر





معدنِ تقویٰ و عرفان رسولِ عربیؐ  
 مخزنِ صدق و صفا بحرِ کرم فیضِ مآب  
 نہایتِ عرشِ بریں رونقِ بزمِ کونین  
 محورِ دینِ خدا رحمتِ ہر دو عالم  
 قاسمِ خلدِ بریں مالکِ حوضِ کوثر  
 حاصلِ مقصدِ گمنامِ محرمِ رازِ وحدت  
 حق کا محبوبِ نبیوں میں سب سے افضل  
 دردِ عیسیٰ کی دوا حضرتِ یعقوب کی آس  
 اس پہ اپنا سا بشرِ آپ کو وہ کہنے لگے  
 کالی کملی کے کہیں اور کہیں گیسو کے بیاں  
 اب ترستے ہیں مسلمان کی صورت کے لیے  
 کذبِ بردوش نئے چیلے دیا کرتا ہے  
 آپ کے درس سے حاصل ہوا جب کہ یہ شرف  
 ٹینک اور توپ سے ٹکرا گیا حق کی خاطر  
 چشمِ رحمتِ یزدان رسولِ عربیؐ  
 قبلہ و کعبہ ایمان رسولِ عربیؐ  
 معنی سورۃ رحمن رسولِ عربیؐ  
 اے خوشا بولتے قرآن رسولِ عربیؐ  
 نورِ حق خاصۃً سبحان رسولِ عربیؐ  
 باپِ تخلیق کا عنوان رسولِ عربیؐ  
 ہادی و سرورِ ذیشان رسولِ عربیؐ  
 فرِ موسیٰ و سلیمان رسولِ عربیؐ  
 ہے یہ کم ظرفی انسان رسولِ عربیؐ  
 ہائے یہ آپ کی پہچان رسولِ عربیؐ  
 مسجد و منبر و قرآن رسولِ عربیؐ  
 آج کل واعظِ نادان رسولِ عربیؐ  
 آدمی بن گیا انسان رسولِ عربیؐ  
 جذبہٴ ملتِ ایران رسولِ عربیؐ

اپنے گھاتل کو بھی روضہ پہ طلب کر لیجیے  
 رہ نہ جائے کہیں ارمان رسولِ عربیؐ



ماں باپ میرے اور میری جان یا رسولؐ  
 جبریل جس جگہ کے ہیں دربان یا رسولؐ  
 مدحت میں آپ کی یہ خدا کا کلام پاک  
 یہ آپ کی ہی خاکِ گف پا کا فیض ہے  
 آکر کیا حضورؐ نے خلقِ عظیم سے  
 نکلے جو دم میرا تو یہ وردِ زباں رہے  
 روئے پہ روشنی کرے آکر حضورؐ کے  
 گھائل کے دل میں ہے یہ ہی ارمان یا رسولؐ



jabir.abbas@yahoo.com

آپ کی خاکِ کعبہ پا کی یہ عظمت یا رسول  
 خود خدائے پاک نے قرآن کی صورت یا رسول  
 جسکے دل میں آپ کی پنہاں ہے الفت یا رسول  
 آپ کی یادیں عمل کی راہ کے روشن چراغ  
 یا محمد مصطفیٰ صلی علی کہنے کے بعد  
 زمینِ انساں کو کیا انسانیت سے روشناس  
 آج کل اس عصیت کے دور میں ہر موڑ پر  
 اس پہ اپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو  
 عصیت کے نام پر امت کے دل سے مٹ گیا  
 مسجدیں اپنے ہی شہروں کی ہوں جب آنکھوں میں خار  
 ظالم و مظلوم دونوں کا ہے اک صف میں مقام  
 تیس پاروں کے سوا ہے اور دس پاروں کی بات  
 کس طرح سے اس زمین پر آئے اسلامی نظام  
 کاش یاد آجائے ان کو یہ بھی سنت آپ کی  
 چاہیے ہے پیشگی اور وہ بھی منہ مانگی ہوئی  
 نعت کہنے کا سلیقہ ہے نہ گھائل کو شعور  
 وہ تو بس لکھتا ہے احوالِ حقیقت یا رسول



محور ہو دین حق کے تم ہی تاج دار ہو  
 یا مصطفیٰ حبیب خدا نور کبریا  
 تھا کہ بس تم ہی تو ہو فرماں رواءِ مخلص  
 بزمِ خیال حق میں تم ہی تم ہو جلوہ گر  
 سایہ نہ جس کے جسمِ مطہر کا ہو سکا  
 صلے علی تم ہی تو ہو تقدیر کائنات  
 جس کی جھک رہے گی ابد تک وہ گل ہو تم  
 جب تم ہی ناخداۃ سفینہ ہو یا رسول  
 ملتا ہو جب سکون تمہارے خیال سے  
 گھائل غمِ جہان کا پھر کیوں شکار ہو

ہر پھول کے شبنم کے شکوفوں کے صبا کے  
 اُمت میں محمدؐ کی کیا خلق جو تو نے  
 حق دین سے اور دولتِ ایماں سے نوازا  
 بخشا ہے ہمیں آپؐ نے توحید کا سکہ  
 ہر لب پہ درود آج سرِ فرشِ زمیں ہے  
 اے صلیٰ علیٰ عظمتِ دربارِ محمدؐ  
 ذرے ہیں فلک پر وہ درخشندہ ستارے  
 کل تک بڑے گنبدِ اندھیروں کا تھا موسم  
 تھا جن کے لیے آپؐ کا فرمانِ اخوۃ  
 اے کاش کہ وہ دل کے جھروکوں سے بھی گزرے  
 اس قلعہٗ اسلام کا یہ حال ہے آقا  
 مَس آنکھوں سے کر لے جو کوئی روضہ کی جالی  
 اس شہر میں ماتم کی جگہ رقص نہ لے لے  
 گھاتل کی تمناءِ دلی ہے میرے آقا  
 موت آئے چراغِ آپؐ کے روضہ پہ سجا کے





خوشی کا دن ہے ہر مومن ثنا خوانِ رسالت ہے  
ادب سے سر بھکا لیجے یہ ایوانِ رسالت ہے  
لقب ہے ان کا تاج الانبیاء خادم ملائک ہیں  
خدا نے یہ شب معراج فرمایا محمدؐ سے  
ہے وجہ اللہ اک اور دوسرا بھائی حبیب اللہ  
چلی آتی ہے سیدھی اپنے پیانے میں کوثر سے  
نہ پائیں گے کبھی منزل جو ان کا ساتھ چھوڑیں گے  
علیؑ ہے جس کا مولا اس کا میں مولا ہوں یہ سن لو  
تقصیٰ ان کی کیجئے یہ کلید بابِ جنت ہیں  
فقط ایک زلف و کُمبھ میں اُلجھ کر رہ گئی دنیا  
تجھے کیوں فکر ہو گھائل کہ کل محشر میں کیا ہوگا  
تیرا دستِ عقیدت تاپہ دامنِ رسالت ہے

محمدؐ کو ہر ایک مرسل کا ہم رہبر سمجھتے ہیں  
 خدا کی شان کا لطف و کرم کا اور رحمت کا  
 یہاں تک ہے بلندی اپنی پرواز تصور کی  
 انہی کے دم سے قائم ہے نظام ہستی عالم  
 سنایا سنگریزوں نے بھی پڑھ کر کلمہ طیب  
 نبیؐ زادی کے گھر میں کر رہے ہیں مہدِ جنابانی  
 محمدؐ شافعِ محشر محمدؐ مالکِ کوثر  
 کرم کی بحر بے پایاں ہے ذاتِ احمدؐ مرسلؐ  
 محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ و حمیراؑ و شیرؑ کا  
 علیؑ کی تیغ کی ضربت کو کیا انسان سمجھے گا  
 جو زیرِ سایہٴ کلمی تھے ہم نے ان کو پہچانا  
 مقامِ معرفت میں سب سے بالاتر سمجھتے ہیں  
 حقیقت میں نظر والے انہیں مظہر سمجھتے ہیں  
 کہ ہم آقا کو حق کے نور کا جوہر سمجھتے ہیں  
 انہی کے دم کو ہم کونین کا محور سمجھتے ہیں  
 نبیؐ حق کو انساں سے ہوا پھر سمجھتے ہیں  
 عبادت سے ملائکہ یہ عمل بہتر سمجھتے ہیں  
 محمدؐ کی رضا ہم مرضیِ داور سمجھتے ہیں  
 سفا و جود کی کشتی کا ہم لنگر سمجھتے ہیں  
 بڑا احسان ہم اسلام کے سر پر سمجھتے ہیں  
 اسے تو حضرت جبریل کے شہ پر سمجھتے ہیں  
 جو باہر تھے بہر صورت انہیں باہر سمجھتے ہیں

سکوں ملتا ہے کیا مرہمِ حُبِ محمدؐ سے  
 اسے تو گھاتلِ ناداں کے زخم تر سمجھتے ہیں



محمدؐ کو ہر ایک مرسل کا ہم رہبر سمجھتے ہیں  
 خدا کی شان کا لطف و کرم کا اور رحمت کا  
 یہاں تک ہے بلندی اپنی پرواز تصور کی  
 انہی کے دم سے قائم ہے نظام ہستی عالم  
 سنایا سنگریزوں نے بھی پڑھ کر کلمہ طیب  
 نبیؐ زادی کے گھر میں کر رہے ہیں مہم مہنبانی  
 محمدؐ شافع محشر محمدؐ مالک کوثر  
 کرم کی بحر بے پایاں ہے ذات احمدؐ مرسل  
 محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ و شہرؑ کا  
 علیؑ کی تیغ کی ضربت کو کیا انسان سمجھے گا  
 جو زیر سایہ کملی تھے ہم نے ان کو پہچانا  
 مقام معرفت میں سب سے بالاتر سمجھتے ہیں  
 حقیقت میں نظر والے انہیں مظہر سمجھتے ہیں  
 کہ ہم آقا کو حق کے نور کا جوہر سمجھتے ہیں  
 انہی کے دم کو ہم کونین کا محور سمجھتے ہیں  
 نعم حق کو انساں سے ہوا پھر سمجھتے ہیں  
 عبادت سے ملائکہ یہ عمل بہتر سمجھتے ہیں  
 محمدؐ کی رضا ہم مرضی داور سمجھتے ہیں  
 سفا و جود کی کشتی کا ہم لنگر سمجھتے ہیں  
 بڑا احسان ہم اسلام کے سر پر سمجھتے ہیں  
 اسے تو حضرت جبریلؑ کے شہمہ پر سمجھتے ہیں  
 جو باہر تھے بہر صورت انہیں باہر سمجھتے ہیں  
 سکوں ملتا ہے کیسا مرہم حب محمدؐ سے  
 اسے تو گھائل ناداں کے زخم تر سمجھتے ہیں



خدا خود ہے مدارِ خوئے محمدؐ      قرآن مکمل ہے روئے محمدؐ  
 زو مرتبہ اور مقامِ تقدس      ہے خلدِ بریں خاکِ کوئے محمدؐ  
 خدا کی طرف سے سلام آ رہے ہیں      باعزت بالفت بسوئے محمدؐ  
 بچائے گی محشر میں عصیاں کے غم سے      ضیاءِ رُخِ سُرخوئے محمدؐ  
 خدا کی قسم ہے یہ سب کچھ خدا کا      لب و لہجہ و گفتگوئے محمدؐ  
 مہک جن کی دہن خدا بن گئی ہے      وہ ہیں گیسوئے مشک بوئے محمدؐ  
 ہے درپے ازل سے جہانِ نکمز      خدا نے رکھی آبروئے محمدؐ  
 گنوا کر مسلمان بیٹِ المقدس      ہے مائلِ بارجمِ عدوئے محمدؐ  
 تنصیب ہو جس میں اخوة کے بدلے      اسی دل سے پھر جتوئے محمدؐ  
 دو عالم ہیں کیا چیز قربان گھائل  
 خدا کی خدائی بروئے محمدؐ



## نعت

اولیں ہے نور حق ذات محمد مصطفیٰ  
تھا زمیں کا فرش یہ نہ سائبان آسمان  
نکبت گل تھی نہ گل تھے نہ کہیں نام بہار  
روشنی تھی اور نہ تھا خورشیدِ دوراں جوہ گر  
تھا مہ تاباں کہیں اور نہ ستاروں کا وجود  
ہو کا وہ عالم کہ ہے جس کا تصور بھی محال  
تھی فقط وحدانیت اور کچھ نہ تھا اس کے سوا  
جب ہوا تہائیوں کا ذات وحدت کو خیال  
خالق گل نے بنا ڈالی وہ بے مثل و حسین  
حکم یزداں سے ہوئی جب شکل نورانی عیاں  
دیکھ کر خود رب اکبر نے کہا کیا خوب ہے  
جب محمد نے یہ دیکھی رحمت و شانِ ودود  
ایک سجدے میں نہ جانے کتنے پنہاں راز ہیں  
تب کیا خلاق نے تخلیق گل کائنات  
چاند اور سورج سے روشن کر دیا پھر گل جہاں  
آسمان کو زیب دی اس نے بنا کر کہکشاں  
گلستاں کو گل دیے اور گل کو نکبتِ عطر بار  
تب کہا رب تعالیٰ نے بصد لطف و کرم  
ہے زمیں کی گل کی گلشن کی بہاروں کی قسم  
موج کی طوفاں کی کشتی کی کناروں کی قسم  
قادر گل میں ہوں تو محبوب میرا ہے رسول

ہے دعا گھائل کی یارب اب بحق مصطفیٰ  
صدقہ آل نبی میں ملد ہو مجھ کو عطا





اذلیں نور حق وہ عیاں ہو گیا  
 رونق افروز اب عرش سے فرش تک  
 گلشن دین حق سینچا جانے لگا  
 پھول ایماں کے ہر سو مہکتے لگے  
 نکبت علم غنچوں کی زینت ہوئی  
 آشنا حریت سے ہوا آدمی  
 وحی کی شکل میں تھا کلام خدا  
 آپ آئے تو قبضہ سے اصنام کے  
 عزم باطل کا سب خاک میں مل گیا  
 آپ کے خلق اور حسن اخلاص سے  
 زیرِ پا جس کے عرش معلیٰ رہا  
 ہائے اس نور اذل پہ انسان کو  
 اُس کے ایماں پہ شک جس کی آغوش میں  
 سیدۂ مل تو جاتے تمہارے حقوق  
 اپنے ہاتھوں مسلمان اس دور کا  
 بھائی پر بھائی گولی چلانے لگا  
 ہے چراغاں بھوں سے ہر ایک موڑ پر  
 کھاد دیتا ہے گلشن کو بارود کی  
 ہے اخوة سے پیاری کلاشن اُسے  
 جب کبھی شہریاروں کی کرسی بلی  
 جشن میلاد میں پڑھ کے نعتِ نبی  
 گھائل حق دارِ باغِ جناں ہو گیا



## نعت

حبيب ذات رب العالمين ہے  
 بجز حکم خدا کہتا نہیں کچھ  
 محمد تاج دار ہر دو عالم  
 نبوت جس کی قائم ہے ابد تک  
 سراپا مرضی معبود برحق  
 جہاں بنتی ہے تقدیر دو عالم  
 یہ سب نبیوں سے ہے اعلیٰ و افضل  
 مدینہ سے نہیں کچھ کم وہ دل بھی  
 در آل محمد ہی وہ در ہے  
 محمد سے محبت کا ہے دعویٰ  
 ہے بس اسلام کا نعرہ زباں تک  
 سر کشمیر اور بوسینیا میں  
 صلہ گھائل محمدؐ کی ثناء کا  
 بفصل وحدہ "خلید" بریں ہے



گئے عرشِ اعظم پہ معراج کی شب ہے یہ اللہ اللہ مقامِ محمدؐ  
خدا کی طرف سے سلام آرہے ہیں باعزت بالفت بنامِ محمدؐ

خدا کا ہے فرمانِ قرآن شاید جو میں کہہ رہا ہوں وہی ان کا کہنا  
کلامِ محمدؐ کلامِ خدا ہے کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

یہاں کے بھی مالک وہاں کے بھی مالک ہیں دونوں جہانوں کے ہادی و رہبر  
زہ مرتبہ ان کا اوج تقدس ہیں اعلیٰ ملائک غلامِ محمدؐ

فرشتے ہوں جن ہوں کہ انساں سوا لی پھرے ان کے در سے نہ کوئی بھی خالی  
نواسے رہن رکھ کے حاجت روا کی یہ تھا خلق پر فیضِ عامِ محمدؐ

نہ محشر کا غم ہے نہ کچھ خوفِ دنیا ہے سر میں انہی کی محبت کا سودا  
جو دیکھیں گے دشوار ہم راہِ عقلمی گزر جائیں گے لے کے نامِ محمدؐ

ہیں کملی کے قصے کہیں وصفِ گیسو ہیں عارض کی باتیں کہیں ذکرِ ابرو  
نہ اس کے سوا کچھ زمانے نے سمجھا ہے اتنا ہی بس احترامِ محمدؐ

یہ گھائل ہمارا ہے کیا کر رہے ہو نہ چھیڑو اسے جاؤ ہم آ رہے ہیں  
لحد میں میری وقتِ پرشِ فرشتے فرشتوں کو دیں گے پیامِ محمدؐ



## نعت

مونس ہماری قبر کی تنہائیوں میں ہے  
 ہے نورِ اولیٰں کا سرِ فرش جو نزوں  
 آنکھیں بہ شکلِ غنچہ و گل ہیں بچھی ہوئی  
 صلے علیٰ محمد و آلِ محمد  
 ضوِ نورِ شہرِ علم کی پھیلی تو دیکھ کر  
 موسمِ خزاں غلامیِ انسان کے ہو گئے  
 خلد و بہشت و جنت و کوثر کا راستہ  
 لاحق ہو کس لیے سفرِ آخرت کا غم  
 خیر البشر وہ ختم الرسل نورِ کبریا  
 اس کا سبق بھلا کے مسلمان آج کل  
 رُخ موڑ کر حدیثِ اخوة سے یارسول  
 اسلام کے قلعے میں مسلمان کا لہو  
 بارش ہے گولیوں کی دھماکے بھوں کے ہیں  
 خونِ اہل حق کا آج ہے دنیا میں چار سو  
 بوری میں لاشِ ڈال کے سڑکوں پہ پھینکا  
 میلاد پر حضور کے پھراؤ میں شریک  
 آقا کہیں گے حشر میں گھاتل کو دیکھ کر  
 پروردگار! یہ میرے شیدائیوں میں ہے



اولیس نور خدائے ازیلی آیا ہے آج عالم میں دو عالم کا نبی آیا ہے  
 لے کے حق سے یہ رسالت ابدی آیا ہے جس کی نبیوں کو تھی خواہش وہ نبی آیا ہے  
 آج آیا ہے زمانے میں زمانے والا  
 محبتِ خوابیدہ کو انس کے جگانے والا  
 منتظر جس کے تھے موسیٰ و مسیحی وہ رسولؐ ہے براہیم کی جو روح تمنا وہ رسولؐ  
 سارے نبیوں سے شرف جسکے ہیں اعلیٰ وہ رسولؐ جسم کا جس کے نہ تھا کوئی بھی سایہ وہ رسولؐ  
 عبد و معبود کے مابین وسیلہ بن کر  
 وہ نبی آیا اندھیروں میں اجالا بن کر  
 جس پہ نازل ہوا اللہ کا قرآن وہ نبیؐ جس کی انگلی سے ہوا دو مہ تاباں وہ نبیؐ  
 جس کا مداح ہے خود خالق یزداں وہ نبیؐ آدمی جس کے سبب بن گیا انساں وہ نبیؐ  
 خود حبیب اپنا خدا نے جسے فرمایا ہے  
 فرش پر آج وہی عرش نشیں آیا ہے  
 عیدِ میلادِ محمدؐ کے منانے والو جذبہٴ صدق سے اس جشن میں آنے والو  
 گلِ عقیدت کے رو حق میں بچھانے والو خوش رہو نعرے رسالت کے لگانے والو  
 ہو مبارک تمہیں یہ رحمتوں والا دن ہے  
 آج کا دن یہ بڑی عظمتوں والا دن ہے  
 جشن یہ نور کا ایوان نظر آتا ہے رخ پہ اس بزم کے ایمان نظر آتا ہے  
 ہر طرف خیر کا سامان نظر آتا ہے خوش محمدؐ کا مسلمان نظر آتا ہے  
 عیدِ میلادِ نبیؐ جان ہے ایمانوں کی  
 اس سے جاں جاتی ہے بے دین مسلمانوں کی  
 اپنا محبوب کہے فجر سے خود جس کو خدا اور خدا جس کے توسط سے مسلمان کو ملا  
 جس نے کی دولتِ اسلام مسلمان کو عطا جس کے صدقہ سے مسلمان مسلمان بنا  
 اور مسلمان بڑے شیطان کو سر کہتا ہے  
 حق کے محبوب کو اپنا سا بشر کہتا ہے



بن کے عالم میں یہ اللہ کی رحمت آئے مظہر ذاتِ خدا نورِ ہدایت آئے  
سرِ اقدس پہ رکھے تاجِ شفاعت آئے لے کے ہمراہ خدا کی یہ شریعت آئے  
ان کو اللہ نے خود بھیجے درود اور سلام

اس پہ اپنا سا یہ کہتے ہیں یہودی کے غلام  
کلمہ پڑھتے ہیں شفاعت کے طلب گار بھی ہیں دشمنِ دینِ محمدؐ کے وفادار بھی ہیں  
حق سے باطل کے لیے برسرِ پیکار بھی ہیں خادمِ کعبہ بھی ہیں خیر سے مے خوار بھی ہیں  
حکمِ طاغوت یہ اس طرح بجا لاتے ہیں  
قتلِ حجاج کا مکہ میں یہ فرماتے ہیں

تم مسلمان ہو تو پھر حق کے پرستار بنو جس کو حیرت سے جہاں دیکھے وہ دین دار بنو  
صورتِ عزم بنو میکرِ ایثار بنو سر پہ باطل کے لگتی ہوئی تلوار بنو  
حق کے کام آؤ غلامانِ حسینی کی طرح  
حق پہ ڈٹ جاؤ زمانے میں حسینی کی طرح

ہر طرف خونِ مسلمان کی تشہیر ہے آج آگ اور خون کا طوفان سر کشمیر ہے آج  
ارضِ بوسینا غرقِ لہو تصویر ہے آج اور زمیں قبلۂ اول کی گلوگیر ہے آج  
اس پہ جو عالمِ اسلام کی خاموشی ہے  
یہ مسلمانوں کی اسلامِ فراموشی ہے

حق کے طالب ہو تو پھر حق بھی نبھانا سیکھو وقت کی آنکھوں سے اب آنکھیں ملانا سیکھو  
نصرتِ حق میں قدم اپنے بڑھانا سیکھو کس طرح جھکتا ہے قدموں پہ زمانہ سیکھو  
جس میں تحقیر ہو ملت کی وہ بات اچھی نہیں  
موت اچھی ہے پہ ذلت کی حیات اچھی نہیں

حق کی پہچان فقط کرب و بلا ہے گھائل کربلا جلوہ گہرِ دینِ خدا ہے گھائل  
جس کے ہر ذرے میں حق دیں کی بقا ہے گھائل خاک بھی جس کی کہ اب خاکِ حُفا ہے گھائل  
حق کے محبوب رسولؐ دوسرا تک پہنچا  
کربلا پہنچا جو وہ اپنے خدا تک پہنچا



فخر عیسیٰ ہیں رشکِ سلیمان ہیں سارے نبیوں میں افضل ہیں ذیشان ہیں  
 دیکھ کر ان کو یوسف بھی حیران ہیں وحدتِ ذاتِ حق کی پہچان ہیں  
 خاتم المرسلین حق کے پیارے نبی  
 آج عالم میں آئے ہمارے نبی  
 آپ آئے تو روشن جہاں ہو گیا جلوہ طور جس میں نہاں ہو گیا  
 ذرہ خاک رشکِ جنان ہو گیا سارا ماحول ہی گلِ فشان ہو گیا  
 رنگ گل کو ملا اور کلی کو مہک  
 چاند کو چاندنی چاندنی کو چمک  
 آسمانوں کو روشن ستارے ملے گمشدہ کشتیوں کو کنارے ملے  
 بے سہاروں کو ان سے سہارے ملے ان کے در سے ہی ایمان کے دھارے ملے  
 ان سے انساں کو ذہنِ رسا مل گیا  
 یہ ملے تو جہاں کو خدا مل گیا  
 ان کے قدموں سے رنگِ بہار آ گیا موسمِ زندگی پر نکھار آ گیا  
 قلبِ مظلومیت کو قرار آ گیا ظلم کے جسم و جاں کو بخار آ گیا  
 قسمتِ زعمِ باطل کی شام ہو گئی  
 رحمتِ حق زمانے میں عام ہو گئی  
 کفر کا سانس رک رک چلنے لگا دمِ منات و جبل کا ٹکنے لگا  
 کروٹیں وقت اپنی بدلنے لگا دورِ ظلمت کا تیزی سے ڈھلنے لگا  
 ان کی جانب سے دشمن کو الفت ملی  
 دوستوں کو اخوة کی دولت ملی  
 عبد و معبود کا رابطہ کر دیا ختمِ دوری کا اک سلسلہ کر دیا  
 دینِ اسلام کو راستہ کر دیا ملے محمدؐ نے یہ مرحلہ کر دیا  
 اس پہ چل کے خدا تک پہنچ جاؤ گے  
 ورنہ محشر میں تم لوگ پچھتاؤ گے  
 یا نبی رحمت کبریا آپ ہیں سب کی مشکل میں مشکل کشا آپ ہیں  
 قلبِ مضطرب کی بے شک دوا آپ ہیں اپنے گھائل کا بھی آسرا آپ ہیں  
 حال رہتا ہے اس کا عجب یا نبی  
 اپنے روضہ پہ کریں طلب یا نبی

## نعت

اے شہ کون و مکاں اے تاج دار بحر و بر اے سراپا رحمت پرورگار خشک و تر  
اے حبیب اکبر یا اسی لقب خیرالبشر کیجیے امت پہ آقا پھر کرم کی ایک نظر  
جوشِ ایمانی ہوا رخصت حمیت مر چکی  
جو ملی تھی اس کو ورثہ میں وہ غیرت مر چکی

نورِ حق اے خاصہ رب اے شہنشاہِ اُمم شافعِ محشر حبیب اللہ اے بحرِ کرم  
آج جس شمشیر کے قبضہ پہ کلمہ ہے رقم سر اسی شمشیر سے اب کلمہ گو کا ہے قلم  
عزمِ مسلم کش بھی ہے اور نعرۂ تکبیر بھی  
گلِ مومن اخوۃ بھی بخش دامن گیر بھی

ہے حسد دل میں خلوص و خلق و الفت کی جگہ ہے مسلمانوں میں اب نفرتِ محبت کی جگہ  
بے حیائی کی طرف مائل ہیں غیرت کی جگہ عصیت رکھتے ہیں یہ ایماں کی دولت کی جگہ  
پاس ہے ان کو شریعت کا نہ کچھ اسلام کا

اب مسلمان رہ گیا ہے بس مسلمان نام کا  
کون سا جذبہ ہے آخر کار فرما آج کل خوں بہا کر اپنے بھائی کا مسلمان آج کل  
ساتھ ہی گھر کے جلا دیتے ہیں قرآن آج کل کر رہے ہیں اس طرح وہ دیں پہ احساں آج کل  
اس عمل کا یا نبی پھر جانے کیا انجام ہو  
جب مسلمانوں میں یہ باطل کی سنت عام ہو

کلمہ گو اب ہو گئے ہیں اپنے ایماں کے خلاف دین کے ملت کے اور احکامِ قرآن کے خلاف  
جس گُلستاں میں رہائش اس گُلستاں کے خلاف ان کا اپنا ہاتھ ہے اپنے گریباں کے خلاف  
سر میں ان کے کچھ نہیں ہے اب دماغوں کی جگہ  
روشنی کرتے ہیں یہ ہم سے چراغوں کی جگہ

دافعِ الکافات یا خیرالبشر حاجت روا تاج دار ہر دو عالم یا محمد مصطفیٰ  
آپ کی خدمت میں ہے گھاتل کی ایک یہ التجا ملتے بے جس کو جس کی کیجیے دولت عطا  
آپ کی نظروں کا ادنیٰ سا اشارہ چاہیے  
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا چاہیے

یارب تیرے کرم کی کوئی حد نہ انہا کیوں کر ادا ہو شکر تیرا میرے کبریا  
 ہم پر بہت عظیم یہ احسان ہے تیرا ہم کو نہ خلق تو نے کہیں کفر میں کیا  
 امت میں اُس رسول کی پیدا کیا ہمیں  
 جو ہے تیرا حبیب نبی وہ دیا ہمیں  
 ثانی ہے جس کا کوئی نہ ہمسر ہے وہ رسول اللہ کی جو شان کا مظہر ہے وہ رسول  
 جس کا وجود شافع محشر ہے وہ رسول مداح جس کا خالق اکبر ہے وہ رسول  
 دونوں جہاں کی آنکھوں کا تارا رسول ہے  
 سرتاج انبیاء کا ہمارا رسول ہے  
 جو کلنِ عالمین پہ رحمت ہے وہ نبی جس کی قرآن پاک میں مدحت ہے وہ نبی  
 جس پر کہ اختتام نبوت ہے وہ نبی جس پر درود عین عبادت ہے وہ نبی  
 انسانیت کے درد مٹانے جہاں سے  
 آیا ہے وہ زمیں کی طرف آسمان سے  
 گھر گھر چراغاں کیجئے فضا جگلائیے شہروں کو روشنیوں کی دہن بنائیے  
 خوشبو یقیں کے پھولوں کی دل میں بسائیے پھولوں کے ساتھ راہ میں آنکھیں بچھائیے  
 خوش رنگ اس جہاں کا گلستان کیجیے  
 خوش آمدید کہنے کے سامان کیجیے  
 جشن ولادتِ شہِ دنیا و دیں ہے آج مہاں زمیں کا ساکن عرش بریں ہے آج  
 رُتبے سے آسمان کے سوا یہ زمیں ہے آج سرکار کا مدینہ دلِ مؤمنین ہے آج  
 پڑھ کر درود غنچۂ ایماں کھلائیے  
 پھر یارِ رسول پاک کا نعرہ لگائیے  
 نعرہ لگا کے ذہن ضیاء بار کیجیے اس روشنی سے دل کو پُرانوار کیجیے  
 درسِ نبی سے فکر کو سرشار کیجیے جو باعمل ہو اپنا وہ کردار کیجیے  
 نعرہ یہ ہی بتاتا ہے مقصدِ حیات کا  
 یہ نعرہ رسول سب سے نجات کا  
 تحفہ میں پیش کیجئے رسولِ انام کو نعرہوں کے سر پہ رکھ کے درود و سلام کو  
 اس کے سوا ہی ذوالاحترام کو کیا پیش ہم کریں سدرہ مقام کو  
 گھاتل سلام مرسلِ عالی مقام پر  
 پڑھتے رہو درودِ محمدؐ کے نام پر

## نعت

نعت کو مقصدِ نعت حاصل نہ ہو  
 کور ہے آنکھ وہ چشمِ پینا نہیں  
 نامکمل ہے وہ قیس کی داستاں  
 میرِ محفل ہوں جب رحمتِ العالمیں  
 دل وہ کعبہ بھی ہے اور مدینہ بھی ہے  
 جب ہیں رہبر ہمارے حبیبِ خدا  
 پھر شفاعت بھی اس کا مقدر نہیں  
 وہ مقامِ مدینہ کو سمجھے گا کیا  
 مَس ہو جس کی جبین سے بھی خاکِ شفا  
 یا علی میں کہوں پھر یہ ممکن نہیں  
 ہو خلافت کی کیوں کر اُسے پھر طلب  
 وہی مشرک سے کرتا ہے نصرتِ طلب  
 مہتبین کو وسیلہ بناؤ تو تم  
 اس کو گھر کا سمجھیے نہ پھر گھاٹ کا  
 قبر تک بھی نہیں ہوتی اس کو نصیب  
 قبر میں اُلفتِ حیدری کے سبب  
 کس لیے پُرسکوں ان کا گھائل نہ ہو





بنامِ حرمِ محبوبِ وحدہ آئے  
 درود پڑھتا ہوا آئے جو بنامِ نبیؐ  
 یہ اور بات کہ دیکھا نہیں انھیں لیکن  
 لکھوں میں نعت میں جب یا محمدؐ عربی  
 جہیں زمیں کی کفِ پا سے ان کے مَس جو ہوئی  
 نبیؐ کے دستِ مبارک پہ پہنچ جائیں اگر  
 علیؑ کے حق میں درود اور حیدری نعرہ  
 جزِ اک علیؑ نہ ہوئے کامیاب خیر میں  
 ہو جنگ کوئی کہ غزوات کی مہم کوئی  
 یہ طالبان ہیں بے دین اصل میں گھائل  
 یہ بن کے مذہبِ اسلام کے عدو آئے



## جناب فاطمہ صدیقہ طاہرہ زہرا

بیاں ہوں کیا شرفِ دُخترِ رسولِ خدا  
 انہی کی شان میں آیا ہے معلمِ الحرا  
 یہ ہی تو ہیں جنہیں خالق نے یہ شرف بخشے  
 زہ وقار کہ شہزادی بہشت ہیں یہ  
 یہ ملکہِ خلد کی شوہر ہیں ساقی کوثر  
 جناب سیدہ سرچشمہِ امامت ہیں  
 انہی کے واسطے آئی ہے چادرِ تطہیر  
 خود آپ فاتحہ کیے سالکوں کے پیٹ بھرے  
 انہی کی ذاتِ مقدّس ہے واجبِ تعظیم  
 انہی کی شادی کے لوٹے ہیں پھول حوروں نے  
 حبیبِ ابنِ مظاہر ہی پر نہیں موقوف  
 زبانی پھولوں کی چادر چڑھاؤ گے کب تک  
 ہمارے دور کا واعظِ نقدِ رقم لے کر  
 بہت کتابوں میں ڈھونڈا کسی جگہ نہ ملا  
 تڑپ کے رہ گئی ہوں گی بہشت میں زہرا  
 جناب سیدہ گھائل کی اب دعا ہے یہی  
 شبانہ روز بڑھے میرا شوقِ حمد و ثناء



در فاطمہؑ پر ہے دستِ تعدی  
 ہے مقصد نہ پائے سکوں آلِ احمدؑ  
 ہے وارث ہی زہراً یہ سب جانتے تھے  
 ہے بنتِ نبیؐ سے گواہی کی طلبی  
 حدیث اس کی شاہد ہے تاریخِ گویا  
 رسالت کا فرماں امامت کے حق میں  
 خدا کہہ رہا ہے فرمانِ میرا  
 محمدؐ کے ارشاد سے پھرنے والو  
 فرشتے ہوں جن ہوں کہ انساں سوالی  
 رہن رکھ کے بیٹوں کو حاجت روا کی  
 نہاں دستِ حیدرؑ میں تھی ایسی طاقت  
 کیا قتلِ مرحبؑ سا وہ دیو پیکر  
 گل تر سے بہتر تیرے زخمِ گھائل  
 خدا کی قسم ان کی حکمت کے صدقہ

شقاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 مگر اس کے حق پر حکومت کا قبضہ  
 خیانت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 کہا تھا محمدؐ نے من کلت مولا  
 وضاحت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 محمدؐ کے لب پر جو الفاظ آئیں  
 بغاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 در فاطمہؑ سے ملا وہ جو مانگا  
 سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 اکھاڑا وہ خیبر کا در جس نے یوں ہی  
 شجاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے  
 ہر ایک زخم پر مرہمِ حُبِ حیدرؑ  
 جراحت نہیں یہ تو پھر اور کیا ہے



## دل میں ہو محبتِ علی لب پر ہو نامِ فاطمہؑ

اپنے لب پر جب بھی آجاتا ہے نامِ فاطمہؑ جب شرف پر سیدہ بی بی کے جاتی ہے نظر خود بچے تعظیم اٹھ جاتے تھے استقبال کو خود محمدؐ بھیجتے تھے بابِ اقدس پر سلام آج اس جشنِ ولادت پر ملائک لائے ہیں بخشوائیں گے محمدؐ حشر میں اس شرط پر مسترد صدیقہ عالم کا کر بیٹھے سوال چشم جس کی تر ہوئی بزمِ غم شہیر میں تذکرے ہوتے ہیں جب انکے مصائب کے کہیں

آپ خم ہوتا ہے سر بحرِ سلامِ فاطمہؑ خود بہ خود پڑھتا ہے دل تسبیحِ نامِ فاطمہؑ تھا نظر میں یہ نبیؐ کے احترامِ فاطمہؑ کتنی عظمت ریز تھی وہ صبح و شامِ فاطمہؑ عرش سے صلوٰۃ کے تحفہ بنامِ فاطمہؑ دل میں ہو محبتِ علی لب پر ہو نامِ فاطمہؑ یہ نہ سمجھے ہے کلامِ حق کلامِ فاطمہؑ لے کے آتے ہیں ملک اس کو سلامِ فاطمہؑ خود بہ خود روتا ہے دل سُن سُن کے نامِ فاطمہؑ

بعدِ ختمِ الرسلین گھائل بصدِ آہ و بکا  
اشکِ آلودہ رہیں ہیں صُبح و شامِ فاطمہؑ



jabir.abbas@yahoo.com

یہ ہے ربِّ برائمی سے فریاد ابو طالب  
یقین و عظمت و شفقت اور اطوارِ برائمی  
حسب بھی اعلیٰ و افضل نسب بھی برتر و اعلیٰ  
یہ فتحِ خیبر و بدر و احدِ صفین اور خندق  
حرا سے کربلا تک کربلا سے آج کے دن تک  
خدا کے چودہ معصومین کے جو جشنِ ولادت ہیں  
نکاح کرنا تو بالائمان ہے سنتِ محمدؐ کی  
محمدؐ پیش کرتے تھے نمازِ فجر سے پہلے  
محمدؐ مصطفیٰ صلی علیہ کے دل میں رہتی تھی  
نہیں رہنے دیا مکہ میں محبوب الہی کو  
روانہ نعرۂ صلوات کیجیے یا علی کہہ کر  
علیؑ غافل نہ رہتا تم محمدؐ کی حفاظت سے  
سنائے گا قصیدہ حشر میں بارہ اماموں کا  
ملے گی خوب تر گماں کو واں داؤ ابو طالب





## ابوطالب

بعد از خدا تبی کے ہیں یہ پاسبان بھی  
ہیں بزم ذوالعشیرہ کے یہ میزبان بھی  
اُس بزم میں نبیؐ کے رہے ترجمان بھی  
گھر ان کا دین حق کا ہے دارالامان بھی  
ایمان مجسم ہے وجود ابو طالب  
ہے حفظ محمدؐ ہی درود ابو طالب

پھر کیوں ابو طالب پہ ہے یہ کفر کی تہمت  
یہ فکر مسلمان کی حقیقت میں ہے بدعت  
محبوب الہی جو ہیں اللہ کی رحمت  
گھر میں ابو طالب کے ہوئی ان کی ولادت  
ان کو صلہ خدا نے اس احسان کا دیا  
پیدا ابو طالب کا پسر اپنے گھر کیا

عرش علیؑ پہ جس کے ہے ایمان کا مقام  
جس کا نظر میں ختم اُرسِل کی یہ احترام  
کرتے تھے پیش جس کو رسول خدا سلام  
وہ ذات ہاں وہی ابو طالب ہے جس کا نام  
سُن لے وہ جس کے دل میں ہے الفت رسولؐ کی  
ان کو سلام کرنا ہے سنت رسولؐ کی

جس نے نبیؐ کو گود میں پالا یہ ہی تو ہیں  
عَدّ بناء لا الہ والا یہ ہی تو ہیں  
بچوں نے جس کے دیں کو اُجالا یہ ہی تو ہیں  
سادات کے بھی مورث اعلیٰ یہ ہی تو ہیں  
اللہ کا رسول کرے جس کا احترام  
گھاتل تم اُسکو کیوں نہ کرو بالادب سلام

قبلہ و کعبہ دیں حق کا ولی عقدہ کشا کُن ایمان محمدؐ کا وحی شیر خدا  
 جس کے بارے میں محمدؐ نے یہ کھل کر ہے کہا جس کا میں مولا ہوں اُس کا ہے علیؑ بھی مولا  
 وہ علیؑ آیا ہے دنیا میں ہدایت کے لیے  
 دین اسلام کی تا حشر حفاظت کے لیے  
 یہ علیؑ دستِ خدا ضیغم یزدان بھی ہے یہ معنی بھی ہے تفسیر بھی قرآن بھی ہے  
 میکہ تقویٰ بھی ہے چشمِ عرفان بھی ہے یہ ہی غزوة میں سرکردہ میدان بھی ہے  
 نورِ اللہ و محمدؐ کی یہ تصویر بھی ہے  
 فضلِ خالق سے علیؑ صاحبِ شمشیر بھی ہے  
 جس کی شمشیر کے قاتل ہیں شجاعانِ عرب جس کی شمشیر ہے اسلام کی عظمت کا سبب  
 جس کی شمشیر سرِ کفر پہ ڈھاتی ہے غضب جس کی شمشیر مسلمانوں کے لیے رحمتِ رب  
 وہ علیؑ حق نے جسے تیغِ دو پیکر بخشی  
 حق کے محبوب نے اپنی جسے دختر بخشی  
 جس کو اللہ کی جانب سے ملے ہیں یہ خطاب دستِ حقِ بحرِ سخا حق کا ولی علم کا باب  
 مظہرِ شانِ خدا ابرِ کرم فیضِ مآب قاسمِ خلدِ بریں نفسِ نبیؐ حق کی کتاب  
 وہ علیؑ جس کی قدمِ بوسی کو تارا آیا  
 آج دنیا میں وہ ہے کس کا سہارا آیا  
 خانہِ حق میں ہوئی جس کی ولادت وہ علیؑ جس کا ہر ایک عمل کُنِ شریعت وہ علیؑ  
 لبِ پہ قرآن کے ہے جس کی سخاوت وہ علیؑ جس پہ نازاں ہے ہر ایک گامِ شجاعت وہ علیؑ  
 جس نے حق پر کیے ہر دشمن دیں کے ٹکڑے  
 جس کی دنیا تھی فقط نانِ جویں کے ٹکڑے  
 جس کی ہر دور میں قائم ہے امامت وہ امام جس کی معراج کا ہے مہرِ نبوت پہ مقام  
 نصرتِ دین میں جس کی ہوئی گلِ عمرِ تمام وہ علیؑ جس کا کہا کرتے ہیں ہم خود کو غلام  
 حق غلامی علیؑ کا تو جتایا ہم نے  
 جس کو ٹھکرایا علیؑ نے اسے چاہا ہم نے  
 بستی گردِ اِمام میں رہنے والو ظلمِ باطل کے ہر ایک دور میں سہنے والو  
 رات دن جوش کے دریاؤں میں بہنے والو تم نے سوچا بھی کبھی یا علیؑ کہنے والو  
 حیدری ایسا ہے تم میں کوئی قنبر کی طرح  
 روبرو جبر کے حق کہہ سکے بوزر کی طرح

خادمِ حضرتِ عمار ہے تم میں کوئی پیرو میثمِ تمار ہے تم میں کوئی  
 رہرو شارعِ مختار ہے تم میں کوئی مثلِ ملا صاحبِ کردار ہے تم میں کوئی  
 تم ہی بتلاؤ کہ حق دین کے ناصر جیسا  
 عزم کس کا ہے جواں ابنِ مظاہر جیسا  
 غور سے سنتے ہو تم غیر کے گھر کی باتیں ماؤ کی دوتھ کی اور شیکپیر کی باتیں  
 نغمہ و ساز ہیں اب شام و سحر کی باتیں دل نشیں تم نے نہ کیں علم کے در کی باتیں  
 سوچو تم اس کو ذرا بیٹھ کے ٹھٹھے دل سے  
 منکِ حق سے ہو کہ دائرۂ باطل سے  
 پہلے ہوتا تھا مجالس میں جہاں حق کا بیاں لوگ ہر مکتبۂ فکر کے جاتے تھے وہاں  
 جب سے لاطلموں نے منبر پہ سجائی ہے دکان شہر میں ہو گئیں اشیاءِ عداوت ارزاں  
 ان کی جس وقت سے منبر پہ عمل داری ہے  
 جب سے ہر سمت تعصب کا عمل جاری ہے  
 تم سرِ راہ جلوسوں میں جو پڑھتے ہو نماز آج اس امر پہ گھائل یہ تمہارے دم ساز  
 جذبۂ حق کے ادا کرنے پہ اب ہیں ناراض جب کہ تبلیغِ حسینی کا یہ ہی ایک ہے راز  
 سجدہ بروقت ادا کرنے سے بے زاری ہے  
 کون سا حق ہے یہ کس حق کی طرف داری ہے



یوں آج چل رہی ہیں گلشن میں پھر ہوائیں پھولوں میں ٹل رہی ہیں نسرین کی ادائیں  
 جوہی و نسرین نے ڈالیں گلے میں بانہیں ہر غنچہ لے رہا ہے کلیوں کی اب بلائیں  
 سبزے پہ چھا رہی ہے اس طرح سے جوانی  
 فرط حیا سے شبنم خود ہو رہی ہے پانی  
 کس شان سے چمن میں چپا مہک رہا ہے ایک آگ سی لگی ہے لالہ دکھ رہا ہے  
 غنچہ خوشی سے کوئی جس جا چمک رہا ہے اُس شاخ گل پہ جا کر بلبل چمک رہا ہے  
 نرگس کی آنکھ کب سے اک سمت لگ رہی ہے  
 ہے انتظار کس کا یہ کس کو تک رہی ہے  
 اتری ہوئی چمن میں تاروں کی انجمن ہے بزم خیال شاعر جس سے کہ ضو گلن ہے  
 افراط گل سے گل کی شاخوں پہ بانگین ہے ہر شاخ یوں بجی ہے جیسے کوئی دلہن ہے  
 منہ چوم کر گلوں کا نکھت لٹا رہی ہے  
 باد صبا یہ اپنے جلوے دکھا رہی ہے  
 ہر سمت چھا رہا ہے ایک کیف شادمانی سون یہ کر رہی ہے سنبھل سے لڑائی  
 زلفیں سنوارنے میں تیرا نہیں ہے ثانی دیکھے گھٹا جو تجھ کو بھر لائے منہ میں پانی  
 قربان حسن یوسف گلشن کی اس بھین پر  
 صدقہ ہوئی زلیخا شاید اسی چمن پر  
 پانی میں گل کنول کا کیا گل کھلا رہا ہے سارس سے چپکے چپکے باتیں بنا رہا ہے  
 بلقیس کا زمانہ پھر یاد آرہا ہے افسانہ سلیمان ہمدرد بنا رہا ہے  
 یوں طائران گلشن خوشیاں منا رہے ہیں  
 صلے علی کے نغمے سب مل کے گا رہے ہیں  
 کوٹو کی لے پہ کوئل کیا گنگنا رہی ہے حق تیر ہو کی دھن سے دل کو لٹھا رہی ہے  
 کانوں میں اس طرح سے امرت گھلا رہی ہے جیسے کوئی سہاگن ملہار گا رہی ہے  
 کعبہ سے اٹھ کے آئی دیکھو گھٹا سہانی  
 دامن میں لا رہی ہے بحر کرم کا پانی

پلوا دے آج ساقی پھر وہ ہی ارغوانی جو اِنما میں کھینچی اور حل اِتی میں چھانی  
 پی کر حبیب آئے تو آگئی جوانی سلمانِ فارسی تھے جس سے کی ترجمانی  
 مڑنے ذرا سی پی تھی نقشہ بدل گیا تھا  
 سر تا قدم کرم کے سانچہ میں ڈھل گیا تھا  
 جس کی مہک سے قہر دیں دار ہو گئے تھے مالک نشے سے جس کے سرشار ہو گئے تھے  
 خوشبو سے جس کی بے پر پردار ہو گئے تھے مجبور جس کو پی کر مختار ہو گئے تھے  
 صدق و صفا سے دل کے شیشے کو جگمگا کر  
 جس کو ظہیر و بوزر پیتے تھے غٹ غٹا کر  
 یاسر نے اپنے دل سے جس کو لگا کے پی ہے مسلم بن عوجہ نے عقبی سجا کے پی ہے  
 میثم نے بے خودی میں دنیا لٹا کے پی ہے ہر اہل حق نے حق کو اپنا بتا کے پی ہے  
 پی سب نے بغض و شر سے دامن بچا بچا کر  
 اغیار کے دلوں پر بجلی گرا گرا کر  
 افواجِ اشقیا کا سینوں میں دل ہلا کر رودادِ تنگی کی اس طرح سے سنا کر  
 ایک بے زباں نے اپنی سوکھی زباں دکھا کر جو پی تھی کربلا میں اصغر نے مسکرا کر  
 گنوا دیے ہیں تجھ کو ایک ایک نام ساقی  
 اس بزم کو عطا ہوں بس وہ ہی جام ساقی  
 چودہ ہیں اپنے ساقی ان سب کو یہ خبر ہے یہ کون کہہ رہا ہے دو تین پر نظر ہے  
 جامِ ولاءِ عطرت پینے کا یہ اثر ہے دنیا میں پی رہے ہیں جنت میں اپنا گھر ہے  
 ہم بوتریوں کی قسمت میں برتری ہے  
 ساقی بھی ہے نجف کا محفل بھی حیدری ہے  
 میخانہ کی فضا بھی ے خوار بھی وہی ہیں جلوے بھی سب وہی ہیں انوار بھی وہی ہیں  
 ہے غلد کی سی خوشبو آثار بھی وہی ہیں وعدے بھی سب وہی ہیں اترار بھی وہی ہیں  
 ے خانہ محمدؐ پہلو بدل رہا ہے  
 جامِ شرابِ وحدت کعبہ میں چل رہا ہے

احمدؑ خدا کے گھر سے یہ کس کو لا رہے ہیں ہاتھوں پہ لے کے کس کو دل سے لگا رہے ہیں  
 کیا مل گیا ہے ایسا کیوں مسکرا رہے ہیں محبوب کبریا کے نقشے بتا رہے ہیں  
 تھی منتظر نبوت شمشیر اب ملی ہے  
 تنہا کتاب حق تھی تفسیر اب ملی ہے  
 رحم و کرم کا مرکز شمشیر حق کا جوہر جور و جفا کا دشمن جود و سخا کا پیکر  
 ثانی ہے جس کا کوئی جس کا نہ کوئی ہمسر ہے مظہر العجائب بیت اسد کا دل بر  
 اس کے ہی دم قدم سے ہے تقویت نبیؐ کو  
 پھر کیوں نہ ہم پکاریں مشکل کشا علیؑ کو  
 یہ وہ علیؑ ہے جس نے اژدر کیا دو پارہ انتہ کو اپنی ود کو مرحب کو جس نے مارا  
 حکم خدا سے گھر پر اترا ہے جس کے تارا اُس رات کا فسانہ کچھ یاد کر خدا را  
 شمشیریں تل رہی تھیں سر پر یہ سو رہے تھے  
 وال سر پہ تھی نبوت اور پھر بھی رو رہے تھے  
 سورج تھا کس کے طالع اعجاز ہیں یہ کس کے حق سے ملی ولایت اعزاز ہیں یہ کس کے  
 یحییٰؑ کا علیؑ الفاظ ہیں یہ کس کے پھر ان سے بے رخی کے انداز ہیں یہ کس کے  
 باغِ فدک کا قصہ کیا اتنا مختصر ہے  
 کس کس کا ہاتھ کہیے عین کے خوں میں تر ہے  
 ہمارا بھی علیؑ ہیں عم زاد بھی علیؑ ہیں محبوب کبریا کے داماد بھی علیؑ ہیں  
 دین محمدیؐ کی بنیاد بھی علیؑ ہیں جبریلؑ کے حقیقی اُستاد بھی علیؑ ہیں  
 یہ ہی علیؑ ہمارے ہیں چارہ کار گھاتل  
 ظاہر ہے ان پہ اپنا سب حال زار گھاتل





## ذاتِ حیدر کو مرتضیٰ کہیے

واقفِ سر لا الہ کہیے  
 عینِ پروردگار و وجہُ اللہ  
 ایک مکمل قرآن کی صورت  
 کلِ ایمان و ضمیمہ داور  
 قاسمِ غلہ و ساتھی کوثر  
 چشمِ بد دور خاکِ پائے علی  
 خانہٴ لم یلد میں پیدائش  
 جاء پیدائش علی کعبہ  
 حیدری نعرہ وقتِ مشکل میں  
 سو غموں سے نجات دیتا ہے  
 فاتحِ بدر و خیبر و خندق  
 دینِ اللہ اور محمدؐ کا  
 کلِ ایمان جس کے دل میں ہو  
 کلِ ایمان و کلِ دین ہیں علی  
 نعرہٴ حیدری وہ ہے گھاتل  
 جس کو بے دین کی قضا کہیے



صبحِ گلشن میں نمایاں ہوئے آثارِ سحر      شب کی تاریکی پہ غالب ہوئے انوارِ سحر  
کھل کھلا کر کیا ہر پھول نے اظہارِ سحر      چھپا کر کیا پرداروں نے دیدارِ سحر  
ذکرِ الحمد طیورانِ چمن کرنے لگے

مل کے اعلانِ سحر سرو و سمن کرنے لگے  
عندلیبانِ خوش الحان ہیں چمن میں شاداں      لب پہ ہر ایک کے ہے حمد و ثناء یزداں  
بلبلیں پڑھتی ہیں یسین پے حفظ و امان      خوش لحن قمری کی ہے سرو کی چوٹی پہ اذان  
نغمہ جی علیٰ خیر العمل کو سُن کر

ہیں طیورانِ چمن وجد میں اس کی دھن پر  
ہو کے خوش جھوم رہے ہیں سرِ گلشن اشجار      صبحِ گلشن میں بغل گیر گلوں سے ہے بہار  
سبز اور سرخ گلوں سے ہے چمن لالہ زار      نیل بوٹوں پے نسیم سحری سے ہے نکھار  
مست و مسرور و مطر ہے بہارِ گلشن  
آج کچھ اور ہی ہیں نقش و نگارِ گلشن

آج گلشن میں عجب رنگ سے آئی ہے بہار      جیسے پریوں نے کیا ہے چمنستاں کا سنگھار  
عسلِ نچوں کا ادا کرتی ہے شبنم کی پھوار      ہر روش پر ہے ہر اک سمت گلوں کی مہکار  
مست بلبل ہے شگوفوں کی بسی خوشبو سے  
اپنی منقار سے لیتی ہے گلوں کے بوسے

ہر ایک پھول پہ بلبل کا ہے یہ حسنِ نظر      اتارتی ہے وہ نظروں سے اپنی گل کی نظر  
نگاہ بد سے بچانے کے واسطے گل تر      چھپا کے رکھتی ہے وہ گل کو زیرِ دامن پر  
لگا کے پھولوں کو وہ دل سے پیار کرتی ہے  
ادا وہ یوں حقِ جشنِ بہار کرتی ہے

ہیں رنگ و بو میں یہ بے مثل ارغوانی پھول      کہیں پہ جانی ہیں اور کہیں ہیں دھانی پھول  
ہیں سبز و سرخ مہکتے ہوئے نورانی پھول      مہک سے جن کی کھلا کرتے ہیں ایامی پھول  
یہ پھول دیکھ کے کچھ خار دل ملول ہوئے  
بہار پھولوں سے مہکی خزاں کے مپھول ہوئے

گلاباءِ جوی و لالہ و نسترن ہیں گمن      ہے حسنِ چہا چنبیلی سے زینتِ گلشن  
گلوں پہ صحنِ چمن میں غضب کا ہے جو بن      ہیں شاد رنگِ چمن دیکھ کر سب اہل چمن  
یہ رنگ و روپ گستاں پہ یہ رعنائی ہے  
کہ جیسے آج دہن بن کے بہار آئی ہے

صبا چلی ہے بصد ناز لے کے انگڑائی چلی وہ جھوم کے گہ مست ہو کے لہرائی  
 روش روش پہ یہ بخشی ہے اس نے زیبائی جدھر گئی وہ شگوفوں کو گل بنا آئی  
 اداؤں سے وہ ہر ایک گل نکھار آئی ہے  
 گلوں کے رخ پہ غضب کی بہار آئی ہے  
 ہے آج پھولوں کے ہم رقص صبا گلشن مہک سے گل کی ہے مسحور فضاء گلشن  
 ہے رنگ و نور سے رنگین اداء گلشن ہے عطر ریزی میں مصروف ہوا گلشن  
 یہ رنگ و نور سے تزئین چمن جاری ہے  
 کہ جیسے آج کسی جشن کی تیاری ہے  
 شاد ہیں حسن چمن دیکھ کے ارباب چمن شان اور زینت و زیبائش و آداب چمن  
 آج ایسی ہے چمن میں یہ تب و تاب چمن جیسے دیکھا ہے زلیخا نے کوئی خواب چمن  
 صحن گلشن میں ہیں ہر سمت گلوں کے انبار  
 ہر روش پر ہے سوا نکھت گل کی بوچھاڑ  
 دیکھ کر رنگ چمن جوش میں موسم آیا صحن گلشن پہ ہوا ابر کرم کا سایہ  
 ابر کوثر سے اٹھا اور سر گلشن چھایا اپنے دامن میں وہ بھر کے مئے رحمت لایا  
 آج موقع بھی ہے موسم بھی سہانا ساقی  
 اپنے مے خواروں کو جی بھر کے پلانا ساقی  
 ابر بھی سر پہ ہے ٹھنڈی ہے ہوا بھی ساقی اور مے خوار بھی یاں سب ہیں ترابی ساقی  
 خنقی بادہ میں دے بھر کے شہابی ساقی وہ ہی فردوس بریں والی گلابی ساقی  
 آج رندوں میں وہ دور مئے سر جوش رہے  
 جس کے پینے سے نہ پھر حشر تلک ہوش رہے  
 وہ پلا ساقیا جو اہل یقیں نے پی ہے عرش سے آکے جو جبریل امیں نے پی ہے  
 لیلیٰ اسرا میں جو عرش بریں نے پی ہے کہہ کے ابناء قرآن میں نے پی ہے  
 علم کے شہر کے اعلیٰ درجہ اطہر والی  
 وہ ہی دے ساقیا ان رندوں کو کوثر والی  
 جس کو پیتے تھے اولوالعزم پیہر وہ شراب جس کو پیتے تھے ائمہ سر منبر وہ شراب  
 مسجدیں جس کی مہک سے ہیں معطر وہ شراب جو کہ پی جاتی ہے محراب کے اندر وہ شراب  
 مے چھلکتی ہوئی کوثر کے کناروں والی  
 ہاں وہی ساقیا دے حیدری نہروں والی

چودہ میخانوں کی جس میں کہ ہو لذت وہ جام      جس کی مدہوشی کا انعام ہے جنت وہ جام  
 خیر سے جس کا نشہ کُل شریعت وہ جام      جس کی خوشبو ہے سر حشر شفاعت وہ جام  
 جس کو سلمان نے پی دل سے لگا کر وہ شراب  
 جس نے بے زر کو بنایا ہے ابو زر وہ شراب  
 چوم کر جام کو مختار دلاور نے پی      جھوم کر جس کو حبیب اور ہر صفدر نے پی  
 مسلم بن عویض اور مالک اشتر نے پی      خیر سے ڈٹ کے جسے یاسر و قنبر نے پی  
 خواجہ ہند نے تو حد سے گزر کر پی ہے  
 جام بنیادِ لالہ میں بھر کر پی ہے  
 آج سے خانے میں پُر کیف سماں ہے ساقی      جام گھائل کو بھی دے وہ بھی یہاں ہے ساقی  
 سن رسیدہ ہے بجا تیرا گماں ہے ساقی      ذوق سے نوشی میں پیری بھی جواں ہے ساقی  
 سچ ہے پہلی سی وہ قوت ہے نہ کس باقی ہے  
 اب تو بس رندوں میں شرکت کو ہوس باقی ہے  
 بادہ خواروں میں جو مے کش کا بھرم ہے ساقی      شک نہیں اس میں یہ سب تیرا کرم ہے ساقی  
 کون سی شے ہے ترے پاس جو کم ہے ساقی      مجھ کو بس گزرے ہوئے وقت کا غم ہے ساقی  
 وہ پلا جس سے طبیعت میں روانی آجائے  
 پھر نئے سر سے معنی میں جوانی آجائے  
 ساقی تُو چاہے تو بر آئے یہ رندوں کی مراد      تیرے مے خوار کریں جنت ارضی آباد  
 غالب اسلام ہو مغلوب ہوں سب اہل عناد      پردہ غیب سے ظاہر ہو کچھ ایسی امداد  
 فتح اس مملکتِ پاک کی تقدیر میں ہو  
 سالِ آئندہ ہمیں جشن یہ کشمیر میں ہو  
 آؤ سب مل کے چلیں جشنِ بہاراں دیکھیں      صحن گلشن میں مسرت کے چراغاں دیکھیں  
 شوخ پھولوں کی پھین شانِ گلستاں دیکھیں      چل کے آراستہ غنچوں کے شبستاں دیکھیں  
 فق ہوا رنگِ ارمِ خلد کو شرم آئی ہے  
 چشم بد دور گلستاں پہ وہ رعنائی ہے  
 حسنِ یوسف بھی وہاں آج ہے حیراں دیکھیں      ابنِ مریم کو بھی انگشتِ بدنداں دیکھیں  
 اپنی آنکھوں سے ذرا صحتِ یزداں دیکھیں      دستِ احمد پہ چلو بولتا قرآن دیکھیں  
 آج دنیا کی ہر اک شے پہ خوشی غالب ہے  
 جشنِ میلادِ علی ابن ابی طالب ہے

عین کعبہ میں مشیت کا کرشمہ دیکھیں عبد و معبود کی قربت کا نظارہ دیکھیں  
 گھر میں اللہ کے پیدا ہوا بیٹا دیکھیں رجبہ بنت اسد مریم و حوا دیکھیں  
 مرتبہ دیکھ لیں کیا حق کا ولی رکھتا ہے  
 حق پیدائشی کعبہ پر علی رکھتا ہے  
 یہ علی وہ ہے جسے عقدہ کشا کہتے ہیں دستِ حق بازو شاہِ دوسرا کہتے ہیں  
 قلمِ جو و کرم بحرِ سخا کہتے ہیں کچھ وہ بندے بھی ہیں جو ان کو خدا کہتے ہیں  
 ان کی تقلید میں جنت کا صلہ ملتا ہے  
 مل گیا جس کو علی اس کو خدا ملتا ہے  
 وہ علی جس کی شجاعت سے جہاں ہے آگاہ وہ علی جس سے نہ جانبر ہوا کوئی گمراہ  
 وہ علی جس سے اجزاء نے بھی مانگی ہے پناہ وہ علی جس نے کیا کفر کی بستی کو تباہ  
 جس نے اتر سے پہاڑوں کو مارا وہ علی  
 جس نے مرحب کیا اک پل میں دو پارا وہ علی  
 ان کو اللہ کی جانب سے ملے ہیں وہ خطاب حاملِ نادر علی امیرِ کرم فیضِ مآب  
 شیرِ حقِ بطوت دیں دستِ خدا عرشِ جناب مظہرِ ذاتِ خدا نفسِ نبیٰ علم کا باب  
 نور سے جس کے ہوئی جلوہ نمائی وہ علی  
 مان لی جس کی نصیری نے خدائی وہ علی  
 تاریخِ الکفر علی راسخ الاسلام علی شرع کی راہ علی دین کے احکام علی  
 حاملِ سیف علی صاحبِ مصمام علی دن علی رات علی صبح علی شام علی  
 جس کے دم سے ہوئی تکمیلِ رسالت وہ علی  
 عین کعبہ میں ہوئی جس کی ولادت وہ علی  
 ہر مسلمان پہ ہے ان کی تولا واجب نام لیچے تو درود ان پہ ہے پڑھنا واجب  
 حق نے اُن کے لیے ہم پر کیا کیا کیا واجب کر دیا ان کے زچہ خانہ کو سجدہ واجب  
 جب تلک آئے نہ یہ کفر کا کاشانہ تھا  
 کعبہ کہتے ہیں جسے ایک صنم خانہ تھا  
 حق کی مخلوق ہی میں حق کے ولی بھی ہیں یہ ہی سید و ہاشمی و مطلق بھی ہیں یہ ہی  
 خلق میں خویشِ رسولِ عربی بھی ہیں یہ ہی اور محمدؐ کے بلا فصل وصی بھی ہیں یہ ہی  
 بے دھڑک فرشِ نبیٰؐ پر جو ہو سونے والا  
 اُس کے ہم پلہ ہو کیوں خوف سے رونے والا

نعرہ حیدری ایماں کو جلا دیتا ہے یہ ہی وہ نعرہ ہے جو حق سے ملا دیتا ہے  
 گل امیدوں کے یہ ہی نعرہ کھلا دیتا ہے نعرہ یہ وقت کی بنیاد ہلا دیتا ہے  
 زعم کے سر کو جھکایا ہے اسی نعرے نے  
 ظلم کے قصر کو ڈھلایا ہے اسی نعرے نے  
 حیدری نعروں سے اسلام کی عظمت ہے عیاں حیدری نعرہ ہے تفسیر شجاعت کا بیاں  
 حیدری نعرہ محبت کا اخوة کا نشان حیدری نعرہ ہے اسلام کے دشمن پہ گراں  
 نعرہ حیدری نعرہ ہے وفاداروں کا  
 دل جلا دیتا ہے یہ دین کے غداروں کا  
 نعرہ حیدری ہمت کو جواں کرتا ہے عزمِ مومن کو یہ ہی کوہِ گراں کرتا ہے  
 خیر سے نعرہ یہ ہی شر کو دھواں کرتا ہے فرقِ مومن کا منافق کا عیاں کرتا ہے  
 یا علی کہنے سے مومن تو سنبھل جاتا ہے  
 سن کے یہ نعرہ منافق وہیں جل جاتا ہے  
 حیدری نعرہ ہے گھر کے لیے خیر و برکت قریوں اور گلیوں میں یہ نعرہ نشانِ محنت  
 شہر والوں کے لیے نیک عمل کی دعوت ملک کے واسطے یہ نعرہ خدا کی نصرت  
 یزم میں امن کا پیغام دیا کرتا ہے  
 جنگ میں فتح سے یہ کام لیا کرتا ہے  
 شیر سے حضرت سلمان کو بچایا اس نے کشتیِ نوح کو طوفان میں ترایا اس نے  
 باپ سے یوسف کنعاں کو ملایا اس نے قہرِ نمرود کو گلزار بنایا اس نے  
 تختِ شاہی کیا تاراج اسی نعرے نے  
 اور خمینی کو دیا راج اسی نعرے نے  
 جب کبھی بھی ہوا حق کے کہیں در پے باطل حق کو نصرت اسی نعرے سے ہوئی ہے حاصل  
 یہ ہی نعرہ تو بڑھاتا ہے مسلمان کا دل یہ ہی ایک نعرہ ہے طوفانوں میں اپنا ساحل  
 مار کھا کر سرِ تہران اسی نعرے سے  
 ڈر کے بھاگا بڑا شیطان اسی نعرے سے  
 غزوہ بدر ہو کہ ہو وہ احد کا غزوہ جنگِ خندق کی ہو یا معرکہ ہو خیبر کا  
 شبِ ہجرت ہو کہ ہو بتِ شکنجہ کعبہ ہر جگہ لب پہ رسولِ عربی کے یہ رہا  
 لب پہ کیوں اپنے نہ ہو حق کے دل کا نعرہ  
 جب کہ سقت ہے نبی کی یہ علی کا نعرہ



حیدری نعروں سے تھراتا ہے قلبِ باطل      تقویت پاتا ہے ان نعروں سے مظلوم کا دل  
 یا علی ہم نے بھی پچھلے دنوں وقتِ مشکل      حیدری نعروں لگائے تھے بڑےم کا میل  
 نہ سنی آپ نے فریادِ قرآن جلتے رہے  
 مسجدیں لٹی رہیں اپنے مکاں جلتے رہے  
 چھین کر ڈال دیے قفلِ عزا خانوں میں      اور عزاداروں کو رکھا گیا زندانوں میں  
 مانیں بچوں کے لیے بیٹھی رہیں تھانوں میں      گھر تھے اس قوم کے بدلے ہوئے ویرانوں میں  
 اور اس وقت یہ علامہ بھی جاں کے ڈر سے  
 یا چھپے بیٹھے تھے یا بھاگ گئے تھے گھر سے  
 کوئی مونس نہ تھا اس وقت ہمارا آقا      جو تھے خود ساختہ ملت کا سہارا آقا  
 کر گئے ہم سے وہ اس وقت کنارِ آقا      ہم کو اپنوں ہی نے مل بانٹ کے مارا آقا  
 سودے بازی یہ کی ان منبری فن کاروں نے  
 قوم کو بیچ دیا قوم کے غداروں نے  
 وقت نے زخم جو بخشنے ہیں دکھائیں کس کو      اپنے اپنے نہ رہے اپنا بنائیں کس کو  
 پئے امداد بھلا اور بلائیں کس کو      ماسوا آپ کے فریاد سنائیں کس کو  
 آپ کے در کے سوا اور کدھر جائیں گے  
 نہ سنی آپ نے فریاد تو مر جائیں گے  
 جب سنی شاہِ نجف نے یہ غلاموں کی صدا      آپ نے حضرتِ قنبر کو بلا کر یہ کہا  
 کہہ دے تو ملتِ خوابیدہ سے جا کر یہ ذرا      ہم سے بے جا ہے شکایت یہ تمہاری یہ گلا  
 باخبر خوب ہیں ہم دین کے بے گانوں سے  
 میری جانب سے یہ کہتا ذرا نادانوں سے  
 مرحبا! حیدری نعروں کے لگانے والو      نام لے کر میرا احسان جتانے والو  
 زر پرستاروں کو منبر پہ بٹھانے والو      جس کو چاہو اسے علامہ بنانے والو  
 میری نصرت نہ ہو کب مجھ کو گوارا ہوتا  
 کاش مومن نے میرے مجھ کو پکارا ہوتا  
 تم ہی بتلاؤ عمل کس کا ہے قنبر جیسا      تم میں ایک شخص بھی ہے کوئی ابوذر جیسا  
 جس کا کردار ہو گفتار کے ہمسر جیسا      جس کے سینے میں ہو ایماں مِزِ صفدر جیسا  
 تم تو گرویدہ ہو ان منبری فن کاروں کے  
 کھیلنا کرتے ہیں جو جذلوں سے عزاداروں کے

پیشگی لے کے رقم مجلسیں پڑھنے والے قوم کے چندوں سے آفاق پہ چڑھنے والے  
 یہ قل آغویے آپس میں جھگڑنے والے یہ لڑاتے ہیں تمہیں خود نہیں لڑنے والے  
 عظمت منبر مرسل نہیں پہچانتے ہیں  
 یہ تو بس جملہ فروشی کے ہنر جانتے ہیں  
 حق پرستی سے بہت دور ہے ان کی منزل حق کی راہوں پہ یہ چلنے کے نہیں ہیں قائل  
 زر کو یہ لوگ سمجھتے ہیں امام کامل ٹو بھی تو سر پہ بٹھاتا ہے انہیں اے گھائل  
 جن کا مقصد ہے فقط اپنی ہی شہرت کرنا  
 خون شیر کی دن رات تجارت کرنا  
 پھر بھی تم ان کے لیے جیب میں زر رکھتے ہو ان کو منبر پہ بٹھانے کا ہنر رکھتے ہو  
 ان کو سننے کے لیے پیروں پہ سر رکھتے ہو ان کا ہر گام پہ تم حلق بھی تر رکھتے ہو  
 فکر ان کی تو ہر اک شام و سحر ہے تم کو  
 کچھ ائمہ مساجد کی خبر ہے تم کو  
 یوں تو ہر وقت لگایا ہے یہ نعرہ تم نے اپنی خواہش کو دیا اس کا سہارا تم نے  
 صرف یہ نعرہ زبانی ہی سنوارا تم نے دل میں اس نعرے کو لیکن نہ اتارا تم نے  
 وقت مشکل میں یہاں تم نے جو مارے نعرے  
 جوشِ ایمان سے تھے خالی وہ تمہارے نعرے  
 صدق دل سے جو یہ لگتے تو اثر بھی کرتے ظلمت شب کو یہ پھر نور سحر بھی کرتے  
 پل میں دشوار مراحل کو یہ سر بھی کرتے اور یہ نعرے ہمیں مقصد کی خبر بھی کرتے  
 سن کے ان نعروں کو سلمان و ابوذر آتے  
 قبل ہم سے پہلے امداد بہتر آتے  
 متحد ہو گئے تو تم خود کو دکھاؤ پہلے اختلافات کو آپس کے مناد پہلے  
 پردہ ظاہر و باطن کو ہٹاؤ پہلے اپنا منہ نعروں کے قابل تو بناؤ پہلے  
 حیدری نعروں کی پھر شان رسائی دیکھو  
 کیسے پھر کرتے ہیں ہم عقدہ کشائی دیکھو  
 مجلسیں کرتے ہو تم اپنی انا کی خاطر اپنے ہی ناموں کی تم نشوونما کی خاطر  
 تم کو ملحوظ ہے کب آلِ عبا کی خاطر کیا کیا تم نے شہِ کرب و بلا کی خاطر  
 بات ہوتی ہے نمازوں کی تو کتراتے ہو  
 شمس کے نام پہ تم جاں سے گزر جاتے ہو

تم نظر ڈالو ذرا اپنے گریبانوں پر رنگِ مغرب کا اثر کتنا ہے ایمانوں پر  
 اتنا رجحان جو ہوتا کبھی آذانوں پر جتنے مائل باکرم آج ہو تم گانوں پر  
 کسمپرسی کی سی کب آج یہ حالت ہوتی  
 گر عمل پیرا شریعت پہ یہ ملت ہوتی  
 دین بے زاری ہو جس قوم کے دین داروں میں فرق ہو ظاہر و باطن کا بھی کرداروں میں  
 بے حیائی کا ہو پرچار حیا داروں میں جنگے سرِ دخترِ اسلام ہو بازاروں میں  
 تم ہی سوچو کہ وہاں میرا گزر کیسے ہو  
 حیدری نعروں کا ایسے میں اثر کیسے ہو  
 رہو راہِ ابوزر بنو سلمان بنو کربلا والوں کی تحریر کا عنوان بنو  
 جان ہو نعروں میں جس جان سے وہ جان بنو جس سے پہچان ہو ملت کی وہ پہچان بنو  
 وقت سے آنکھ ملانے کا قرینہ سیکھو  
 زندہ قوموں کی طرح تم بھی تو جینا سیکھو  
 وقت سے آگے قدم اپنے بڑھا کر نکلو عزمِ کُ سینوں میں تم اپنے بسا کر نکلو  
 دوش پر پرچمِ عباسی سجا کر نکلو پیروِ شرع مگر خود بنا کر نکلو  
 تم پہ پھر سایہِ دامانِ حسینی ہوگا  
 ہر جواں قوم کا پھر ایک خمینی ہوگا  
 حیدری نعرہ ہے اک ایسی حقیقت گھائل باطلِ قوم کی کرتا ہے جو نصرت گھائل  
 حیدری نعرہ ہے دنیا میں وہ قوت گھائل سامنے جس کے نہیں کچھ بڑی طاقت گھائل  
 پاش کر دیتا ہے یہ ایسی ہتھیاروں کو  
 نعرہ حیدری ٹکراتا ہے طیاروں کو



ذہن میں فکرِ بونوری نظر میں راہِ قسمری  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 یہ نعرہ یا علی مدد ہو جنگِ خندق و احد  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 بوقتِ جنگ بارہا نبیؐ نے یا علی کہا  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 اسی سے قلبِ کفر پر گلی گلی گمر گمر  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 علی خدا کا ہاتھ ہے علی کے ساتھ ساتھ ہے  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 قرآن پر یقین ہے یہی ہمارا دین ہے  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 یہ ہی پیامِ خیر ہے دلِ عدو پہ قہر ہے  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 یہ نعرہ خیر کا عمل یہاں یہ مشکلوں کا حل  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 یہ ہر جگہ زمین پر دلِ منافقین پر  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 یہ بات ہے یقین کی کرے گا حق کے دین کی  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 ہمیں بس اتنی ہے خبر نہیں ہمیں کسی کا ڈر  
 علی علی علی علی علی علی علی علی  
 وگرنہ گھائلی حزیں پھر اس میں کوئی شک نہیں  
 علی علی علی علی علی علی علی علی

سروں پہ فضلِ دادری دلوں میں عزمِ یاسری  
 ہے راہبرِ بڑی جری ہمارا نعرہ حیدری  
 بنامِ حق یہ ہر جگہ نبیؐ کے بر زباں رہا  
 کہ جنگِ بدر و خیبری ہمارا نعرہ حیدری  
 نبیؐ کہے تو شکر ہے جو ہم کہیں تو کفر ہے  
 ہے سنتِ پیغمبریؐ ہمارا نعرہ حیدری  
 یہ سنتِ رسولؐ ہے خدا کو بھی قبول ہے  
 نفسِ نفس ہے تھر تھری ہمارا نعرہ حیدری  
 جو کاشمیر چاہیے تو نعرہ یہ لگائیے  
 رضاءِ رب اکبری ہمارا نعرہ حیدری  
 ہمارا وحدہ خدا نبیؐ حبیبِ کبریا  
 اور آل کی ہے رہبری ہمارا نعرہ حیدری  
 ہیں اس سے ہمتیں جواں یہ حق نما یقین نشان  
 یہ ہی نجاتِ محشری ہمارا نعرہ حیدری  
 یہ جنگ میں فتح میں یہ بزمِ امن کا امین  
 وہاں یہ جامِ کوثری ہمارا نعرہ حیدری  
 یہ نعرہ فیضِ عام ہے مگر یہ اس کا کام ہے  
 ہے مثلِ ضربِ حیدری ہمارا نعرہ حیدری  
 جب تک بھی یہ جہاں رہے یہ نعرہ بر زباں رہے  
 یہ کھیتیاں ہری بھری ہمارا نعرہ حیدری  
 حدیث ہیں رسولؐ کی دعا ہیں ہم بتوں کی  
 سوائے رب اکبری ہمارا نعرہ حیدری  
 عمل کے ساتھ ہے اگر تو پھر یہ نعرہ پڑا  
 یہ نعرہ صرف ظاہری ہمارا نعرہ حیدری



## علی حیدر علی حیدر

خدا کی شان کا مظہر جری و ضعیف داور امین حنیف دو پیکر دلی خالق اکبر  
 وصی ذات پیغمبر علی حیدر علی حیدر  
 امامِ اولیٰ برحق یہی غزوات کی رونق رُجل میدانِ صفیں کا امیر بدر اور خندق  
 یہی ہے فاتحِ خیبر علی حیدر علی حیدر  
 یہ کُن دین و ایماں ہے علی تفسیرِ قرآن ہے میں ہر علم ہوں لوگوںِ حق کا فرماں ہے  
 علی اس شہر کا ہے در علی حیدر علی حیدر  
 لسانِ اللہ وید اللہ یہ عین اللہ و صدر اللہ ہے وجہُ اللہ بھی یہ ہی یہ ہی مولودِ بیت اللہ  
 یہ ہی ہے نفسِ پیغمبر علی حیدر علی حیدر  
 یہی حلال ہر مشکل یہی طوفانوں میں ساحل جہاں میں کامرانی کی سند اس کو ہی ہے حاصل  
 جیو نادِ علی پڑھ کر علی حیدر علی حیدر  
 علیؑ ابنِ ابو طالب اسد اللہ الغالب صیبِ ربِّ اکبر کا بغیرِ فصل ہے نائب  
 نہیں اس کا کوئی ہمسر علی حیدر علی حیدر  
 خدا نے اپنی قدرت سے تو ازا اس کو عظمت سے فزوں ہے جسکی ایک ضربت دو عالم کی عبادت سے  
 یہ ہی ہے ساتھی کوثر علی حیدر علی حیدر  
 ہیں تلواریں بھد کثرت عیاں ہے قتل کی نیت بچے حفظِ نبیؐ لیکن سرِ بسترِ شبِ ہجرت  
 یہ سویا تان کر چادر علی حیدر علی حیدر  
 علیؑ ہادیؑ کامل ہے علی عامل ہے عادل ہے علی ہے بولتا قرآن علی قرآن کا حاصل ہے  
 علی ہے صاحبِ منبر علی حیدر علی حیدر  
 شریکِ مصطفیٰ بھی ہے کفوِ سیدۃ بھی ہے علی حسنینؑ کا بابا نصیری کا خدا بھی ہے  
 علی مولاۃ خشک و تر علی حیدر علی حیدر  
 علی جوگنِ ایماں ہے نبیؐ جو فخرِ قرآن ہے انہی دونوں کے بچوں کی یہ آمت دشمنِ جاں ہے  
 ازل سے آج تک کیوں کر علی حیدر علی حیدر  
 رستاں سینے سے اکبرؑ کے گلے سے تیرا ستر کے لرزتے ہاتھ سے شہ نے نجف کی سمت رخ کر کے  
 نکالے یا علی کہہ کر علی حیدر علی حیدر

سرِ شامِ غریباں ہے اک آگِ دُخوں کا طوفاں ہے      نبیؐ کی بیٹیوں پر آج وقتِ حشرِ ساماں ہے  
 ہر اک بی بی ہے بے چادر علیؑ حیدر علیؑ حیدر  
 وہ جو محبوبِ یزداں ہے یہ اس کی آلِ ذیشاں ہے      کھڑی ہیں جو رسن بستہ سحراب سوئے زنداں ہے  
 ستم امت کے یہ ان پر علیؑ حیدر علیؑ حیدر  
 ولی و ہادیؑ دوراں امینِ کعبہ و قرآن      بدن ہے شدتِ تپ سے امامِ وقت کا لرزاں  
 گلے میں طوقِ اہلِ شر علیؑ حیدر علیؑ حیدر  
 نہیں سر پر میرا والی ہوئی اب گود بھی خالی      میرے کنبہ کی لاشوں کی ہوئی گھوڑوں سے پامالی  
 پکاری بانوئے مضطر علیؑ حیدر علیؑ حیدر  
 دیارِ شام میں خطبہ جنابِ بنتِ زہراؑ کا      وہی اندازِ حیدرؑ کے وہی لہجہ علیؑ جیسا  
 عیاں رُخ سے وہی تیور علیؑ حیدر علیؑ حیدر  
 سیکنہ روتی تھی گھائل ہر اک دکھ سہتی تھی گھائل      شبانہ روز زنداں میں یہی بس کہتی تھی گھائل  
 میرے دادا علیؑ حیدر میرے مولا علیؑ حیدر





## میری راہ راہ ابو زری

میرا عزمِ قہری ہمسفر میری راہ راہ ابو زری  
 میرے تختِ عرشِ مقام سے کیوں سوا ہو تختِ سکندری  
 یہ علی کی یاد کا فیض ہے کہ نفسِ نفس ہے سکوں مجھے  
 مجھے کیوں ہو خطرہ گریہی درِ حیدرؑ کی ہے روشی  
 رہے زیرِ پائے علی صدا بارضاء خاتم الانبیاء  
 تھا حالِ انانِ شمع کا جسے اپنے واسطے توڑنا  
 درِ خیبری پہ عجب ہے کیا ہے زمانہ اب تو شباب کا  
 کہاں نورِ حق کہاں آب و گل کہاں ان سے انکا مقابلہ  
 مجھے مل گئیں میری منزلیں بطفیلِ اُلفتِ حیدری  
 میرے بخت میں تو ازل سے ہے درِ بختن کی گداگری  
 نہ یہاں ہے خوفِ جہان کا نہ وہاں کا کچھ غمِ محشری  
 میری قبر سے تاسرِ ارم اور ارم سے تالپِ کوثری  
 یہ جبریلِ امیں کبھی کبھی مہرِ ختمِ پیبری  
 کیے پاش اس نے برائے حق سرِ زعمِ مرحب و انتری  
 انہی انگلیوں نے کیا ہے دو سرِ مہدِ کلہِ اژدری  
 کہاں بابِ العلم کی وسعتیں کہاں بنص و جہل کی سہ دری  
 یہ غریب گھائلِ ماتمی ہے غلامِ آپ کا یا علی  
 اسے نخلد میں وہ جگہ ملے جو ہو نزدِ قصرِ حریری



jabir.abbas@yahoo.com

باعثِ فخرِ دو جہاں اپنا یقینِ قنبری  
 دیتی ہے دعوتِ عمل تجھ کو نگاہِ بوزری  
 قدموں میں جبریل ہیں ہاتھوں میں بابِ خیرِ  
 یعنی علیؑ ولیٰ حق مظہرِ شانِ داوری  
 کہتی ہے اے خوش آمدی کس کو جدارِ یکدوری  
 مجھ سے نہ پوچھیے کہ اب برقی تپاں کہاں گری  
 کون کرے گا پھر بھلا ان کی جہاں میں ہمسری  
 ہم کو اداءِ حق پسند آپ کو زلفِ عنبری  
 جب ہے نظر کے سامنے سیدی صراطِ یاسری  
 پست ہے اس کے سامنے زورِ کمالِ انتری  
 دیں کی بناء بنا گیا خونِ گلوئےِ اصغری  
 اس کو حیات دے گئی صرف اذانِ اکبری  
 خوگرِ حرص تیرا دل میری وضعِ قلندری  
 اس پہ رکھے وہ عید زرِ خواہشِ جامِ کوثری  
 گھائلِ خستہ جاں کو کیوں حشر کا غم ہو یا علیؑ  
 جب کہ ہو اس کے حال پر آپ کی بندہ پروری

حاصلِ صد نجات ہے ہم کو ولاءِ حیدری  
 دیدہ گور سے نہ پوچھ کیا ہے مقامِ برتری  
 صلے علیؑ یہ مرتبہ اور یہ کمالِ صفدری  
 دستِ خدائے لم یزل بازو ختمِ المرسلین  
 دیکھیں وقارِ مادری کعبہ میں حضرت مسیحؑ  
 ہوگا نزولِ اخترِ جب یہ سنا حکمِ رب  
 سورہ کہف میں ثناء کرتا ہے جن کی خود خدا  
 دار و مدارِ دلبری طبعِ رواں پہ منحصر  
 سہل نہ کیوں ہوں منزلیں ہم کو عمل کی راہ میں  
 نانِ جویں پہ منحصر جس کی حیات کا نظام  
 ہوتی نہ آج یوں بیاں کرب و بلا کی داستاں  
 دی ہے اڈاں ہزار بار یوں تو بلا نے مگر  
 واعظِ خوش بیان سن فرق جو تجھ میں مجھ میں ہے  
 خونِ حسینؑ بچ دے جو سرِ منبرِ رسولؐ



## نائبِ ختمِ رسل دین کا دستور علیؑ

نائبِ ختمِ رسل دین کا دستور علیؑ نکل کا مختار اور اپنے لیے مجبور علیؑ  
 رہ کے دنیا میں تھا دنیا سے بہت دور علیؑ جس کے محتاج شہنشاہ وہ مزدور علیؑ  
 جس کی مزدوری کی اجرت سے یتیم و مسکین  
 بھوک کے کرب سے پاتے تھے ہمیشہ تسکین  
 ایسا مزدور توکل پہ بسر ہے جس کی اپنے بازو کی کمائی پہ گزر ہے جس کی  
 محوِ سجدوں میں جبینِ شام و سحر ہے جس کی اپنے معبود پہ دن رات نظر ہے جس کی  
 جس سے اللہ کا دنیا میں بڑا نام ہوا  
 پرورش جس کے سبب مذہبِ اسلام ہوا  
 ہاں وہ مزدور علیؑ جس کے دو عالم محتاج جس کے قدموں پہ ہے خمِ صبر و سکون کی معراج  
 مفلسی لاکھ پہ رکھتا ہے سخاوت کا مزاج حق کی ہر گام مدد جس کے گھرانے کا رواج  
 وہ علیؑ جس نے کہ فاقوں میں مشقت کی ہے  
 زر سے زردار سے ہر حال میں نفرت کی ہے  
 کون زردار جسے اپنی امارت پر غرور گرم ہے جس کے سبب جلوہ گہرِ قص و سرور  
 جام ہیں جس کے غریبوں کے لبو سے بھرپور عام ہے جس کے یہاں دل شکنی کا دستور  
 جو سیاہ راتوں کو سوتا ہے فروزاں کر کے  
 خونِ مزدور سے مخلوں میں چراغاں کر کے  
 جس کے طالع ہیں یہ دونوں ہی بزرگانِ عوام رہبر قوم ہے ایک وقت کا ناچیز غلام  
 دوسرا واعظِ تاریک نظر حرصِ مقام اس کے ہاتھوں میں ہے ان دونوں کی مضبوط لگام  
 پھر بھی تیور جو کبھی ان کے بگڑ جاتے ہیں  
 لگتے ہی چابکِ زر دونوں سنبھل جاتے ہیں  
 کون واعظ کہ جسے دین سے رغبت ہی نہیں دل میں ایک زر کے سوا جس کے محبت ہی نہیں  
 دعوتِ مرغ سے اک پل جسے فرصت ہی نہیں جس کی نظروں میں شریعت کی حقیقت ہی نہیں  
 خوں رلائی ہے ہمیں قتنہ بیانی جس کی  
 قابلِ رشک ہے ہاں چرب زبانی جس کی

عمر جس کی کہ گزرتی ہے جہاں سازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے وہ غمازی میں  
 حاتم وقت ہے وہ جلوں کی فیاضی میں جس کا سر سجدے میں ہے پشت دعا بازی میں  
 دین کی آڑ میں دنیا کو سراہا اس نے  
 جس کو ٹھکرایا علی نے اُسے چاہا اس نے  
 دل میں کم جس کے ہے زردار سے حیدر کا مقام جام کوڑ سے سوا جس کے لیے چائے کا جام  
 جس کا زردار رسول اور ہے زر جس کا امام جس کے مذہب میں محبت ہے غریبوں سے حرام  
 جس کو مقصود ہے خود اپنی ہی شہرت کرنا  
 خون شیر کی دن رات تجارت کرنا  
 کون شیر جسے حق کی رضا ہے حاصل جس کے نانا کی ہے قوسین سے آگے منزل  
 فاطمہ طاہرہ صدیقہ کا وہ پارہ دل باپ ہے جس کا علی علم کا مہر کامل  
 اس ہی مظلوم کا یہ خون جگر ہوتا ہے  
 لقمہ واعظ کا ہر اک جس سے کہ تر ہوتا ہے  
 شمع حرص و ہوس دل میں جلی رکھتا ہے ظاہراً عشق رسول عربی رکھتا ہے  
 اس پہ دعویٰ غلامی علی رکھتا ہے جب کہ دل دولت دنیا سے غنی رکھتا ہے  
 سامنے زر کے جبین جس کی جھکی جاتی ہے  
 یا علی کہتے اُسے شرم نہیں آتی ہے



## علم کا باب شجاعت کے کلیجے کا قرار

دوستو آؤ چنو گلشنِ ایمان کے پھول      سخنِ کعبہ میں کھلے رحمتِ یزدان کے پھول  
 خلق و اخلاص و ادب عظمتِ انسان کے پھول      سخنِ گلشن میں ہیں مہکے ہوئے قرآن کے پھول  
 پھول یہ دل سے لگاؤ کہ خوشی کا دن ہے  
 آج میلادِ علی حق کے ولی کا دن ہے  
 یا علی کہہ کے پیو جامِ محبت پیارو      یا علی نعرہ ہے پیغامِ اخوة پیارو  
 یہ ہی نعرہ ہے مسلمان کی قوت پیارو      ہے اسی نعرے سے وابستہ شجاعت پیارو  
 آؤ اس حیدری پرچم کے تلے مل جاؤ  
 عید کا دن ہے چلو آج گلے مل جاؤ  
 متحد ہو کے بڑھو حیدری ساحل کی طرف      ہمت و جرأت و ایثار کی منزل کی طرف  
 دین و ایمان و مساوات کی محفل کی طرف      حیدری عزم کے اس جذبہ کمال کی طرف  
 جس کا ناصر ہے علی فتحِ مبین کا آقا  
 فتح کیا یہ تو ہے جبرئیل امین کا آقا  
 یہ علی وہ ہے جسے حق نے ولایت بخشی      شہ کوثر کا عطا کر کے سخاوت بخشی  
 خانہ کعبہ میں پھر ان کو ولادت بخشی      جب یہ دیکھا تو محمدؐ نے امامت بخشی  
 حق کے محبوب نے بامرضیٰ داور بخشی  
 اور کیا اس کے سوا دیتے کہ دختر بخشی  
 علم کا باب شجاعت کے کلیجے کا قرار      جس کی ضربت پہ عبادت ہے دو عالم کی ثار  
 جس کا شہید نہیں غزوات میں دشمن سے فرار      تیغ نے جس کی کیا مرحب و انتر کو شکار  
 لیٹ کر بسترِ مرسل پہ خوش ہونے والا  
 بے خطر کفر کی تیغوں تلے سونے والا  
 دوستِ مجبور کا نادر کا غم خوار علی      ہر طلب گار کا ہر وقت مددگار علی  
 کفر کے سر کے لیے دین کی تلوار علی      ہوتا ہر جنگ میں خود برسرِ پیکار علی  
 یوں زیوں حال نہ پھر آج ہمارا ہوتا  
 صدقِ دل سے جو علی کہہ کے پکارا ہوتا

خدائے عز و جل کے ماننے والے مسلمانوں محمد مصطفیٰ کے ہاتھ کی تسبیح کے دانوں  
 خدارا مذہب اسلام کی عظمت کو پہچانو حدیث گلن مومن اخوة کو سمجھو نادانوں  
 مسلمان ہو تو تم کیوں خوں مسلمان کا بہاتے ہو  
 نبی کا کلمہ پڑھ کر گھر مسلمان کے جلاتے ہو  
 بتاؤ تو سہی اسلام کا وہ کیا عاشق ہے مخالف دشمنان دیں ہے کہ ان کے موافق ہے  
 ہے ناممکن مسلمان کا کوئی ہمدرد فاسق ہے حدیث اخوة کو بھولنے والا منافق ہے  
 نہ جھک پائے جو فرمان رسول حق پہ پیشانی  
 یقین جانو وہ ہوتی ہے دکھاوے کی مسلمانی  
 مسلمان ہو تو تم سب پرچم حق کے تلے آؤ جہان کفر کے سر پر علی کی تسبیح بن جاؤ  
 تم اپنے بھائیوں کا اس عمل میں ہاتھ بڑاؤ ستم کے ہاتھ سے کشمیر کو آزاد کرواؤ  
 چیدال و جنگ ہی مقصود ہے تم کو تو پھر چل کر  
 یہودی ہاتھ سے بیت المقدس چھین لو بڑھ کر





## شیر حق دو جہانوں کا مشکل کشا

ہے فضاؤں میں رنگ یقین دوستو  
 اہل حق اہل دل اہل دین دوستو  
 اپنے محبوب کا جانشین دوستو  
 اپنے گھر کا بنایا کمین دوستو  
 خیر سے جبرائیل امین دوستو  
 حبِ حیدر ہے گر دل نشین دوستو  
 دلِ منافق کا ہے آتشیں دوستو  
 روءِ حیدر قرآن میں دوستو  
 جز علی کوئی بھی تو نہیں دوستو  
 ان کے در پر ہے جس کی جبین دوستو  
 کس کی لونڈی ہے فتح میں دوستو  
 جہاں میں لکے نام علی  
 ہے یہ گھاتل کا پختہ یقین دوستو



حافظ و ناصر مدگار و معین و سازگار ہادی و مشکل کشا دین دار اور طاعت گزار  
نفس پیغمبر خدا کا ہاتھ شیر کردگار جو علی کے ہے کوئی قدرت کا ایسا شاہکار  
بن گیا ہو جس کی جرأت کا فسانہ یادگار

لائی الہی علی لاسیف الاذوالفقار

فاتح پیر العلم مرحب شکن خیر شکن بت شکن اور صف شکن زعم سرِ انتر شکن  
یہ جوانی کی ہیں باتیں مہد میں اژدر شکن ہمسری کیوں کر کرے اس کی کوئی منبر شکن  
جس کی ضربت پر عبادت دو جہاں کی ہو شار

لائی الہی علی لا سیف الاذوالفقار

عقد زہرا کے لیے تجویزِ رب اکبری جل انہی سن کر خبر یہ آرزو ہمسری  
مرتضیٰ کے گھر ہوا جس دم نزولِ اختر برق اس گھر پر گری پھر اٹھ کے اُس گھر پر گری  
ساکنانِ عرش نے نعرے لگائے بار بار

لائی الہی علی لاسیف الاذوالفقار

قصیہ کشمیر کا حل چاہتے ہو تم اگر خون آپس کا بہانا چھوڑ دو تم پیشتر  
ایک ہو جاؤ بس ایسے جیسے کہ شیر و شکر پھر بڑھو کشمیر کی جانب بنا خوف و خطر  
ہے علی سا شیر حق ہر دم تمہارا پاسدار

لائی الہی علی لا سیف الاذوالفقار



## وصی احمد مرسل البوتراپ ہوا

سر غدیر جو نائب کا انتخاب ہوا  
 عیاں وہ آج امامت کا ماہتاب ہوا  
 ادھر عوام سے احمد کا جب خطاب ہوا  
 خدا کے حکم سے تجویز سے پیمبر کی  
 نبی خدا کا رسل اور کتاب کا حامل  
 غروب ہو کے پلٹ آیا اک اشارے پر  
 رو نجات کا اب غم نہیں خدا کی قسم  
 احد میں بدر میں خیبر میں اور خندق میں  
 وہاں وہاں یہ گئے وہ جہاں جہاں پہنچے  
 نبی سے آگے تھے یہ کس طرح کہوں لیکن  
 ہزار کہنے کو بخن تو کہہ گئی دنیا  
 یہ کیسی دوستی بیٹی سے پھیر لیں آنکھیں  
 نہ کیوں ہو عید سے بڑھ کر ہمیں غدیر کا دن  
 ہر ایک زخم سے آئی صدائے ناد علی  
 لحد میں حضرت گھاتل سے جب حساب ہوا



مل گیا بیٹھے بٹھائے جادہ منزل ہمیں  
 لے گا ساقی ہم سے دل دینا پڑے گا دل ہمیں  
 راس آئی ہے غدیرِ ثَم کی یہ محفل ہمیں  
 مل گیا لیکن علی سا رہبرِ کامل ہمیں  
 مدحِ حیدر نے کیا ہے آج اس قابل ہمیں  
 کیوں نہ ہو ان کی ولا ہے اعتبارِ دل ہمیں  
 اتنا والو تمہاری یاد ہے محفل ہمیں  
 مرحلہ درپیش آیا جب کوئی مشکل ہمیں  
 کھینچ لے گا الفتِ حیدر کا خود ساحل ہمیں  
 جامِ کوثر دے رہا ہے ساقی محفل ہمیں  
 آپ کی اس تہنیت کا ہے یقینِ کامل ہمیں  
 خونِ رلاقی ہے سقیفہ وہ تیری محفل ہمیں  
 جدے کرنے ہیں بچھا کر جانمازِ دل ہمیں

یا حسینا کہہ کے جب اپنا بہائیں گے لہو  
 دیکھ کر وہ خُلد میں لے جائیں گے گھاتل ہمیں

مدحِ آلِ مصطفیٰ سے یہ ہوا حاصل ہمیں  
 کہہ رہی ہے یہ نگاہِ ساقی محفل ہمیں  
 ہے علی مرتضیٰ کی تاج پوشی کا یہ دن  
 شک نہیں اس میں کہ مشکل تھی بہت راہِ صراط  
 ہم کہاں یہ نور کی محفل کہاں منبر کہاں  
 دل میں اپنے فطرتا ہے الفتِ آلِ عبا  
 کر دیا حق نے مظہر اور فخرِ کائنات  
 آگئے مشکل کشاء مشکل کشائی کے لیے  
 گر طلاطمِ روزِ محشر بحرِ عصیاں میں ہوا  
 پی رہے ہیں دستِ ساقی سے مئے ثَمِ غدیر  
 تھی ستمِ آمیزِ سخن کی صدا روزِ غدیر  
 جس میں تجویزی گئی بربادیِ آلِ رسول  
 یا علی مرتضیٰ روضہ پر کر لیجے طلب



## کریں گے کیا وہ کہ جن کا کوئی امام نہیں

درد آل پہ جس میں نہیں سلام نہیں  
 ہر ایک دانا مطیع امام ہوتا ہے  
 امام بارہ ہیں اپنے شفیع روز جزا  
 رہ نجات میں حیدر سے رہنما کے سبب  
 ذواتِ مجتہدین پاک بحرِ جود و کرم  
 ہے جس کو آل سے الفت اس ہی کی جنت ہے  
 کہا یہ فتح نے ناکامیوں پہ خیر کی  
 غمار جس کا نہ اترے کسی بھی ترشی سے  
 ذرا سی پی لکے تو تُو دیکھ آج اے واعظ  
 تیری نظر کی ہے پرواز زلفِ مشکیں تک  
 وہ رہ گزر تُو جسے رہ گزر سمجھتا ہے  
 ہم ان کے نام پہ مرتے تو ہیں مگر گھائل  
 مرتے وہ جس کے لیے اس کا احترام نہیں



محفلِ مقبوتِ فاتحِ خیر ہے آج فرق پر سایہ فگنِ رحمتِ داور ہے آج  
 مے کشو اوج پہ یوں اپنا مقدر ہے آج ہاں پیبر کا وحی ساقی کوثر ہے آج  
 آج کا جشن ہر اک جشن پہ یوں غالب ہے  
 تاج پوشی علی ابن ابی طالب ہے  
 ساقی دن عید کا ہے اہلِ دلا ہیں مسرور غزنی مے سے چھلکتے ہوئے دے ساغرِ نور  
 تیرے مداح کی ہے عرض یہ اب تیرے حضور ہو ہر ایک شعر میرا ساغرِ صہباءِ طہور  
 ذہن میں آج وہ مضمونِ شراب آ جائے  
 پیر صد سالہ بھی پی لے تو شباب آ جائے  
 بخشے اللہ نے کیا کیا ہمیں اعلیٰ ساقی ان میں اپنا ہے ہر ایک چاہنے والا ساقی  
 کربلا والا ہے ان سب میں نزلا ساقی پردہ غیب میں ہے سامرا والا ساقی  
 سب سے پہلا ہے وہ معراج پہ جانے والا  
 بارہواں ساقی ہے مے خانے میں آنے والا  
 لاجِ رگھتا میری ہوں جہل بہ داماں ساقی لطف ہو تیرا تو مشکل ہو یہ آساں ساقی  
 آج محفل میں ہوں اس طرح ثناء خواں ساقی کہیں سب ہو کے یہ انگشتِ بدعاں ساقی  
 کرمِ ساقی خوش ذات اسے کہتے ہیں  
 چھوٹا منہ اور بڑی بات اسے کہتے ہیں  
 غیر کے آگے کبھی ہاتھ بڑھاتا ہی نہیں مجھ تیرے کوئی لگا ہوں میں سماتا ہی نہیں  
 کہنے میں پیرِ مغاں کے کبھی آتا ہی نہیں مئے سہ آتھ کو منہ سے لگاتا ہی نہیں  
 اُس کے بارے میں سہ حرفی لب سے نوش پہ ہے  
 اُس کا مے خانہ تو ساقی میری پاپوش پہ ہے  
 ساقی محشر میں بھی میں تیرے ہی گن گاؤں گا چھوڑ کر میں تیرے دامن کو کہاں جاؤں گا  
 یاں بھی تیرا ہوں وہاں بھی تیرا کہلاؤں گا اس ثناء کا تو صلہ تجھ سے وہاں پاؤں گا  
 فردِ عصیاں کو جو دھو دے وہ سعادت لوں گا  
 مدح گو تیرا ہوں انعام میں جنت لوں گا  
 جاذبِ تبارِ نظر آج ہے میدانِ غدیر جلوہ فرماں ہیں رسولِ دوسرا عرشِ سریر  
 ساتھ ہے آپ کے حجاج کا ایک جہمِ غفیر آئی ہے آپ کو اک وحیِ خدا وندِ قدیر  
 غور سے دیکھ لیں یہ آج زمانے والے  
 جانشین کس کو محمدؐ ہیں بنانے والے



ہم سے پوچھے کوئی کیا شے ہے مئے خُم غدیر ہے یہ ہی آیہ اکملت لکم کی تفسیر  
 اس کا ساقی ہے محمدؐ کا بلا فصل وزیر اس کا اک گھونٹ بنا دیتا ہے گہری تقدیر  
 دُور سب نامہ اعمال سے سختی ہو جائے  
 دوزخی بھی اسے پی لے تو بہشتی ہو جائے  
 نشہ اپنا یہی ہے آٹھ پہر رکھتی ہے کیف آمیز ہے بوءِ گل تر رکھتی ہے  
 دوست پر اپنے محبت کی نظر رکھتی ہے حق میں دشمن کے یہ سیفی کا اثر رکھتی ہے  
 جس کے پینے سے ملے غلہ وہ جام اس کا ہے  
 الفتِ آلِ نبیؐ دوسرا نام اس کا ہے  
 صاف کہتا ہے یہ ذی الحجہ کا مہینہ ساقی نجفی مے کا ثواب اس میں ہے پینا ساقی  
 کتنا مے خانے کا دل کش ہے قرینہ ساقی خود جھلکتا ہے ہر ایک ساغر و مینا ساقی  
 آج جی بھر کے پیئے جو بھی تولائی ہے  
 نمودہ لے کر یہ ہمیں عید غدیر آئی ہے  
 بھول سکتے نہیں ساقی تیرے قدموں کی قسم ہیں تیرے عالم ارواح میں ممنون گرم  
 ہم نے دنیا میں تو آج آن کے رکھا ہے قدم ساقی روزِ ازل سے تیرے مے نوش ہیں ہم  
 باخدا ہم نہیں دو تین کے پینے والے  
 جمع مے کش ہیں یہاں بارہ مہینے والے  
 بادہ کش آکے ذرا دیکھیں میری بادہ کشی خُم کے خُم پی گیا پھر بھی نہیں ہوتی سیری  
 اور دیے جاتا ہے اللہ رے عطاء ساقی ظرف کی بات ہے اس میں نہ کرے رشک کوئی  
 خالی مے خانے میں خُم چھوڑ دیے ہیں میں نے  
 ساقی نامہ میں قلم توڑ دیے ہیں میں نے  
 تنگی وقت سے واقف جو تھا قدرت کا حراج ہوا ارشاد کہ اس حکم کی تعمیل ہو آج  
 اے نبیؐ بخش ید اللہ کو اسلام کا تاج کی عطا ہم نے وصایت کی علی کو معراج  
 کارنامے وہ کیے زندہ جاوید ہوئے  
 اہل تھے جب تو محمدؐ کے دلی عہد ہوئے

کوئی اس منصب اعلیٰ کا امین بن نہ سکا      ایک بھی مہر نبوت کا نگین بن نہ سکا  
مسند احمد مرسل کا مکیں بن نہ سکا      جز علی اور کوئی تخت نشین بن نہ سکا  
مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہ ہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے  
جو عطا ان کو ہوئے جاہ و حشم لے نہ سکے      کرسی عرش بریں لوح و قلم لے نہ سکے  
لے لیا باغ فدک باغ ارم لے نہ سکے      بوالہوس خانہ خالق میں جنم لے نہ سکے  
ان سے برگشتہ ہیں قسمت کی یہی شوی ہے

کعبہ کہتے ہیں جسے ان کی جنم بھوی ہے  
یوں تو حجاج بہت تھے سر میدان غدیر      لیکن اللہ کو منظور تھی کس کی توقیر  
آئی ہے کس کے لیے وحی خداوند قدیر      کس کو مجمع میں بنایا ہے محمدؐ نے وزیر  
پھر وصایت کو اخذ کرتے ہو تم کس کے لیے  
آیا قرآن میں ہے اکمل کلم کس کے لیے

مخلی اسلام کو پروان پڑھایا کس نے      دین کا ڈنکا زمانے میں بجایا کس نے  
خلق میں شمع وحدت کو جلایا کس نے      کفر کو کلمہ توحید پڑھایا کس نے  
اپنے دامن میں شریعت کو اماں کس نے دی  
کعبہ میں پہلے پہلے بڑھ کے اذان کس نے دی

مطلع صھیر یزداں رخ روشن ان کا      فتح غزوات میں معبود ہے جوشن ان کا  
یہ سمجھ لو کہ خطا پوش ہے دامن ان کا      خلد میں جا نہ سکے گا کوئی دشمن ان کا  
حر عصیاں میں ہوئے غرق وہی بہہ بہہ کر  
پھر گئے ان سے جو نجن لک، نجن کہہ کر

جان خندق کی لڑائی میں لڑائی نہ گئی      واں شجاعت کی جھلک تک بھی دکھائی نہ گئی  
عمرو کی رن میں کڑی ضرب اٹھائی نہ گئی      جم کے میدان میں تلوار چلائی نہ گئی  
جنگجو تھے تو نہ کیوں لڑنے کو پہنچے آگے  
رن سے جو بھاگا اسے مارنے پیچھے بھاگے

مرتبہ یہ کسی نااہل کو کب ملتا ہے      رب کو خوشنود جو رکھتے اسے رب ملتا ہے  
 ساتھی کوڑ و تنہیم لقب ملتا ہے      چاہیے ظرف یہ پھر غیر طلب ملتا ہے  
 سہل جس بات کو تم سمجھتے ہو وہ سہل نہیں  
 جانشین بننا پیبر کا ہنسی کھیل نہیں  
 معجزے سے کسی مردے کو جلایا ہوتا      پرچم لشکر اسلام بھی پایا ہوتا  
 خونِ مرحب سر میدان بہایا ہوتا      انگلیوں پر درِ خیبر کو اٹھایا ہوتا  
 جھللاتی ہوئی شمشیرِ شر بار آتی  
 جانشین جب تھے کہ جب عرش سے تلوار آتی  
 ہیں علی حق کی رضا شاہد ہے      جان دیتے تھے محمدؐ پہ وفا شاہد ہے  
 شبِ ہجرت میں وہ سونے کی ادا شاہد ہے      ذکرِ حیدر بھی عبادت ہے خدا شاہد ہے  
 جاء توليد عليؑ ہے اُسے پوجا نہ کرو  
 ہم تو جب جائیں کہ تم کعبہ کو سجدہ نہ کرو



ہمارا عزم عزم بوزری ہے عمل پیہم بہ نقشِ قہمری ہے  
 یقین محکم وہی سلمان والا کہ جس کی اولیں منزل علی ہے  
 حسن کا آج ہے جشن ولادت منور بارگاہِ حیدری ہے  
 ہماری قبر سے باغِ ارم تک ضیاءِ پنجتن کی روشنی ہے  
 جہاں سے جائیں گے جنت ملے گی بہتر رہبروں سے دوستی ہے  
 اُسے حاصل ہے دولت دو جہاں کی غمِ شہید جس کی زندگی ہے  
 حیاتِ جاویداں دینِ خدا کو خدا شاہد ہے اس در سے ملی ہے  
 بغیر آل اور دستورِ قرآن نبیؐ کا حکم ہے یہ گمراہی ہے  
 نہ کیوں ہوں شاد حورانِ بہشتی علیؑ کے گھر میں یہ پہلی خوشی ہے  
 جہاں میں دوسری شمعِ امامت خدا کے نور سے روشن ہوئی ہے  
 خدا رکھے یہ باغِ پنجتن کی معطرِ خلق سے چوتھی کلی ہے  
 طلب سے بھی سوا ملتی ہے مجھ کو میرا ساقی سخی ابنِ سخی ہے  
 ادھر واعظ کے دل پر نورِ قابض ادھر بس کربلا دل میں بسی ہے  
 نہاں ہو آدمیت جس میں گھائل  
 زمانے میں وہی بس آدمی ہے



## علی کی طرح حسن بھی تھے مصلحِ عالم

ہزار وقت کی کوشش رہی مٹانے کی  
نگاہِ قہر رہی ہم پہ ہر زمانے کی  
جفائیں وقت کی بے داد قید خانے کی  
ہزار اس کو چھپائے جہاں تو کیا حاصل  
خبر کے سنتے ہی مولا حسن کے آنے کی  
علی کی طرح حسن بھی تھے مصلحِ عالم  
مزاجِ برق چمکے ہزار برہم ہو  
ہے ناخدا پہ ہمیں نازِ بادباں پہ یقین  
نظر میں کچھ نہیں اپنے مقامِ تختِ شہی  
ہمارے نام سے لرزاں ہیں حادثوں کے جگر  
ہے وہ ہی عزمِ حسینی ہمارے سینوں میں  
ہر ایک دور میں بڑھ کر بقاء دیں گے لیے  
حضورِ روضہِ اقدس پہ اپنے گھائل کو  
نہ کیجیے گا ذرا دیر اب بلانے کی



گلشن میں ہر ایک پھول ہے ہم رقص صبا کا  
 گھر جلوہ گہہ نور بنا شیر خدا کا  
 ہم لوگ مجسم ہیں اثر جس کی دعا کا  
 نعرہ لب جبریل پہ ہے صلے علی کا  
 ضامن ہوا تا حشر وہی دیں کی بقا کا  
 ایک معجزہ یہ بھی ہے شہیدانِ جفا کا  
 اسلام کا آئین ہے قرآن خدا کا  
 ایوان میں بیٹھا رہا اسلام ضیاء کا  
 اسلام تو اسلام ہے بس کرب و بلا کا  
 استاد کی فقہ سے ہے برتاؤ رکنہ کا  
 اس واعظ بے علم پہ ہو قہر خدا کا  
 زرخ سوڑ دیا ہے بڑی منہ زور ہوا کا

ہر حال میں آنا ہے اُسے آئے گی گھائٹل  
 پھر کس لیے حق گوئی پہ ہو خوف قضا کا

یہ آج رنگ و نور سے دامن ہے فضا کا  
 پہلی ہے خوشی آج سر خانہ زہرا کا  
 اس بی بی کی آغوش میں ہے گلنِ شریعت  
 استاد کے فرزند کا ہے جشنِ ولادت  
 وہ نامہ جو مشہور ہوا صلحِ حسن کا  
 تاحشر نہ اب ہوگا کوئی طالبِ بیعت  
 اس بات پہ محکم ہے یقین اہلِ عزا کا  
 باہر نہیں نکلا وہ کبھی گیارہ برس میں  
 وہ دن بھی کوئی دور نہیں جب یہ کہو گے  
 شاگردوں کی فقہ کا شریعت پہ دباؤ  
 منبر سے جو معصوموں پہ بہتان تراشے  
 اس دور میں ایک اہلِ یقین نے سر ایران





## سلمان سے سیکھ طرز حیات دوام کا

مرضی حق رضاء رسالت کی بات کر  
 زہرا ہوں شاد آج وہ مدحت کی بات کر  
 حوروں کے لب پہ خانہ زہرا میں ہے درود  
 جبریل کے لبوں پہ ہے دم دم علی علی  
 ہم کر بلائی ہیں ہمیں دنیا سے کیا غرض  
 قرآن کیا ہے اس کو سمجھنے کے واسطے  
 سلمان سے سیکھ طرز حیات دوام کا

امت بات کر کسی کی خلافت کے نام پر  
 گھائل سے بس حسن کی امامت کی بات کر



jabir.abbas@yahoo.com

یوں ادا حق ولاءِ پنجتن ہوتا رہے یا علی کہہ کر جو مومن نعرہ زن ہوتا رہے  
یا الہی حشر میں مدح و ثناء پنجتن میرا تکیہ اور میرا پیرا ہوتا رہے  
سبز پتے سُرخ پھولوں کی طرح مہکا ہوا مدح اہل بیت میں رنگِ سخن ہوتا رہے  
حکمِ رضواں ہے کہ ہے زہرا کے گھر پہلی خوشی خلد میں بھی کیوں نہ ذکرِ پنجتن ہوتا رہے  
نعرہ صلی علی اور حیدری نعروں کے ساتھ دل مَنور بزم کا روشن ذہن ہوتا رہے  
بوزر و سلمان کا کوثر پہ یہ اعلان ہے آج جی بھر کے پیو کہ دل مگن ہوتا رہے  
بے خطر راہِ حسینیت ہے راہِ مستقیم لاکھ گرد اس کے ہجومِ راہزن ہوتا رہے  
سنتِ محبوبِ حق جی علی خیر العمل اب کوئی ہوتا ہے تو سنتِ شکن ہوتا رہے  
ماتمِ فیض میں مولا ہر ایک سینے کا داغ قبر کی تاریکیوں میں ضوِ قلن ہوتا رہے  
گندگئی طالبانِ بد عمل بے دین سے میرے مولا پاک یہ میرا وطن ہوتا رہے  
ہے دُعا گھائل کی مولا جشنِ میلادِ حق  
زیر سایہ صاحبِ عصر و زمن ہوتا رہے



## خُلد میں بھی کیوں نہ ذکرِ نَجْتِ ہوتا رہے

اے لا شریک وحدہ اے ربّ العلیٰ معبود میرے میرے خدا میرے کبریا  
 رَحْمٰن تیری ذات مہرباں ہے تُو بڑا یارب مجھے بھی نعمتِ حق گوئی ہو عطا  
 جرات میری زباں کو بھی پروردگار دے  
 جو حق کی بات جا کے سردار کہہ سکے  
 پھر تو غلامی حقِ شہید ہو ادا خُجّ کی طرح سے حق کہوں بے خوف بر ملا  
 بوزر نے مشکلات میں جس طرح سے کہا بے شک وہ اس پہ شہر بدر کر دیا گیا  
 میثم کے مثل درد کے دریا میں بہہ سکوں  
 حق میں بھی مُنہ پہ ظالم و جابر کے کہہ سکوں  
 وابستہ کربلا سے ہے جب کہ میری حیات پھر یہ تو حق نہیں ہے کہ دن کو کہوں میں رات  
 اس دور کے لعین یہ بے دین و بد صفات صیہونی سازشوں میں ملوث ہے ان کی ذات  
 اسلام کی قبا میں ہیں یہ مارِ آستیں  
 کافر ہے ان کا کلمہ یہ ہیں کفر کے امیں  
 ان ہی منافقین کے بزرگوں نے یہ کیا جس سے رسول آتے تھے وہ بابِ سیدہ  
 جس در سے بھیک پاتے تھے آکر ملائکہ اُس در کو ظالموں نے جلا کر گرہ دیا  
 مضروب پسلیاں ہوئیں بی بی بتول کی  
 جاں بر نہ جس سے ہو سکی بیٹی رسول کی  
 انکارِ بیعت بد عمل کے سوال پر ان ہی لعین زادوں نے گھر سے نکال کر  
 کھینچا علی کو رسیاں گردن میں ڈال کر اور آج بھی ہے ظلم محمد کی آل پر  
 بعض علی میں کوشش کرتے رہے مزید  
 سجدے میں تھا نبی کا وصی جب گیا شہید  
 بعد از شہادت وصی خاتم النبیین مولا حسن امامِ دوئم سید و سخی  
 معصوم گل دیں گلِ ایمان و متقی وہ ورثہ دارِ کعبہ معبودِ ایزدی  
 کی اُس سے صلح دین و شریعت کے نام پر  
 لیکن دلِ لعین تھ مصرِ انتقام پر

صلح حسن نہ ہوتی جو اس وقت باغدا ہم دیکھتے نہ آج کہیں دین مصطفیٰ  
ہم دیکھتے تو مسجدیں بے شک جگہ جگہ لیکن وہ ہوتیں مسجدِ ضرار کی طرح  
ان مسجدوں میں ہوتا بصدِ عز و احترام  
معبود پاک کی جگہ ذکرِ امیرِ شام  
صلح حسن تھی سنتِ محبوبِ کبریا صلح حسن بھی صلح تھی مثلِ حدیبیہ  
مولا نے صلح نامہ پہ تحریر یہ کیا حق کے خلاف ہوگا نہ ہرگز معاویہ  
صلح حسن تو دافعِ فتنہ فساد تھی  
یہ بالقلم امامِ حسن کا جہاد تھی  
ظالم کی سمت سے یہ شقاوت کی بات تھی ظاہر میں صلح دل میں عداوت کی بات تھی  
اس کی بنامِ امن سیاست کی بات تھی مولا حسن سے ترکِ خلافت کی بات تھی  
مولا ہی کا یہ ترکِ خلافت کا ہے اثر  
اس دن سے آج تک جو خلافت ہے دربر  
مولا حسن کے گرد تھا اک سازشوں کا جال تھے لشکرِ حسن میں بھی کثرت سے بد فعال  
لاٹچ میں تھا یہ دولتِ دنیا کی اُن کا حال موقع ملے تو قتل کریں وہ علی کا لعل  
تھے وہ منافقین زن و زر کی چاہ میں  
سب بک چکے تھے حق سے بغاوت کی راہ میں  
اور بعدِ صلح بھی وہ فریبی و پڑ دغا تھا جس کا قلب بغضِ علی سے بھرا ہوا  
جاری رکھا یہ اس نے جھاؤں کا سلسلہ سازش سے اُس کی زہرِ حسن کو دیا گیا  
بعدِ شہادت اور ستم اُس نے یہ کیا  
تابوت چھلنی تیروں سے شہر کا کر دیا  
تھی صلح یہ جہادِ حسینی کی ابتداء یہ ہی امیرِ شام کا تھا اصل مدعا  
ظالم نے جبر و ظلم و تشدد کا مسودہ اپنے ہی دورِ زیت میں تیار کر لیا  
مقصد تھا اُس کا دین کا کچھ بھی ہو حال زار  
اولادِ معاویہ ہو خلافت کی ورثہ دار



حیدرآباد، پاکستان ۲۰۰۸ء

اُس کی ہی تربیت کا یہ حاصل ہے سانحہ جو بر بناء دشمنی دین حق ہوا  
 وہ اُس کے ظلم کی تھی مدینہ میں ابتدا جو بی بی سیدہ و علی پر کیا گیا  
 تھا ظلم تو وہاں بھی مگیاں مزید ہے  
 وہ دور معاویہ تھا یہ دور یزید ہے  
 واں ابتداء ظلم تھی یاں اس کی انتہا واں ظلم سازشوں کے تحت یاں کھلا ہوا  
 واں روضہ رسول تھا یاں دھت پڑ جفا یاں نزعہ ستم میں ہے مظلوم کربلا  
 اُس سمت نازاں کثرت شر پر لعین ہے  
 یاں سیدہ کے لعل کو حق پر یقین ہے  
 وہ بے حیا وہ ابن شقی وہ سیاہ رو خواہاں تھا جس کا ابن علی سے وہ کینہ خو  
 پوری نہ اپنی کرکے بیعت کی آرزو یاں تک کہ شیر خوار کا اس نے کیا لہو  
 سر ناصراں دیں کے بدن سے جدا کئے  
 اور اہلیت پاک کے خیمہ جلا دیئے  
 سر دے کے دین حق کو بچایا حسین نے گھر راہ حق میں اپنا لٹایا حسین نے  
 پیغام حق جہاں کو سنایا حسین نے باطل کو زیر کر کے دکھایا حسین نے  
 تھا جب کہ فوج شر کا سہارا یزید کو  
 بے تیغ کے حسین نے مارا یزید کو  
 یہ فیصلہ ہوا حق و باطل کی جنگ کا حق کا نشان بن گئی اس دن سے کربلا  
 جس کو چاہی ہے اسلام نے بقا ہے کربلا علاج غم دو جہان کا  
 قرآن کا جو تصور فتح مبین ہے  
 یہ وہ ہی کربلا تو پناہ گاہ دین ہے  
 جو اپنے دل میں رکھتے ہیں کرب و بلا کا غم اُن حاجیوں پہ ہوتا ہے یہ آج بھی ستم  
 سر سولہ حاجیوں کے ہوئے ہیں وہاں قلم اس دور میں بھی ظلم یزیدی نہیں ہے کم  
 حق دشمنی پہ آج بھی اہل حسود ہیں  
 نصرت کو ان کی ہر جگہ حاضر یہود ہیں

کہتے ہیں خود کو خادمِ حریمِ بد خصال جن کو نہیں ہے قبلۂ اوّل کا کچھ خیال  
 جو کر رہے ہیں عظمتِ مملکت کو پائمال کرتے ہیں شہرِ امنِ مسلمان کے خوں سے لال  
 چیونٹی کو مار دینا بھی جس جا حرام ہے  
 ہر گامِ کلمہ گو کا وہاں قتلِ عام ہے  
 اے اہلِ حق جو حق ہے اُس ہی کو ادا کرو جملے نہ اپنی سمت سے ایسے دیا کرو  
 بہتاں تراشیوں سے خدا را بچا کرو تشہیر یوں نہ بنتِ علی کی روا کرو  
 اس طرح کر کے چادرِ نہن کا تذکرہ  
 لکاریئے نہ غیرتِ عباسؑ باوفا  
 تابوتِ علم یہ ضریح اور یہ تعزیہ یہ مجلسِ جلوس یہ ماتمِ شبِ عزا  
 اور ذوالجناح کی یہ شہیدِ مقدسہ اور آبِ سرد کی یہ سبیلیں ہیں جا بجا  
 یہ سب ہیں کربلا کے شہیدوں کی یادگار  
 گھائل ہم ان شہیدوں کے غم میں ہیں سوگوار



## حسین دین محمدؐ کی دینیات کا نام

حسینؑ تیرے تقدیر کائنات کا نام حسینؑ سجدہ معبود کی حیات کا نام  
 حسینؑ دین محمدؐ کی دینیات کا نام حسینؑ آیہ قرآن کی صفات کا نام  
 حسینؑ نام ہے محشر کے دن شفاعت کا  
 حسینؑ نام ہے اونچا ہے سر عبادت کا  
 حسینؑ نام ہے ایثار کا شجاعت کا حسینؑ نام ہے صبر و رضا صداقت کا  
 حسینؑ نام یقین و عمل کی عظمت کا حسینؑ نام ہے حق کے لیے حمایت کا  
 حسینؑ عظمت توحید کی تصویر کا نام  
 حسینؑ ختم نبوتؐ کی ہے تفسیر کا نام  
 حسینؑ عزم کا منہ بولتا کردار بھی ہے حسینؑ حق کے لیے برسر پیکار بھی ہے  
 حسینؑ حق بھی ہے حق گو بھی ہے حق دار بھی ہے حسینؑ بیعت فاسق کا ایک انکار بھی ہے  
 حسینؑ کون محمدؐ کے گھر کا چشم و چراغ  
 کہ جس کے ذکر سے روشن ہیں اہل حق کے دماغ  
 غم حسینؑ غم دو جہان کی ہے دوا وہ خوش نصیب ہے جس کو غم حسینؑ ملا  
 یہ غم حسینؑ کا ہے سنت رسول خدا غم حسینؑ اندھیروں میں بخشتا ہے ضیاء  
 سیاہ بختی کڑ کو وہ روشنی بخشی  
 کہ جس نے کڑ کو ابد تک کی زندگی بخشی



حسینؑ ابن علیؑ نے ذہنِ انسان کو جلا بخشی  
 حق و باطل کے سمجھانے کی خاطر رہتی دنیا تک  
 عمل سے اپنے روشن کر دیا اسلام کا چہرہ  
 اندھیرے چھا رہے تھے ہر طرف دورِ ذلالت کے  
 سر میدان چھینا وقت کے ناپاک ہاتھوں سے  
 بنامِ حق جو ایک انسان کا حق بنتا ہے دنیا میں  
 نقاب اُس نے پکڑ کر کھینچ لی ظالم کے چہرے سے  
 حسینیت نے ہر اک دور اور ہر وقت کے منہ پر  
 ادھر ظالم کی مٹی کو ابد تک خوار کر ڈالا  
 حسینیت نے منہ کالا کیا تہران میں اس کا  
 مسلمان کر رہا ہے آج کس تحریک کی باتیں  
 کمالِ عبدیت معبود نے جب عبد کا دیکھا  
 تحفظِ دستورِ اسلام کے پردے کا لاحق تھا  
 دیا درسِ اخوتِ اس طرح مٹا کی خطا بخشی  
 جہانِ آدمیت کے لیے اک کربلا بخشی  
 ابد تک کے لیے دینِ محمدؐ کو بقا بخشی  
 حسینؑ ابن علیؑ نے اُن اندھیروں میں ضیاء بخشی  
 شریعت تھی لبِ دم اس کو جینے کی ادا بخشی  
 سکھایا اُس نے وہ جینا وہ مرنے کی ادا بخشی  
 یزیدِ بدصفت کو اُس نے مرگِ بے حیا بخشی  
 زبانِ آدمی کو مہرأتِ صدق و صفا بخشی  
 ادھر مظلوم کی خاکِ کعبہ پا میں شفا بخشی  
 بڑے شیطان کو لبنان میں ذلتِ سوا بخشی  
 حسینیت نے بنیادِ نظامِ مصطفیٰ بخشی  
 تو پھر معبود نے اس عبد کو اپنی رضا بخشی  
 جنابِ حضرت زینبؑ نے یوں اپنی ردا بخشی  
 غمِ دنیا کا اُس دل پر اثر ہو کس لیے گھاتل  
 جسے شہیدؑ نے ایک اپنے غمِ دالی دوا بخشی



## مبارک ہو امام دو جہاں بن کر حسینؑ آیا

مبارک اہل حق تم کو کہ حق کا پاسباں آیا علیؑ کا نور عین اور سیدہ زہراؑ کی جاں آیا  
 بناء لاله آیا یہ وجہ کن فکاں آیا ابد تک کے لیے مومن کے دل کا حکمراں آیا  
 محمدؐ مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کے دل کا چین آیا  
 مبارک ہو امام دو جہاں بن کر حسینؑ آیا  
 مناو جشن میلاد حسینؑ ابن علیؑ آؤ یہاں آئے تو پاؤ گے سر محشر خوشی آؤ  
 ہیں شامل آج اس محفل میں اللہ و نبیؐ آؤ یہاں سے آکے لے جاؤ نجات دائمی آؤ  
 سخی ابن سخی ہے اس سے جو چاہو مدد لے لو  
 بزرگوں کا کہا مانو غلامی کی سند لے لو  
 حسینؑ ابن علیؑ نے دے کے سر حق کی رضائی ہے جہاں میں حق کی خاطر اپنے سر پر ہر بلا لی ہے  
 بہتر سردیے ایک دن میں جب اک کر بلا لی ہے ملنا کر اپنا گھر اسلام کی عزت بچالی ہے  
 قیام دو جہاں تو ہے نبیؐ کی آل کا صدقہ  
 مگر اسلام ہے بس فاطمہؑ کے لعل کا صدقہ  
 یہاں جو آگیا اس نے اُسے ہر شے سوا بخشی نوازا بال و پر سے اس نے فطرس کی خطا بخشی  
 خدا کی معرفت بخشی محمدؐ کی ولا بخشی جناب سیدہ زہراؑ کی اس نے یہ دعا بخشی  
 الہی جو میرے بیٹے کے غم میں آکے شامل ہو  
 خوشی دنیا و دیں کی میرے مالک اس کو حاصل ہو  
 لباس اس کے لیے فردوس سے رضوان لائے ہیں حکم رب اسے جبریلؑ نے جھولے جھلائے ہیں  
 بیاں کیا کیجیے اُن کا شرف جو اس نے پائے ہیں خدا نے اس کی خاطر طول سجدے میں کرائے ہیں  
 خدا نے اس کے رجبہ کو بلند اس طرح فرمایا  
 چڑھا کر دوش احمدؑ پر زمانے بھر کو دکھلایا  
 اسے پہچان لو یہ راکب دوش پیمرؑ ہے اسی کے ہاتھ میں دین محمدؐ کا مقدر ہے  
 مسلمانوں یہ بچہ ہی نجات روز محشر ہے حسینؑ ابن علیؑ کی شکل میں مرضی داور ہے  
 اس ہی باعث محمدؐ نے اسے نازوں سے پالا ہے  
 اس ہی کے دم سے گھائل دین حق کا بول بالا ہے



نسیم ہج ہے مصروف رنگیں گل کھلانے میں  
 حسین ابن علی کی آج آمد ہے زمانے میں  
 ولادت کی مسرت ہے پیہر کے گھرانے میں  
 مگن ہیں بوزر و سلمان گلے ملنے ملانے میں  
 مشیت کے خزانے سے امامت کے خزانے میں  
 جو تھے تیرا رجب پر مصطفیٰ کے مسکرانے میں  
 انہی تیروں کا ترکش تھا یزیدیت کے شانے میں  
 کیا کچھ دوستوں نے حکیم رب ضم اس بہانے میں  
 بڑی شے ہوتی ہے یارو جہاں داری زمانے میں  
 کفن پاندھے ہوئے سر سے رہے ہم ہر زمانے میں  
 حکومت کا یہی مقصد تھا بوزر کو ستانے میں  
 وہی سب ہاتھ ہیں بنت نبیؐ کا گھر جلانے میں  
 وگرنہ آل یوں مر جائے گھٹ کر قید خانے میں  
 عجب کردارِ اصغرؑ ہے شجاعت کے فسانے میں

حرم میں سجدے کرنے ہیں بچھا کر جانمازِ دل  
 نہ کیجئے دیر اب گھائل کو روضہ پر بلانے میں



بہاروں نے کمر باندھی ہے گلشن کے سجانے میں  
 صدا ہے صاف بالکل صاف قُمری کے ترانے میں  
 ہے مجمعِ حور و غلام کا علی کے آستانے میں  
 ملائک ساتھ ہیں سب ہاتھ قنبر کا بٹانے میں  
 وہ آیا تیرا نایاب گوہر منتقل ہو کر  
 وہی انداز ہیں حیدر کے بالکل آج سب وہ ہی  
 سقیفہ جن کے پھل ڈھلتے تھے تیرے کارخانے میں  
 وحی کے دل سے قائل تھے تو پھر ہزیان کیا معنی  
 نہ پیغمبر سہی کچھ دوستی کی لاج رکھ لینے  
 ہمارے خون سے ہر عہد میں کھیلی گئی ہوئی  
 محض ایک حُتِ حیدر کے سب حکمِ جلا وطنی  
 جو کل تک وقت کے ہمراہ دل جوئی میں شامل تھے  
 تھا مقصد اپنی مظلومی سے کل کا فائدہ کرنا  
 وہ سن اور تشنہ لب پھر تیر کھا کر مسکرا دینا

## تینوں میں کیے سجدے نیزوں پہ تلاوت کی

میدانِ وفا میں یوں کس کس نے عبادت کی  
یہ کُسنِ ضیاء باری خورشیدِ امامت کی  
اُس دورِ یزیدی کی ظلمت کو مٹا ڈالا  
صلوٰۃ کے نعرے ہوں اولادِ محمدؐ پر  
کوثر کے چھلکنے کی پھر آئی ہیں آوازیں  
پھر گھر سے محمدؐ کے وہ نور ہوا طالع  
دنیا میں حسینؑ آئے لی دین نے انگڑائی  
کی آسیہ گردانی جھولے بھی جھلائے ہیں  
خود فاتحِ کعبہ پیہم سائل کو دیا کھانا  
احسانِ بشر پر ہی موقوف نہیں ان کے  
وہ سجدہ طولانی کہتا ہے رسالت کا

روضہ پہ نکلا لیجے صدقہ سے بہتر کے  
توفیق عطا کیجئے گھاتل کو زیارت کی



گود میں زہراً کی خنداں آج وہ گلفام ہے  
یہ حسینیت کا ہر انسان کو پیغام ہے  
افتیٰ اللہ علیٰ عالم میں طشتِ ازیام ہے  
یا محمدؐ یا علیؑ مولا حسنؑ اور یحییٰؑ  
عکسِ تنجی حیدری تھا آسماں پر جلوہ گر  
خو حیرت کیوں ہے کریا پہ کے بیٹے ہم سے پوچھ  
جذبہ و شوقِ شہادت جن کی مٹی کا خیر  
ہے حسینؑ ابنِ علیؑ قدرت کا ایسا شاہکار  
جس جگہ ذکرِ حسینیؑ ہے وہاں صبحِ اُمید  
ہر لمحہ اب لب پہ گھائل کے برائے طالبان  
بدوعاءِ مرگ ہے اور لعن ہے دشنام ہے





## مدح محشر تک کرے گی کربلا عباس کی

ہے وفا ضرب المثل نام خدا عباس کی  
 ہے شجاعت کے لبوں پر اور رہے گی حشر تک  
 ہے شجاعت کا زمانے میں جہاں پر خاتمہ  
 کلمہ عباس پڑھتی ہے شجاعت رات دن  
 ایک ایک غازی کو لاکھوں سے لڑایا پیاس میں  
 خیر سے یہ ورثہ دار حیدر کزار ہیں  
 روزِ اول سے ہیں اقلیمِ ادب کے تاجدار  
 ہے جہاں جاہ و جلال ابنِ شیر ذوالجلال  
 سیرت و اطوار میں کردار میں مثلِ علی  
 بولنا سیکھا تو اپنے بھائی کو آقا کہا  
 ہے شجاعانِ زمانہ کے دلوں میں آج تک  
 چرخِ نیلی قام نے ایسی نہ دیکھی نہ سنی  
 بھاگی فوجِ اشقیاء دریا کنار چھوڑ کر  
 کربلا میں جنگ کا گرِ اذن دے دیتے حسین  
 حشر تک لہرائے گا ہر گام بے خوف و خطر  
 گود پھیلا کر دعا دیتی ہیں اس کو سیدہ  
 پرچمِ عباس ہوگا حشر میں سایہ گلن  
 جب وہاں گھاتس لگائے گا صدا عباس کی



آئی ہے آج نیمہ شعباں لیے ہوئے  
 چکا فلک پہ نجات یزداں لیے ہوئے  
 انسانیت کے درد کا درماں لیے ہوئے  
 بیٹھے ہیں ان کی دید کا ارماں لیے ہوئے  
 نرجس ہیں آج وہ گلِ ریمیاں لیے ہوئے  
 ایٹم کا رُعم سر میں ہے شیطان لیے ہوئے  
 خوں حاجیوں کا کعبہ یزداں لیے ہوئے  
 دل میں ہے عزمِ خونِ مسلمان لیے ہوئے  
 پیر مغاں ہیں خارِ مغیلاں لیے ہوئے  
 اسلام آباد کا ہے وہ ارماں لیے ہوئے  
 ملا کھڑا ہی رہ گیا قرآن لیے ہوئے  
 جو ہے یقین بوزر و سلماں لیے ہوئے  
 دار و رسن کو نزدِ رگِ جاں لیے ہوئے  
 سائے میں ذوالفقار کے قرآن لیے ہوئے

گھائل تمہارا مژدہ جنت بصدِ خلوص  
 کب سے کھڑے ہیں حضرتِ رضواں لیے ہوئے

تکمیل کائنات کا عنوان لیے ہوئے  
 شعباں کی چودھویں کا مکمل یہ ماہتاب  
 آیا ہے نورِ وحدہٗ انساں کی شکل میں  
 طوفانِ سیکڑوں سرِ مرگاں لیے ہوئے  
 جس کی مہک رہے گی ابد تک جہان میں  
 مولا ظہور کیجئے کہ اب وقت آگیا  
 ہم ہی نہیں حضور کا وہ بھی ہے منتظر  
 مولا بنامِ بعضِ مسلمان آج کل  
 آئینِ دینِ حق کے گلستاں کی آرز میں  
 اسلام کے نظام کی واعظ کو فکر کیا  
 مشرک نے اس کے علم سے تسخیر چاند کی  
 حق بات کہہ گزرتا ہے وہ ہر مقام پر  
 حق گو ہر ایک وقت میں ہر دور میں رہا  
 واعظ وہ دن بھی دور نہیں جب وہ آئیں گے



## عباسؑ کا ہو نصب علم ماہتاب میں

شام و سحر گزرتے ہیں اب اضطراب میں  
 دورِ خلا ہے مولّا بس اب انتظار کیا  
 تاروں میں ہم سجائیں عزا خانہ حسین  
 یہ آتشیں زمانہ ہے دل بے قرار ہے  
 ارمان دیدِ نیمہ شعباں کی بزم میں  
 تکمیلِ قصرِ مذہبِ اسلام ہو گئی  
 بس صدقِ دل سے لیجئے ایک جام آئیے  
 حیدر کے سلسلہ میں خدا را نہ بحث کر  
 حبِ حسینِ نوحہ اکسیر بن گئی  
 عاشور کو شرع میں تجارتِ حرام ہے  
 سنتے ہی حق کی بات وہ ناراض ہو گئے  
 کب تک جمالِ پاک رہے گا حجاب میں  
 عباسؑ کا ہو نصب علم ماہتاب میں  
 مجلس ہو مشتری میں کبھی ہو شہاب میں  
 مولّا ظہور کیجئے اس انقلاب میں  
 ہم لے کے آئے ہیں دلِ حسرتِ مآب میں  
 یہ آخری ہے بروجِ امامت کے باب میں  
 پھر دیکھئے کہ کیا ہے مزا اس شراب میں  
 واعظِ نبیؐ کا ہاتھ ہے اس انتخاب میں  
 ڈھلنے لگی حبیب کی پیری شباب میں  
 واعظِ مگر ہے محوِ حساب و کتاب میں  
 اپنوں کو میں نے دیکھا یہاں پیچ و تاب میں  
 مولّا نے جب عریضہ گھائل پہ کی نظر  
 بس مسکرا کے لکھ دیا جنتِ جواب میں



جتنی پی لیتا ہوں پھر اتنی ہی پیانے میں ہے  
چودہ میخانوں کی لذت ایک پیانے میں ہے  
جس کا جتنا ظرف ہے اتنی ہی پیانے میں ہے  
ایک دل شیشہ میں میرا ایک پیانے میں ہے  
یہ مدارت آج ساقی تیرے میخانہ میں ہے  
عید ہر مومن کے دل کے آئینہ خانے میں ہے  
مجمع حورانِ بہشتی کا زچہ خانے میں ہے  
مرصیٰ معبود سے غیبت کے کاشانے میں ہے  
قرب و دوری کا یہ منظر ایک افسانے میں ہے  
طالبانِ وقت کے ہر ایک داستانے میں ہے  
ان کا مقصد مسجدوں کو خوں سے نہلانے میں ہے  
آج کل مصروف جعلی نوٹ بھنوانے میں ہے

فیض ساقی آج اس صورت سے میخانے میں ہے  
اللہ اللہ یہ کرم ساقی کا یہ دریا دلی  
ایک ایک میکش کے چہرے پر ہے ساقی کی نظر  
بے قراری خواہشوں کی ہے عیاں کچھ اس طرح  
عکس ہے ساغر میں ساقی کی نشلی آنکھ کا  
بخش میلادِ امامِ عصر ہے آج اس لیے  
زجس خاتون کا گھر ہے کہ فردوسِ بریں  
تا ابد قائم ہے جس کی کہ امامت وہ امام  
کوئی رویا اور کوئی سویا ہے چادرِ تان کر  
ارضِ پاکستان میں خوں اور بارودی مہک  
یہ یہودیت کے حامی ہیں اُسامہ کے غلام  
یہ قیامت ہی تو ہے مولا کہ مسجد کا امام

بخش دیجے اب شرف آقا ہمیں دیدار کا  
آرزو گھائل کی مولا دل کے ویرانے میں



## نرجس کو مبارک ہو یہ صُحفہ ربّانی

ہے پردہ غیبت میں جلوؤں کی فراوانی  
 ہے ابر کے دامن میں وہ ہی مے عرفانی  
 پھر آئی گھٹا تل کر پھر پڑنے لگا پانی  
 بر آئی مراد دل مے نوشوں کی من مانی  
 اس مے کی اگر دیکھے میخانے میں طغیانی  
 وہ طیب و طاہر مے پھر آج پلا ساقی  
 اربابِ چمن خوش ہیں پڑھتے ہیں بالغانی  
 شاخوں پہ گل تر ہیں یا رحل پہ قرآن ہیں  
 جس جا پہ کوئی غنچہ پڑکا ہے مسرت سے  
 پانی سے شجر نکھرے گلشن میں گہر بکھرے  
 نرجس کو مبارک ہو یہ صُحفہ ربّانی  
 اے سامرا وہ بخشا اللہ نے شرف تجھ کو  
 میں واسطہ دیتا ہوں اس طفلِ حسینی کا  
 مقبول عریضہ ہوں اس کے ہی تصدّق سے  
 اے قبلہ عالم ہو مقبول میرا مجرا  
 فردوس کا مژدہ ہو گھاگل کی ثناء خوانی



ان پہ سو جان سے قربان چلے آتے ہیں  
 کیسے طوفانوں پہ طوفان چلے آتے ہیں  
 سب کے سب بولتے قرآن چلتے آتے ہیں  
 کربلا والوں کے احسان چلے آتے ہیں  
 بوزر و قہر و سلمان چلے آتے ہیں  
 پیشتر شاہ خراسان چلے آتے ہیں  
 سر اٹھائے سر تہران چلے آتے ہیں  
 کھو کہ بینائی وہ انسان چلے آتے ہیں  
 چھوڑ کر لوگ قلم دان چلے آتے ہیں  
 سر جھکائے ہوئے طوفان چلے آتے ہیں

جب تصور کیا مہمان چلے آتے ہیں  
 اشک عظیم سر مژگان چلے آتے ہیں  
 ایک کے بعد میں اک سیدہ تیرے گھر میں  
 آج تک مسجد و محراب پہ اور منبر پر  
 مدح کے وقت میری سوچ کو روشن کرنے  
 یا علی جب بھی کہا میں نے تو نصرت کے لیے  
 منہ کی ہوتی ہے جو کھانی بڑے شیطانوں کو  
 حفظ کرتے ہیں جو قرآن کو معنی کے بغیر  
 جب طلب کرتا ہے پیغمبر حق ان سے کبھی  
 یا علی کہیے تو پھر دوش پہ ساحل کو لیے

مژدہ خلد بریں دینے تجھے اے گھائل  
 دیکھ وہ سامنے رضوان چلے آتے ہیں





## ہمیں تو خلد مل جاتی ہے خاکِ پاءِ قبر سے

اندھیرے دور ہو جائیں زمانے کے مقدر سے  
مُعطّر ہو گیا اب گلشنِ عالم قیامت تک  
جدھر سے جائیں گے ہم خیر سے کوثر پہ پہنچیں گے  
بیاں ہو کیا علی کی عظمتِ خاکِ کعبہ پا کا  
زمانہ دیکھ لے معراجِ ایمان ابو طالب  
فرشتوں نے بھی آکر روٹیوں کی بھیگ مانگی ہے  
نہ دارا سے کیا تعبیر نہ سخت سکندر سے  
یہ مانا جہل بہ داماں ہوں لیکن فخر ہے مجھ کو  
رقم ہے پرچمِ قومی پہ جن کے کلمہ طیب  
مُنافقت کی منزل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی  
وہاں نعرے ہیں اب اہل و سہلا مرحبا یا نبش  
یہودی سمت سے اُٹھے ہوئے بارود کے بادل  
اُن ہی کی نسل ہے امداد کی طالب یہودی سے  
سمجھ لینا رفیق اپنا یہودی اور نصاریٰ کو  
اسی شیطان کے تینوں نام ہیں صدام و بُش و مزاراں  
سمجھ لیں اس کو یہ شیطان ہے وہ ہی بڑی طاقت  
میرے آقا قیامت یہ بھی کیا کم ہے قیامت سے  
نبیؐ کے شہر کی امن و اماں والی زمیں گھائل  
نہیں محفوظ عہدِ قہد میں شیطان کے شر سے



بادہ کشوں میں آج مسرت کی رات ہے      وجہ سکونِ قلب کی راحت کی رات ہے  
 واجب ہے احترام یہ عظمت کی رات ہے      صلے علی ولادتِ حُجّت کی رات ہے  
 شعبان کی چودھویں کا جو ماہ کمال ہے  
 اُس چاند کو زوال ہے یہ لازوال ہے  
 یہ رات وہ ہے جس میں عبادت ہے کامیاب      یہ رات وہ ہے جس میں دعائیں ہیں مستجاب  
 یہ رات اہل حق پہ ہے رحمت کا ایک سحاب      خیرہ ہے جس کے سامنے تنویرِ ماہتاب  
 اس کی ضیاء کو رُخِ روئے بدر کہتے ہیں  
 یہ رات وہ ہے جس کو شبِ قدر کہتے ہیں  
 یہ رات انتہائے فضیلت کی رات ہے      معبود سے حصولِ سعادت کی رات ہے  
 بخشش کی مغفرت کی شفاعت کی رات ہے      یعنی کے معصیت سے برأت کی رات ہے  
 پوشیدہ رحمتوں کا خزانہ اسی میں ہے  
 بیدارشِ امامِ زمانہ اسی میں ہے  
 موجود ہے جو پردہٴ غیبت میں وہ امام      جس کا ظہور ہوگا قیامت میں وہ امام  
 معصومیت ہے جس کی وراثت میں وہ امام      گزری ہیں جس کی پشتیں امامت میں وہ امام  
 اللہ کی سب ان پہ کرامت تمام ہے  
 معصومیت ہے ختمِ امامت تمام ہے  
 نورِ امامِ عصرؑ ہے بے شک حجاب میں      لیکن ہے ان کے نور کی ضوآفتاب میں  
 ہیں وصفِ سب علیؑ دلی کے جناب میں      ملتی ہے ان کی شکل رسالتِ مآب میں  
 اسلاف کے جو تھے وہ طریقے ہیں آپ کے  
 بیٹا وہ ہے قدمِ بقدم ہو جو باپ کے  
 خوش رو پسر کو دیکھ کے مسرور ہیں امام      ہے درپہ تہنیت کو فرشتوں کا اژدھام  
 حوروں سے ہے بھرا ہوا بیتِ الشرف تمام      کرتی ہیں سب یہ نرہیں خاتون سے کلام  
 جانیں ہماری صدقہ ہوں اس ماہِ جمین پر  
 چاندِ آسمان سے اتر آیا زمین پر

تعریفیں ہیں تمام خدائے غفور کو آنکھوں سے آج دیکھ لیا برقِ طور کو  
 خالق نے آپ خلق کیا اپنے نور کو پیدائش پر ہو مبارک حضور کو  
 اس غنچے لب کی دید سے دل باغ باغ ہے  
 یہ لعل آپ کا گہر شب چراغ ہے  
 جن کے سبب ہے آج چراغاں یہی تو ہیں فرخِ مسیح عیسیٰؑ دوراں یہی تو ہیں  
 گویا زبانِ خالق یزداں یہی تو ہیں یعنی کہ بولتے ہوئے قرآن یہی تو ہیں  
 ان ہی کو اختیارِ سفید و سیاہ ہیں  
 سر تاجِ خلقِ خسرو گیتی پناہ ہیں  
 آئیں گے انقلاب کا طوفان لیے ہوئے جذباتِ انتقامِ شہیداں لیے ہوئے  
 رخ پر جلالتِ شہیدِ مرداں لیے ہوئے سایہ میں ذوالفقار کے قرآن لیے ہوئے  
 برحق ہیں کفر دے گا گواہی حضور کی  
 ہوگی تمام خلق پہ شاہی حضور کی  
 کچھ گورِ چشم کہتے ہیں ہم سے کہاں ہیں وہ اپنا ہے یہ جواب کہ ہر جا عیاں ہیں وہ  
 چھائے ہوئے زمیں پہ تہہ آسماں ہیں وہ لیکن خدا کے حکم سے جب تک نہاں ہیں وہ  
 ہم کیوں کہیں زمیں پہ ہیں یا وہ فضا میں ہیں  
 ہاں یہ یقین ہے کہ وہ علمِ خدا میں ہیں  
 کونین کے امیر دو عالم کے تاجدار دنیا کو اُن کی ذاتِ مقدس سے ہے فرار  
 اسلام اُن کے فیضِ قدم سے ہے استوار اے جلّ شانہؑ یہ امامت کا اقتدار  
 عیسیٰؑ بھی منتظر ہیں فلک پر ظہور کے  
 آکر نماز پیچھے پڑھیں گے حضور کے  
 مولائے دو جہان حسنِ عسکریؑ کے لعل مہدیؑ دینِ حضرتِ زجس کے نونہال  
 قائم ہیں اب حکمِ خداوندِ ذوالجلال شاہی ہے حشر تک کے لیے جن کی لازوال  
 ثابت یہ امر حق ہے خدا کے کلام سے  
 خالی زمانہ رہ نہیں سکتا امام سے

جس دم ہوا ظہور امامِ فلک جناب خونی لباس پہنے گا دنیا میں انقلاب  
 بھر جہاد سارے محب ہوں گے ہم رکاب غیض و غضب میں ہوگا امامت کا آفتاب  
 سمجھے ہو سہل قتل شہدِ مشرقین کا  
 اُس دن قصاص لینا ہے خونِ حسین کا  
 ہے آرزو کہ زیست میں اذنِ وفا ملے دیکھیں منافقین کے پھر ہم بھی حوصلے  
 قائل جب ہوں گے کفر کی آغوش کے پلے جب ہوگا ذوالفقار کا پانی گلے گلے  
 آلودہ خون سے پائیں گے جب غرب و شرق کو  
 اس روز سمجھیں گے حق و باطل کے فرق کو  
 مولا خدائے پاک کی عظمت کا واسطہ تحمّی مرتبت کی رسالت کا واسطہ  
 مخدومیہ بہشت کی عصمت کا واسطہ آئمہ ہدایا کی شہادت کا واسطہ  
 غمگین مومنین ہیں مسرور کیجیے  
 دکھا ہے جو عریضوں میں منظور کیجیے



## حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں

دنیا میں جو ایماں والے ہیں دیں والے ہیں قرآن والے ہیں  
 مختار کی راہیں جن کی ہیں جو بوزر و سلمان والے ہیں  
 خود اپنے عمل سے دنیا کو حق بات ہے کیا سمجھاتے ہیں  
 اسلام کی خاطر باطل سے ہر دور میں وہ ٹکراتے ہیں

حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں  
 ہیں ایک حسینی کے دشمن اس وقت یزیدان عالم  
 اور اس پہ یزیدی ٹولے کو شیطان کی نصرت ہے پیہم  
 لیکن وہ حسینی مرد جبری ہے قوت حق پر جس کا یقین  
 یلغار ہے اس پر باطل کی تنہا ہے مگر دیتا ہی نہیں

جب اس کو ضرورت ہوتی ہے نصرت کو علی آ جاتے ہیں  
 ہیں دشمن دین حق دونوں وہ پہلے تھا یہ بعد میں ہے  
 اب اہل جہاں خود ہی سمجھیں کیا فرق یزید و فہد میں ہے  
 وہ حاکم بے دیں ملک عرب تھا قاتل قرآن و کعبہ  
 یہ خادمِ ریگن شر کا سبب ہے قاتل حجاج مکہ

پھر اس کو منافق کہتے ہوئے کیوں اہل جہاں شرماتے ہیں  
 اس دور سے لے کر آج تک ہے کرب و بلا جن کی منزل  
 رکھتے ہیں وہ اپنے سینوں میں فولاد جگر اور شیر کا دل  
 یہ شان ہے ان حق والوں کی کم سن ہوں کہ ان کے جگر و جواں  
 بے شیر بھی حق پہچانتے ہیں اس بات پہ دنیا ہے حیراں

حلقوم پہ پیکاں سہتے ہیں سینوں پہ سائیں کھاتے ہیں

وہ تشنہ دہن بے گور و کفن ہائے وہ شہید کرب و بلا  
 مہمان بلا کے کر ڈالا سر جس کا مسلمانوں نے جدا  
 ہائے وہ مسلمان کیسے تھے یا کوئی مسلمان تھا نہ وہاں  
 جس لاش کا وارث کوئی نہ ہو ہے رسم مسلمانوں کے یہاں  
 آپس میں یہ چندہ کر کر کے اس میت کو دفناتے ہیں  
 ہے جن کے دلوں میں کرب و بلا کب غم ہے انہیں اس دنیا کا  
 شہر کا غم مومن کے لیے بنتا ہے سہارا عقبنی کا  
 یہ ذکر حسین ابن علی واللہ عبادت ہے گھاتل  
 بے خوف ہیں وہ جن کے دل کو حاصل یہ سعادت ہے گھاتل  
 حق بات سے وہ ہٹتے ہیں کہاں جو کہتے ہیں کر جاتے ہیں  
 حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں



## حجی علی خیر العمل

آقبري راهوں پہ چل مڑ کی طرح قسمت بدل  
تو یا علی کہہ تو سہی پھر دیکھ ہر مشکل کا حل  
حجی علی خیر العمل

پرچم ہے یہ عباس کا یہ ہے نشان احساس کا  
یہ ہی علم ہے ترجماں تشنہ لبوں کی پیاس کا  
اسلام کا ہے پاساں دین خدا کا یہ نشان  
آپرچم عباس کو سر سے لگا آنکھوں سے مل  
حجی علی خیر العمل

حق کی اگر ہے جستجو کیوں در بدر پھرتا ہے تو  
پہلے سمجھ لے کر بلا ضائع نہ کر اب ایک پل  
حق خود سمجھ آجائے گا حق تجھ پہ خود کھل جائے گا  
حجی علی خیر العمل

ہائے وہ ہم شکل نئی ابن حسین ابن علی  
کرتے رہیں گے حشر تک سینہ زنی کا یہ عمل  
اکبر جواں کی یاد میں ہم ہر گھڑی ہر ایک پل  
جس نے ازاں کو کی عطا روز ابد تک زندگی  
حجی علی خیر العمل

معصوم صورت چاند سی تشنہ لبی اور کم سنی  
گردن میں ناوک ظلم کا لب پر تبسم کی ادا  
سولہ پہر کی پیاس سے سوکھی زباں اینٹھی ہوئی  
انصاف شہادت نے تیری بخشی ہے باطل کو اجل  
حجی علی خیر العمل

مغموم اور تشنہ جگر صحرا کی تپتی ریت پر  
ایک بے وطن بے آب نے پیٹے کے دل سے باپ نے  
اے دئے ارض نینوا تیرے سرہانے بیٹھ کر  
کھینچا ہے کہہ کر یا علی ٹوٹا ہوا چھٹی کا پھل  
حجی علی خیر العمل

گھائل حیات دائمی اس کو زمانے میں ملی  
عزت سے مرعوت سے ہی اس میں ہے تیری بہتری  
جس نے بھی یہ اپنا لیا قول حسین ابن علی  
ہر شہر تیرے واسطے اک کر بلا ہے آج کل  
حجی علی خیر العمل

اے فاتحِ کرب و بلا تشنہ دہن سوکھا گا  
تاریخ کے اوراق پر اس کربلا کی جنگ کا  
بے شیر اور یہ حوصلہ گردن میں تیر حرمہ تو مسکرا کر سہ گیا  
توئے ذرا سی دیر میں نقشہ بدل کر رکھ دیا  
اے فاتحِ کرب و بلا

ہے حلق پر ناوک کا پھل لب پر تبسم کا عمل  
پوتا ہے تو کس شیر کا ثابت یہ توئے کردیا  
اس طرح سے تو نے کیا اسلام کی مشکل کو حل  
منسوب جس کے نام سے ہے لفظِ شاہِ لافتی  
اے فاتحِ کرب و بلا

معصوم نے جب جنگ کی افواج میں ہل چل مچی  
ظلم و ستم کے بام و درگرنے لگے سب ٹوٹ کر  
میدان سے منہ پھیر کر رونے لگی فوج شقی  
اصغر تیری ایک ضرب نے قصرِ یزیدی ڈھا دیا  
اے فاتحِ کرب و بلا

اصغر کی شہ رگ کا لہو اسلام کی ہے آبرو  
تاریخ لکھتی آج کی تھی جنگ تحت و تاج کی  
دینِ خدائے پاک کو جس نے کیا ہے سرخرو  
یہ کربلا کا معرکہ تیرے لہو سے سر ہوا  
اے فاتحِ کرب و بلا

گو تین دن کی پیاس ہے لیکن تجھے احساس ہے  
اس واسطے سوکھی زباں اصغر نے دکھائی وہاں  
اعدا سے پانی مانگ کر اب ہوگا شرمندہ پدر  
پھر اس طرف کڑکی کماں اور اس طرف منکا ڈھلا  
اے فاتحِ کرب و بلا

اصغر کا خوں بہنے لگا مولا نے چلو میں لیا  
اس خوں ناحق کو لیے شاہِ زمان سوچا کیے  
چاہا زمیں پر ڈال دیں انکار اس نے کر دیا  
کر دیں سپرد آسمان منکر فلک بھی ہو گیا  
اے فاتحِ کرب و بلا

انکار سن کر آپ نے سوئے نجف پھر رخ کیا  
اور بعد قتل بے زباں گھاتل بصد آہ و فغاں  
بیٹے کے خوں کو باپ نے چہرے پہ اپنے مل لیا  
کہتی تھیں یہ اصغر کی ماں یا شاہِ دیں بچہ میرا  
اے فاتحِ کرب و بلا



## کردارِ حسینی یاد رہے

اے اہل یقیں اے اہل عزا منزل ہے تمہاری کرب و بلا  
ایک دشمن دین کی بیعت سے انکارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

ایک فاسق و فاجر کے آگے اس وقت کے آمر کے آگے  
سر کٹ تو گیا پر جھک نہ سکا کردارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

مانگے سے کہاں مل پاتا ہے حق زور سے چھینا جاتا ہے  
یہ بات تجھے اس دنیا میں دیں دارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

سن لے یہ یزیدِ وقت ذرا جب چاہے بنا تو کرب و بلا  
اور کرب و بلا کے بعد میں پھر مختارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

گردن پہ ہمارے سر پہ کبھی اب توپ ہے پہلے تیغ رہی  
حق بات پہ سر دے دیتا ہے جی دارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

وہ جس کی ثنا قرآن میں ہے ہر سورہ کہ جس کی شان میں ہے  
وہ دینِ نبیؐ کی جائے اماں دربارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

ہے جس کے سبب یہ شورِ ازاں خمیرؑ تھے جس کے دم سے جواں  
وہ مثلِ علیؑ ہم شکلِ نبیؐ دلدارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

ہے آج بھی دریا زیرِ قدم ہے جس کی نشانی مشک و علم  
سقاءِ حرم وہ مہر وفا سالارِ حسینی یاد رہے  
کردارِ حسینی یاد رہے

فردوس و ارم کوثر جنت ہیں انکے عزا ان کی قیمت  
 ان سب کی خریداری کے لیے بازارِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے  
 سورج کی تپش سے حشر کے دن محفوظ رہے گا ہر مومن  
 سائے میں بٹھائے گی اپنے دیوارِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے  
 وہ زنجی جبین سے خون بھرا تپتی ہوئی ریتی پر سجدہ  
 اور سامنے بیٹے کی میت ایثارِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے  
 جس بی بی کی چادر کا صدقہ بہنوں کا ہماری ہے پردہ  
 وہ زینبِ مضطر بنتِ علی غم خوارِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے  
 روضہ پہ پہنچ کر یہ کہنا دیں فتحِ غیبی کو آقا  
 یہ بات تجھے ہر صورت میں روزِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے  
 وہ وقت بھی آئے گا گھائل تو سب کو دکھائے گا گھائل  
 برے کی منافق کے سر پر تلوارِ حسینی یاد رہے  
 کردارِ حسینی یاد رہے



## سُن لو علی اکبرؑ

جب ہو چکے شہید سب انصارِ باوفا  
بیٹے بھتیجے بھائی ہوئے حق پہ سب فدا  
تہا تھا قتل گاہ میں زہراؑ کا لاڈلا  
ایسے میں لا کے قاصدِ صغراؑ نے خط دیا  
خط پڑھ کے ایک آہ کی اور رو دیے حسین  
اکبرؑ کی لاش سے یوں مخاطب ہوئے حسین

سُن لو علی اکبرؑ  
سُن لو علی اکبرؑ  
بیار ہوں بھیا  
سُن لو علی اکبرؑ  
تم نے تو کہا تھا  
سُن لو علی اکبرؑ  
کیا ہو گیا بھائی  
سُن لو علی اکبرؑ  
رہلاتی ہیں بابا  
سُن لو علی اکبرؑ  
کیسی ہیں سکینہ  
سُن لو علی اکبرؑ  
صغراؑ نے لکھا ہے  
سُن لو علی اکبرؑ  
ہے آج وہ خالی  
سُن لو علی اکبرؑ  
کوئی یہ بتائے  
سُن لو علی اکبرؑ  
کچھ تو کہو بیٹا  
سُن لو علی اکبرؑ

خط آیا ہے صغراؑ کا کہا شاہ نے رو کر  
لکھا ہے کہ لے جائیے بھیا مجھے آکر  
میں لاکھ وطن میں سہی ناچار ہوں بھیا  
کب تک جیوں تہا بھرے کنبہ سے بچھڑ کر  
ہم بعد میں آکر تمہیں لے جائیں گے صغراؑ  
کیوں آئے نہیں کیا ہوا قربان یہ خواہر  
چھ ماہ میں ایک دن بھی بہن یاد نہ آئی  
کیوں بھول گئے سب مجھے پردیس میں جا کر  
انجان سی سوچیں مجھے ہولاتی ہیں بابا  
اللہ کرے خیر سے ہو آلیا پیمبرؐ  
آتی ہیں بہت یاد مجھے شاہِ مدینہ  
اب گھنٹیوں چلنے لگے ہوں گے علی اصغرؑ  
عمو سے نہ بھیا علی اکبرؑ سے گدا ہے  
تہا مجھے سب چھوڑ گئے میرا مقدر  
جو کعبہ کا کعبہ تھا کبھی یا شہِ عالی  
دیران پڑا ہے وہ مدینہ کا بڑا گھر  
ڈیوڑھی پہ کھڑی رہتی ہوں یہ آس لگائے  
لوٹ آئے سفر سے تیرے بابا و برادر  
گھائل شہِ دین نے کہا صغراؑ کو لکھوں کیا  
مر جائے گی یہ سن کے کہ مارے گئے اکبرؑ

یا واقعہ شناس تمہاری نظر نہیں  
 کنبہ شہید ہو گیا پر چشم تر نہیں  
 برباد گھر نبیؐ کا ہو تجھ پر اثر نہیں  
 گر یہ کیا رسولؐ نے اس کی خبر نہیں  
 کیا آج اس حسینؑ کا نیزے پہ سر نہیں  
 کڑیل پسر کی لاش ہے خیر کا در نہیں

کیا داستانِ کرب و بلا خوں میں تر نہیں  
 تم کلمہ جس کا پڑھتے ہو گھر اس کا لٹ گیا  
 مت ہو شریکِ غم پہ تماشا بھی مت سمجھ  
 رونا غمِ حسینؑ میں بدعت سمجھ لیا  
 کل تک جو تھا رسولؐ کے کاندھوں پر جلوہ گر  
 اے ضبطِ المدد کے یہ کس طرح سے اٹھے



jabir.abbas@yahoo.com



## شکلِ نبیؐ کے سینہ پر برجھی لگائی ہے

دشتِ بلا میں شامِ غریباں جو آئی ہے      ہمراہ آگ و خون کے طوفان لائی ہے  
 خیموں میں آگ آلِ نبیؐ کے لگائی ہے      زہراؑ نے مُخد میں صفِ ماتم بچھائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 خیموں کے ساتھ مسندِ احمدؑ بھی جل گئی      شامِ غریباں آگ و لہو میں بدل گئی  
 اُمتِ نبیؐ کی بدعتی سانچوں میں ڈھل گئی      اس وقت قبرِ شاہِ رسولاں دہل گئی  
 جس دم سناں سے چادرِ زینبؑ ہٹائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 آغوش میں رسولِ خدا کی پلے ہوئے      بیٹھے ہیں رخ پہ گردِ یتیمی لے ہوئے  
 پہنے ہوئے یتیم ہیں گرتے جلے ہوئے      سر پر ہیں ظلم و جور کے بادل ٹکے ہوئے  
 ہائے نبیؐ کی آل کی دشمنِ خدا کی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 شمشیرِ بعض و تیر و کُتھ سے کیے شہید      دے کر فریبِ جور و جفا سے کیے شہید  
 مہماں بلا کے بھوکے پیاسے کیے شہید      اُمت نے مصطفیٰؐ کے نواسے کیے شہید  
 اس طرح رسمِ مہماں نوازی بھائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 عباؑ نامدار کا ٹکڑے بدن کیا      پامالِ لائحہِ دل و جانِ حسن کیا  
 زینبؑ کے قلب و جاں کا جدا سر سے تن کیا      تیروں سے خونِ اصغرؑ نشہِ دہن کیا  
 شکلِ نبیؐ کے سینہ پر برجھی لگائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے

سجاؤ دل حزین وہ بیمار نیم جاں طوقِ گراں گلے میں ہے پیروں میں بیڑیاں  
 باندھی کمر کے گرد پھر ہاتھوں میں رتیاں جس کے سبب وہ چل نہیں سکتا تھا نیم جاں  
 جب بھی رُکا تو ضربِ لعین نے لگائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 بدر و اُحد سے کرب و بلا کے مقام تک اور کربلا سے مکہ کے اک قتلِ عام تک  
 مکہ سے لے کے آج کے دن کے قیام تک زندہ کہیں نہ چھوڑے حسینی غلام تک  
 یہ بات ہر یزید نے ورثہ میں پائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے  
 گھاتل وہ کس طرح کے مسلمان تھے بے ضمیر آلِ حبیبِ حق کو بنایا گیا اسیر  
 بازارِ شام و کوفہ انھیں لے گئے شریہ تاریخِ ظلم میں نہیں ایسی کوئی نظیر  
 بعدِ رسولِ ان پہ قیامت یہ ڈھائی ہے  
 یارب دُہائی ہے میرے یارب دُہائی ہے



## فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

مشکل میں آج ملتِ حق ہے ہر جگہ باطل کے پیرو کاروں سے ہے اس کا سامنا  
مومن کا کر رہا ہے منافق محاصرہ امداد اس کی کیجیے زہراً کا واسطہ  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

درپے ہے اہل حق کا گروہِ منافقین اسلام کی قبا میں ہیں یہ مارِ آستین  
حق کے خلاف زہر اُگلتے ہیں یہ لعین ہے مال و زر یہود سے ان کو ملا ہوا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

ہیں اہل حق پہ پھر وہی زنداں کی سختیاں خوں مومنین کا عام ہوا ہے جہاں تہاں  
روضوں پہ کربلا کے چلائی ہیں گولیاں ظلم و ستم کی پھر سے ہوئی اب ہے انتہا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

دل پر ہے خار ان کے عزاداریِ حسین بدعت بتا رہے ہیں یہ غم خواریِ حسین  
اس وجہ ان کے دل میں ہے بے زاریِ حسین قرآن پھونک ڈالے علم کو جلا دیا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

پتھراؤ مسجدوں پہ یہ کرتے ہیں کینہ خو کعبہ میں گہہ بہاتے ہیں حجاج کا لہو  
گہہ بہن قتل کرتے ہیں بھائی کے روبرو علماء حق کا خوں بھی کراتے ہیں بے خطا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

ہم یا نبی کہیں تو یہ کافر قرار دیں رشدی کے سرپرستوں پہ یہ جاں نثار دیں  
بش بھیک دے تو اس کو دعا بے شمار دیں یہ دشمنی نبیؐ سے نہیں ہے تو پھر ہے کیا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

نصرت طلب علیؑ سے تو بدعت کی بات ہے امدادِ نبش سے لینا شریعت کی بات ہے  
یہ ساری بات دین سے نفرت کی بات ہے خوں ان کا ہے یہود کے خوں سے ملا ہوا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

شہہ پر سعودیت کے تھے بتیس وہ یزید نصرت پہ ان کی تھا بڑا شیطانِ نبش پلید  
عراق آ کے لاکھوں مسلمان کیے شہید صیہون اور سعود کا یہ ساز باز تھا  
فریادِ امامِ زمانِ ابنِ فاطمہؑ

کعبہ خدا کا گھر ہے خدا را بچائیے دست منافقین سے کعبہ چھڑائیے  
خادم حرم کا کوئی مسلمان بنائیے وہ خادم حرم نہیں خائن ہے حرم کا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

مولا ہیں آپ وارث قرآن و ذوالفقار ہیں آخری جہانِ اہمت کے تاج دار  
آقا اب اور کیا ہے قیامت کا انتظار منبر سے بک رہا ہے لہو اب حسین کا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

اللہ و مصطفیٰ و علی آل مصطفیٰ ان کے سوا ہمارا نہیں کوئی باخدا  
یہ ہی ہیں اپنا دونوں جہانوں میں آسرا ہو بچپن کے صدقے سے اب دور ہر بلا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

مانا عمل سے دور بھی ہم گناہ گار بھی رکھتے ہیں اپنے دل میں غم روزگار بھی  
لیکن ہیں ہم حسین کے ماتم گزار بھی آقا ہیں ہم غلام شہیدان کربلا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

ہم پر مدعو دیں کی ہے یلغار آج کل ہے تیز بے ضمیروں کی گفتار آج کل  
پھر چاہتے ہیں یہ کوئی مختار آج کل جو آکے ان کے سر کو کرے تن سے پھر جدا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

بوسنیا میں عام مسلمان کا ہے لہو طوفان آگ و خون ہیں مسلمان کے چار سُو  
لاشیں ہیں کلمہ گویوں کی ہر گام کو بہ کو اور ہے خموش عالم اسلام با خدا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

بچہ ہو کہہ جواں ہو ضعیف ہو کہہ ناتواں ہر کلمہ گو پہ چلتی ہیں دن رات گولیاں  
عزت کو اپنی روتی ہیں کشمیری بیبیاں باطل کے ظلم و جور کی ان پر ہے انتہا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

مشکل کشا کے آپ ہیں فرزند یا امام مولا ظہور کیجئے کہ ہوں مشکلیں تمام  
بعد از درود آپ پہ گھائل کا ہے سلام ہے یہ صمیم قلب سے ملت کی التجا  
فریاد یا امام زمان ابن فاطمہ

## عزمِ حسینی

عزمِ حسینی رکھنے والے موت سے کب گھبراتے ہیں  
یہ تو اپنا سر بھی کٹ کر پرچمِ حق لہراتے ہیں

اہلِ عزا نے زندہ رہنا کرب و بلا سے سیکھا ہے  
موت نہیں ٹکراتی ان سے موت سے یہ ٹکراتے ہیں

باطل کا سرِ حق کی خاطر ہر لمحہ ہر منزل پر  
کل بھی ہم نے ٹھکرایا تھا آج بھی ہم ٹھکراتے ہیں

گولی نمازیوں کو مارو یا مسجد سنگسار کرو  
سجدہِ معبودی سے کب یہ بندہ حق ہٹ پاتے ہیں

قفلِ عزا خانوں پہ لگا کر وقت پہ تم مت ناز کرو  
وقت کی تو اوقات ہی کیا ہے وقت تو آتے جاتے ہیں

دیواروں پر کافر کافر لکھتے ہیں تو لکھنے دو  
وہ تو کفر کے پروردہ ہیں لکھ لکھ کر سمجھاتے ہیں

آلِ نبیؐ پر ظلم کیے تھے جن لوگوں کے مُپرکھوں نے  
ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ سننے سے کتراتے ہیں

معجزہِ ماتم ہی تو ہے یہ مرتے نہیں ہم زندہ ہیں  
اپنے لہو سے اپنا بدن اپنے ہاتھوں نہلاتے ہیں

انہی کے وہ بزرگ تھے جنہوں نے یہ ستم کیا  
 کہ تین دن کا تشنہ لب کیا شہید بے خطا  
 نواسہ رسول کو بنا کے اپنا مہماں  
 حُسنیت حُسنیت  
 انہی کا تھا وہ ایک جد لعین شمر بے حیا  
 رسول زادوں کے سر کیے تھے جس نے بے ردا  
 اُسی کی آل آج بھی ہے دشمن حُسیاں  
 حُسنیت حُسنیت  
 یزیدی باقیات اب سُنے ذرا یہ غور سے  
 حُسنیت جھکی نہیں کہیں کسی بھی طور سے  
 ہزار بار دے چکی یہ قتل گہہ میں امتحان  
 حُسنیت حُسنیت  
 ہزار ہو جہان میں کسی بھی نام کی سپاہ  
 یزیدیت کی شاخ ہو کہ کفر کی ہو خیر خواہ  
 یہاں بھی سرفروش ہے سپاہ حق ہے ہر جواں  
 حُسنیت حُسنیت  
 حُسنیت ہی لائی ہے جہاں میں ایسا انقلاب  
 کہ حشر تک ہے ضوفاں خدا کے دیں کا آفتاب  
 صراط مستقیم میں یہ ہی ہے میر کارواں  
 حُسنیت حُسنیت  
 بقاء دین کا سبب یہ ہی ہے بس جہان میں  
 اسی کا ذکر خیر ہے جگہ جگہ قرآن میں  
 یہ ہی نماز کا ستون یہ ہی محافظ اذان  
 حُسنیت حُسنیت



ہر ایک عہد میں رہی  
 مگر بجز خدا ہوا  
 گلے میں تیر بھی رہا  
 حسینیت  
 برائے حفظ دین حق  
 کبھی ہمارے گھر لے  
 بنام حق مگر رہا  
 حسینیت  
 زمانہ سوچ لے لے  
 برائے امن اور اماں  
 وہن سے کھینچ لیں گے اب  
 حسینیت  
 رہے گا حشر تک کہ یہ  
 کہ جس کو دیکھنے سے ہیں  
 حسینیت کا یہ علم  
 حسینیت  
 ستون کعبہ خدا  
 گلے میں جس کے طوق ہے  
 غضب ہے اس کے پیر میں  
 حسینیت  
 بتا دو یہ جہان کو  
 منافقین کی آرزو  
 حسینیت کے ساتھ ہیں  
 حسینیت  
 حسینیت  
 نہ اس کا سر کہیں گلو  
 جگر میں بھی رہی سناں  
 حسینیت  
 ہر عہد کے ستم ہے  
 کبھی ہمارے سر کٹے  
 سر اپنا دوش پر گراں  
 حسینیت  
 نہیں یہ بات جوش کی  
 ہے بات اپنی ہوش کی  
 یزیدیوں کی ہم زباں  
 حسینیت  
 ہر ایک جہاں میں سر بلند  
 منافقین کے سانس بند  
 خدا کے دین کا نشان  
 حسینیت  
 امام دو جہان کا  
 رن سے ہے بندھا ہوا  
 لگی ہوئی ہیں بیڑیاں  
 حسینیت  
 تم آج گھائل ہو  
 بر آئے گی کبھی نہیں  
 خدا رسول اور قرآن  
 حسینیت

قرآن والو نبی والو علی مرتضیٰ والو حسیت کے پروانوں شہید کربلا والو  
 جناب سیدہ زہرا بی بی کی دعا والو تجود وحدہ میں بر جہیں خاک شفا والو  
 ازل سے بیرو دین خدائ عزوجل والو  
 سُنو اے دعوتِ حق علی خیر العمل والو  
 عمل کی نظم کا تم مطلع انوار بن جاؤ حسیت کا جیتا جاگتا کردار بن جاؤ  
 نامِ ملت حق بیکر ایثار بن جاؤ یقین و عزم کا محکم ترین شاہکار بن جاؤ  
 صراطِ زندگی میں جب تمہاری یہ ادا ہوگی  
 تو پھر درسِ حسیت سے دنیا آشنا ہوگی  
 عمل زیادہ اثر کرتا ہے تقریر و خطابت سے عمل کردار بھی آراستہ کرتا ہے عظمت سے  
 یہ کردار و عمل لیکن ہوں وابستہ شریعت سے یہ سب کچھ ہو تو پھر یہ عرض کیجئے اپنی ملت سے  
 رسوم ہندو مت کو کربلا کا نام مت دیجے  
 خدا اس کو مہندی سہرے کا الزام مت دیجے  
 وہاں اہل حرم تھے بے سر و ساماں اذیت میں اضافہ ہو رہا تھا ہر لمحہ ان کی مصیبت میں  
 جنہوں نے پرورش پائی تھی آغوشِ رسالت میں سر کرب و بلا تھے بے کس و مظلوم غربت میں  
 تصور تھا وہاں پھولوں کا نہ مہندی کے تھالے تھے  
 وہاں تو ساتویں تاریخ سے پانی کے لالے تھے  
 لعینوں نے چن تاراج کر ڈالا محمدؐ کا قرآن پاک میں ابناؤنا والا محمدؐ کا  
 حسینؑ ابن علیؑ آغوش کا پالا محمدؐ کا امامِ حق چناہ دین متوالا محمدؐ کا  
 بناء لالہ جس کو جہانِ اولیاء مانے  
 بہایا خون اس کا آنت بے دین و ایمان نے  
 انہی کی آج بھی یہ باقیات بے عمل بے دین سرِ اسلامی مملکت یہ اہل شر یہ اہل کین  
 مساجد کو کیا کرتے ہیں آگ و خون سے رنگیں نہیں محفوظ ان کے شر سے حاجی ہو کہ ساجدین  
 خدا سے دشمنی میں یہ خدا کے گھر جلاتے ہیں  
 خدا والوں کو یہ بم اور کلاشن سے اڑاتے ہیں

## عزمِ حسینیؑ

عزمِ حسینی رکھنے والے موت سے کب گھبراتے ہیں  
یہ تو اپنا سر بھی کٹا کر پرچمِ حق لہراتے ہیں

اہلِ عزا نے زندہ رہنا کرب و بلا سے سیکھا ہے  
موت نہیں ٹکراتی ان سے موت سے یہ ٹکراتے ہیں

باطل کا سرِ حق کی خاطر ہر لمحہ ہر منزل پر  
کل بھی ہم نے ٹھکرایا تھا آج بھی ہم ٹھکراتے ہیں

گولی نمازیوں کو مارو یا مسجد سنگسار کرو  
سجدہٴ مجبوری سے کب یہ بندہٴ حق ہٹ پاتے ہیں

تفیلِ عزا خانوں پہ لگا کر وقت پہ تم مت ناز کرو  
وقت کی تو اوقات ہی کیا ہے وقت تو آتے جاتے ہیں

دیواروں پر کافر کافر لکھتے ہیں تو لکھنے دو  
وہ تو کفر کے پروردہ ہیں لکھ لکھ کر سمجھاتے ہیں

آلِ نبیؐ پر ظلم کیے تھے جن لوگوں کے پرکھوں نے  
ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ سننے سے کتراتے ہیں

مجرمِ ماتم ہی تو ہے یہ مرتے نہیں ہم زندہ ہیں  
اپنے لہو سے اپنا بدن اپنے ہاتھوں نہلاتے ہیں

شامِ غریباں ختم ہوئی ایک صبح قیامت پھر آئی  
کعبہ کے وارث کو ظالم طوق و رن پہناتے ہیں

جس کے مسلمان کلمہ گو ہیں اس ہی نبی کی عطرت کو  
پا بہ رن اب وہ ہی مسلمان زنداں میں لے جاتے ہیں

اس کو لکھوں کیا بولو اکبر نامہ صفر آیا ہے  
رن میں پسر کی میت سے شہ رو کر یہ فرماتے ہیں

حیدری نعرے یوں ہی نہیں مومن کی زباں پر اے گھائیں  
کرتے ہیں ایماں پہ جلا بھی خون بھی یہ گرماتے ہیں

## حُسنیت حُسنیت

کلام حق کی ترجمان  
حُسنیت  
ہے دین حق کی پاساں  
حُسنیت  
جو اس سے مخرف ہوا  
اور آخرش جہان میں  
یہ تا ابد اڑائے گی  
حُسنیت  
نہ سہ سکا ہے باخدا  
حُسنیت کی ضرب کو  
یزیدی باقیات کو  
حُسنیت  
یہودی کی شاخ ہے  
ازل سے دشمنان دیں  
جب ہی تو ان کے دل میں ہے  
حُسنیت  
جو ہم کہیں تو گھر ہے  
نبیؐ نے جب کہ بارہا  
ہے یہ تو مُستِ نبیؐ  
حُسنیت  
حسینیوں کو کب رہا  
یزید سے نہیں ڈرے  
حُسنیوں کے حوصلے  
حسینیت  
یہ سچ ہے ان کا رابطہ  
یہ فتنہ و فساد سب  
حُسنیوں کے اس لیے  
حُسنیت  
علیؑ سے بغض کی یہ حد  
کہا ہے یا علیؑ مدد  
نہ کیوں ہو پھر یہ بر زباں  
حُسنیت  
کسی کا خوف اور خطر  
ہو طالباں سے کیا ڈر  
حُسنیت سے ہیں جواں  
حسینیت  
یہودیوں کے ساتھ ہے  
سعودی زر کی بات ہے  
یہ لوگ ہیں عدوئے جاں  
حُسنیت

انہی کے وہ بزرگ تھے جنہوں نے یہ ستم کیا  
کہ تین دن کا تشنہ لب کیا شہید بے خطا  
نواسہ رسول کو بنا کے اپنا مہماں  
حُسنیت

انہی کا تھا وہ ایک جد لعین شمر بے حیا  
رسول زادوں کے سر کیے تھے جس نے بے ردا  
اسی کی آل آج بھی ہے دشمن حُسیاں  
حُسنیت

یزیدی باقیات اب سُنئے ذرا یہ غور سے  
حُسنیت جھکی نہیں کہیں کسی بھی طور سے  
ہزار بار دے چکی یہ قتل گہہ میں امتحان  
حُسنیت

ہزار ہو جہان میں کسی بھی نام کی سپاہ  
یزیدیت کی شاخ ہو کہ کفر کی ہو خیر خواہ  
یہاں بھی سرفروش ہے سپاہِ حق ہے ہر جواں  
حُسنیت

حُسنیت ہی لائی ہے جہاں میں ایسا انقلاب  
کہ حشر تک ہے صوفشاں خدا کے دیں کا آفتاب  
صراطِ مستقیم میں یہ ہی ہے میر کارواں  
حُسنیت

ہجاء دین کا سبب یہ ہی ہے بس جہان میں  
اسی کا ذکر خیر ہے جگہ جگہ قرآن میں  
یہ ہی نماز کا ستوں یہ ہی محافظِ اذواں  
حُسنیت

ہر ایک عہد میں رہی  
 مگر بجز خدا ہوا  
 گلے میں تیر بھی رہا  
 حسینیت

نہ اس کا سر کہیں نگو  
 جگر میں بھی رہی سناں  
 حسینیت

ہر عہد کے ستم ہے  
 کبھی ہمارے سر کٹے  
 سر اپنا دوش پر گراں  
 حسینیت

نہیں یہ بات جوش کی  
 ہے بات اپنی ہوش کی  
 یزیدیوں کی ہم زباں  
 حسینیت

رہے گا حشر تک کہ یہ  
 کہ جس کو دیکھنے سے ہیں  
 حسینیت کا یہ علم  
 حسینیت

ستونِ کعبہ خدا  
 گلے میں جس کے طوق ہے  
 غضب ہے اس کے پیر میں  
 حسینیت

اماں دو جہاں کا  
 رن ہے ہے بندھا ہوا  
 لگی ہوئی ہیں بیڑیاں  
 حسینیت

تم آج گھائلِ حزیں  
 بر آئے گی کبھی نہیں  
 خدا رسول اور قرآن  
 حسینیت

بتا دو یہ جہاں کو  
 منافقین کی آرزو  
 حسینیت کے ساتھ ہیں  
 حسینیت



سن کر اذان نماز میں خم کیجیے جبیں دین رسول حق میں ہے یہ فرض اولیں  
 تھا کہ ہے نماز ہی محکم ستون دیں یعنی نماز وحدت معبود پر یقین  
 اس کے لیے حسین نے سب کچھ لٹا دیا  
 اس کی بقا کے واسطے سر کو کٹا دیا  
 قرآن اور آل کا دامن نماز ہے یہ ہی قبول بارگاہ بے نیاز ہے  
 یہ ہی نماز حشر کے دن کارساز ہے جو سر نماز میں ہے لگوں سرفراز ہے  
 جہدوں سے درگزر کو گوارا نہ کیجیے  
 درس حسنین سے کنارا نہ کیجیے  
 وہ کربلا کی دھوپ وہ تپتی ہوئی زمیں زخمی لبولہان ہے جسم امام دیں  
 گردن پہ تیغ خشک گلا پشت پر لعین اس پر تیدہ ریت پہ جہدے میں ہے جبین  
 جہدوں کا حق حسین نے ایسے ادا کیا  
 خود ہو گئے قضا پہ نہ جہدہ قضا کیا  
 ہے یہ حدیث مرسل خلاق کائنات قرآن و آل روز ازل سے ہیں ایک ساتھ  
 دامن جو ان کا تھاے رہیں گے تمہارے ہاتھ یہ لائیں گے تمہیں لب کوثر با احتیاط  
 حق کی رضا بصورت انسان ہیں حسین  
 یعنی خدا کا بولتا قرآن ہیں حسین  
 تعمیر کربلا نہ تھا مقصد حسین کا مقصد تھا صرف دیں کی محافظ ہو کربلا  
 اور کربلا کی دین سے غافل نہ ہوں ذرا ارکان دین کرتے رہیں وقت پر ادا  
 سبط نبی کا عالم امکاں کے واسطے  
 یہ درس باعمل تھا مسلمان کے واسطے  
 یہ آہ گریہ سینہ زنی مجلس عزا ذکر حسین بے کس و مظلوم کربلا  
 قائم رہے گا حشر کے دن تک یہ باخدا ضامن ہے اس کی سیدہ بی بی کی اک دعا  
 ماتم غم حسین میں ہر وقت کیجیے  
 لیکن ادا نماز بھی بروقت کیجیے

یہ حق ہے پیشِ ربِّ علی ذاتِ لازوال      سجدہ نہیں قبول بغیرِ ولاءِ آل  
شاہد ہے اس کا سجدہ محبوب ذوالجلال      علماء حق کا ایک ہے اس باب میں خیال  
آلِ نبیؐ کا دین میں یہ بھی مقام ہے  
بے حُتِّ اہل بیتِ عبادتِ حرام ہے  
حتیٰ علی الصلوٰۃ ہے پیغامِ کربلا      سجدہ رکوع قیام ہے اکرامِ کربلا  
باطل کے دل پہ ضربِ گراں نامِ کربلا      مومن کے نامِ خلد ہے انعامِ کربلا  
گھائلِ جمیں بندۂ مومن گواہ ہے  
کرب و بلا کی خاکِ شرفِ سجدہ گاہ ہے

قرآن والو نبی والو علی مرتضیٰ والو حسیت کے پروانوں شہید کربلا والو  
جناب سیدہ زہرا بی بی کی دعا والو سجودِ دُعدہ میں بر جہیں خاکِ شفا والو  
ازل سے پیرو دینِ خدائے عزوجل والو  
سُوءِ اے دعوتِ حق علی خیر العمل والو  
عمل کی نظم کا تم مطلعِ انوار بن جاؤ حسیت کا جیتا جاگتا کردار بن جاؤ  
بنامِ ملتِ حق میکہِ ایثار بن جاؤ یقین و عزم کا محکم ترین شاہکار بن جاؤ  
صراطِ زندگی میں جب تمہاری یہ ادا ہوگی  
تو پھر درسِ حسیت سے دنیا آشنا ہوگی  
عمل زیادہ اثر کرتا ہے تقریر و خطابت سے عمل کردار بھی آراستہ کرتا ہے عظمت سے  
یہ کردار و عمل لیکن ہوں وابستہ شریعت سے یہ سب کچھ ہو تو پھر یہ عرض کیجئے اپنی ملت سے  
رسومِ ہندو مت کو کربلا کا نام مت دیجے  
خدارا اس کو مہندی سہرے کا الزام مت دیجے  
وہاں اہلِ حرم تھے بے سر و سامانِ اذیت میں اضافہ ہو رہا تھا ہر لمحہ ان کی مصیبت میں  
جنہوں نے پردش پائی تھی آغوشِ رسالت میں سرکرب و بلا تھے بے کس و مظلوم غربت میں  
تصور تھا وہاں پھولوں کا نہ مہندی کے تھالے تھے  
وہاں تو ساتویں تاریخ سے پانی کے لالے تھے  
لعینوں نے چمن تاراج کر ڈالا محمدؐ کا قرآنِ پاک میں ابتادنا والا محمدؐ کا  
حسینؑ ابنِ علیؑ آغوش کا پالا محمدؐ کا امامِ حق بننا دینِ متوالا محمدؐ کا  
بنائے لالہ جس کو جہانِ اولیاء مانے  
بہایا خون اس کا امت بے دین و ایمان نے  
انہی کی آج بھی یہ باقیات بے عمل بے دین سرِ اسلامی مملکت یہ اہلِ شر یہ اہلِ کین  
مساجد کو کیا کرتے ہیں آگ و خون سے رنگیں نہیں محفوظ ان کے شر سے حاجی ہو کہ ساجدیں  
خدا سے دشمنی میں یہ خدا کے گھر جلاتے ہیں  
خدا والوں کو یہ ہم اور کلاشن سے اڑاتے ہیں

نہیں یہ دشمنانِ دین ظلم و جور کے بانی سمجھتے ہو مٹا دو گے جو تم یہ دسینِ ربّانی  
 تمہاری بھول ہے یہ فکر اور یہ عزمِ نصرانی حُسنیت کی قائم ہے ابد تک دیں نگہبانی  
 قرآن والے نبیؐ والے علیؑ والے خدا والے  
 بقاء دیں کے ضامن ہیں بہتر کربلا والے  
 خدائے وحدہ کے دین کے سچے مسلمانو جنابِ سیدہ زہراؑ کی تسبیح کے دانو  
 چراغِ پنچتن شمعِ حُسنیت کے پروانو تقاضہ وقت کا ہے تم خدارا خود کو پہچانو  
 غلامانِ حسینؑ ابنِ علیؑ مرتضیٰؑ ہو تم  
 ازل سے رہروانِ شارعِ کرب و بلا ہو تم  
 شبیہاتِ مقدس کو سجا کر تعزیہ دارو زیاراتِ مطہر کو جلوسوں میں میرے پیارو  
 جھکا کر سر پئے تعظیم لاؤ شہ کے غم خوارو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر چلو ان کو عزادارو  
 تقدس ان کا ایک حصہ ہے سامانِ شفاعت کا  
 وسیلہ مت بناؤ ان کو تم گھائل تجارت کا

کوئی مونس نہ کوئی ہم دم ہے      شکر معبود لب پہ پیہم ہے  
درد ہے دل میں رنج ہے غم ہے      خون آلودہ صبر کی تصویر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

تیر آتے ہیں سنگباری ہے      زخم لگتے ہیں خون جاری ہے  
تشنہ لب ہیں غشی سی طاری ہے      دشمن جاں ہیں سینکڑوں بے پیر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

ریش پر اصغر شہید کا خون      لب پہ انا علیہ راجعون  
دشمن جان ہے ہر ایک ملعون      نیزے تانے ہوئے ہے ہم غفیر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

پیچھے ہٹتے ہیں گاہ بڑھتے ہیں      قبر اصغر کی فکر کرتے ہیں  
چشم پر غم ہے آہ بھرتے ہیں      کتنا بے بس ہے ابن خیر گیر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

قبر کھودی علاج درد کیا      اس میں بے شبیر کو سپرد کیا  
چہرہ اس غم نے شہ کا زرد کیا      اٹھے پھر قبر سے شہ دل گیر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

سوچ کر یہ کہ خیمہ میں جائیں      اُم لیلیٰ کو کیسے سمجھائیں  
کون سے منہ سے اس کو بتلائیں      بی بی دادی کے گھر گیا بے شبیر  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیر      تنہا میداں میں رہ گئے شبیر

سوئے خیمہ چلے ہیں شاہ ام  
زخم خوردہ نحیف و کشیدہ غم  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شہیر  
اشک آنکھوں میں دل میں رنج و الم  
ہائے سبط رسولؐ رب قدر  
تہا میدان میں رہ گئے شہیر

پہنچے خیمہ میں سر جھکائے ہوئے  
خون بے شیر میں نہائے ہوئے  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شہیر  
تیروں نیزوں کے زخم کھائے ہوئے  
بولے رخصت کرو ہمیں ہمیشہ  
تہا میدان میں رہ گئے شہیر

کہہ کے رخصت ہوا یہ حق کا ولی  
السلام علیک آل نبی  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شہیر  
یعنی سبط رسولؐ ابن علی  
حافظ اب آپ کا ہے رب قدر  
تہا میدان میں رہ گئے شہیر

روزِ اوّل سے یہ تشدد ہے  
اور ہدف اس کا آل احمدؑ ہے  
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شہیر  
لب پہ تو کلمہ محمدؐ ہے  
ظلم گھائل ہوئے ہیں جس پہ کثیر  
تہا میدان میں رہ گئے شہیر



بنت علی و سیدہ زہرا جگر نگار آئی وہ کربلا سے مدینہ میں سوگوار  
 پہنچی جب اپنے گھر میں وہ بی بی بحال زار گھر پر نہیں تھے شوہر زینب وفا شعار  
 دیوار و در پہ گھر کے جب اپنی نگاہ کی  
 ویران گھر کو دیکھ کر اک سرد آہ کی  
 اللہ کے نبی کی نواہی وہ دل حزیں جا بیٹھی صحنِ خانہ میں اک سمت برزیں  
 سر کو چھکائے ہاتھوں پہ رکھے ہوئے جہیں آنکھوں میں اشک لب پہ فغاں درد دل نشیں  
 تصویرِ عون اور محمد خیال میں  
 بیٹھی ہے بنت سیدہ زہرا اس حال میں  
 آئے جو گھر میں حضرت عبداللہ خوش خصال دیکھا کہ صحنِ خانہ میں پُر خون و مہرملال  
 بیٹھی ہے اک ضعیفہ مغموں خستہ حال لاغر نحیف ضعف کے غلبہ سے ہے نڈھال  
 پوچھا کہ آپ کون ہیں بی بی بتائیے  
 اے اجنبی ضعیفہ نہ آنسو بہائیے  
 اس گھر میں آپ حال پریشان جو آئی ہیں بے شک کہ آپ رنج و الم کی ستائی ہیں  
 کس کی تلاش میں یہاں تشریف لائی ہیں فرمائیں کیا مصیبتیں قسمت نے ڈھائی ہیں  
 یہ سن کے روئی پیٹ کے سر بنت سیدہ  
 صاحب میں زندہ لاش ہوں پہچانے ذرا  
 رو کر کہا غموں کی میں سوغات لائی ہوں ہائے میں اجنبی نہیں زہرا کی جائی ہوں  
 صاحب میں دستِ اُمّت جد کی ستائی ہوں میں کربلا سے لٹ کے مدینہ میں آئی ہوں  
 مت پوچھیے کہ کون تن خستہ جاں ہوں میں  
 صاحب تمہارے عون و محمد کی ماں ہوں میں  
 کیسے بتاؤں میں جو سر کربلا ہوا پانی تھا تین روز سے بند ہم پہ باخدا  
 گھیرے تھے چاروں سمت سے خیموں کو اشتیاق اور آ رہی تھی تیغوں کی جھکار کی صدا  
 تشنہ لبی کے ضعف سے ہر ایک نڈھال تھا  
 عاشور کی شب بچوں کا بس غیر حال تھا



عاشور کے دن پھر یہ قیامت ہوئی پیا مارے گئے حسین کے اصحاب باوفا  
 قاسم کا لاشہ گھوڑوں سے پامال ہوگیا عباس نامدار کا نکلے بدن ہوا  
 نوک سناں کی ضرب سے اکبر ہوا شہید  
 سہ شوبہ تیر سے علی اصغر ہوا شہید  
 صاحب تمہارے عون و محمد بھی مر گئے قربان اپنی جانوں کو ماموں پہ کر گئے  
 وہ اس طرح لڑے کے ہزاروں کے سر گئے لڑتے ہوئے وہ شیر تاجہ نظر گئے  
 شیروں نے اس طرح سے بھگایا بکھر گئیں  
 فوجیں فصیل کوفہ سے جا کر لکر گئیں  
 جب ہو چکے شہید سب انصار و اقربا خیمہ میں آئے پھر پئے رخصت شہ ہوا  
 رخصت ہوئے حسین تو اک حشر تھا پیا تنہا تھا دن میں اب وہ نواسہ رسول کا  
 تیروں سے چھلنی کر کے ستم یہ روا کیا  
 جدے میں سر حسین کا تن سے جدا کیا  
 یہ سن کے روئے حضرت عبداللہ دل ملول لب پر تھا یاسین جگر گوشہ رسول  
 بیت علی پہ گریہ سے غش کا ہوا نزول گھائل نہ دیجے نوحہ زینب کو اور اطول  
 زہرا کو پرسہ دیجے شہ مشرقین کا  
 یعنی بناء لاله حسین کا



عاشور کو جب عصر کا وقت آگیا سر پر شہ روئے بہت قبر میں اصغر کو لٹا کر  
 پھر کہہ کے اٹھے قبر سے یہ ابن پیبرؑ پانی نہ ملا ہائے مقدر علی اصغرؑ  
 کس منہ سے تیرے بعد میں اب خیمہ میں جاؤں  
 ماں کو تیری کیوں کر میں تیرا حال سناؤں  
 بانو کو حسین ابن علی کیسے بتائے شیر اسی فکر میں تھے سر کو جھکائے  
 اصغر کا لبو ریش مبارک پہ لگائے اس حال سے رخصت کے لیے خیمہ میں آئے  
 منہ سے تو نہ ایک لفظ کہا حق کے ولی نے  
 ہاتھوں کو ملا صرف حسین ابن علی نے  
 جب بانو نے اس حال میں دیکھا شہ دیں کو سر پیٹ کے کھونے وہ لگی جانِ حزیں کو  
 بولی کہاں چھوڑ آئے میرے ماہِ مہیں کو فرمایا شہ دیں نے کہ سوپ آئے زمیں کو  
 اصغر بھی رو حق میں فدا ہو گئے بانو  
 اکبر کی طرح ہم سے جدا ہو گئے بانو  
 زینب کے پر بھی ہوئے اللہ کو پیارے قاسم بھی ہمیں چھوڑ کے کوثر کو سدھارے  
 عباس علی سوتے ہیں دریا کے کنارے مارے گئے اس دشت میں مونٹ میرے سارے  
 نرغہ میں جھا کاروں کے بس اک میری جاں ہے  
 اور بعد میں عابد کے لیے طوقی گراں ہے  
 یہ آخری رخصت ہے خدا حافظ و ناصر نزدیک شہادت ہے خدا حافظ و ناصر  
 اب موت ہی قسمت ہے خدا حافظ و ناصر یہ حق کی ضرورت ہے خدا حافظ و ناصر  
 اے اہل حرم اب تمہیں اللہ کو سوچنا  
 سہنے کو ستم اب تمہیں اللہ کو سوچنا  
 رخصت ہوئے پھر شاہِ ام اہل حرم سے زینب کا جگر شق ہوا بھائی کے الم سے  
 اور منہی سکینہ کا برا حال ہے غم سے روتی ہے وہ لپٹی ہوئی دلدل کے قدم سے  
 شامل ہیں یہ گلمات سکینہ کی صدا میں  
 بابا کو نہ لے چا تو میرے دشتِ بلا میں



## اے کاش ہوتے ساتھ شہ کربلا کے ہم

زندہ ہیں اپنے دل میں یہ حسرت دبا کے ہم  
 سینہ سپر بناتے شہ دیں کے حفظ میں  
 سنگباری جو امام پہ تھی اس کو روکتے  
 عباسی ذی وقار کا صدقہ اتارتے  
 قربان ہوتے اکبر و اصغر سے پیشتر  
 قدموں پہ قاسم اور محمدؐ کے عون کے  
 ہے حق کی سمت آمد ملائیں کے یہ خبر  
 تیار داری کرتے شہ ساجدین کی  
 سہ شوبہ تیر گردن طفل رسولؐ پر  
 ہو کر شہید کاش کہ پھر جاتے مظلوم میں  
 حسرت ہے یہ شہید ہوں نام حسینؑ پر  
 بنیادِ لالہ بھی کعبہ کا بھی ستون  
 آغوشِ موت میں پلے دونوں کے سائے میں  
 خاکِ شفاء کرب و بلا سے بصد نیاز  
 ہر عہد کے یزیدوں سے تاریخ ہے گواہ  
 صدام و مبش یہ چاہتے ہیں کہ عراق میں  
 باقر شہید ہو گئے لیکن وہ زندہ ہیں  
 اسلام کے قلعہ کی مساجد سے گاہ بگاہ  
 اس ارض پاک کی ہر اک مسجد سے رات دن  
 بی بی کو پرسہ دیتے ہیں گھائل حسینؑ کا  
 مجلس میں اور جلوس میں نوحہ سنا کے ہم



زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 سب دے کے سر کرب و بلا اپنی کمائی  
 ان دونوں نے جاں دین محمد کی بچائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 زیب نے فدا عوں و محمد کے حق پر  
 شیر نے قربان کئے اکبر و اصغر  
 یاں بہن ہے دربار یزیدی میں گھلے سر  
 بے گور و کفن رن میں پڑا ہے وہاں بھائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 بے چادری بھی وقت بھی وہ دربدری کا  
 چھوڑا نہ مگر ساتھ حسین ابن علی کا  
 زیب نے تحفظ کیا آئین نبی کا  
 شیر نے اللہ کی توحید بچائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 ہے بہن رن بستہ گرفتار مصیبت  
 سر بھائی کا نیزے پہ ہے مصروف تلاوت  
 مشکل میں تھی اس وقت محمد کی شریعت  
 ایسے میں ان ہی دونوں نے کی عقدہ کشائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 بیعت کا جو خواہاں تھا یزید ستم آرا  
 لا کر اُسے خود اُس کے ہی دربار میں مارا  
 بیعت کا کوئی نام نہ اب لے گا دوبارہ  
 زیب نے وہ خطبات کی اک ضرب لگائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 شیر نے معبود کے سجدوں کو سجایا  
 سجدوں کی بقا کے لئے سر اپنا کٹایا  
 مولا نے تہہ تیغ یہ دُنیا کو بتایا  
 سجدوں سے ملا کرتی ہے عقبی میں بھلائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 اُمت نے محمد کی یہ احسان چکائے  
 یوں اجر رسالت کے ادا کر کے دکھائے  
 عاشور کے دن نیزوں پر قرآن چڑھائے  
 قرآنوں کے حجر دانوں کو پھر آگ لگائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی  
 سجدے بھی کرو ماتم شیر بھی گھاتل  
 ہے فرض بھی یہ اور حق شیر بھی گھاتل  
 اس طرح جلوسوں کی ہو تشہیر بھی گھاتل  
 پھر فخر سے تم خود کو کہو کرب و بلائی  
 زیب سی بہن دیکھی نہ شیر سا بھائی



## اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

تربت پہ سکیٹ کی بصد نالہ و گریاں نوحہ تھا یہ بانو کا سکیٹ تیرے قرباں  
بچی میری کسن میری معصوم میری جاں تنہا تجھے اب چھوڑ کے جاتی ہے تیری ماں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

اب چین سے تو قبر میں سو جائیو بیٹی اور ڈر سے طمانچوں کے نہ گھبرائیو بیٹی  
محشر میں لہو کانوں کا دکھائیو بیٹی اب شمر کبھی تجھ کو کرے گا نہ ہراساں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

کانوں سے گھر اب نہ کوئی چھین سکے گا کڑتہ بھی تیرا آگ سے محفوظ رہے گا  
زنداں کا دربان بھی اب کچھ نہ کہے گا اب پہنچے گی تجھ تک نہ کبھی گردشِ دوراں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

معصوم سے چہرے پہ تیرے گردِ یتیمی اُس پر یہ غریب الوطنی اور اسیری  
نازک سا رن بستہ گلا قید اندھیری ہائے یہ ستم اور یہ ننھی سی تیری جاں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

میں زندہ رہی ہائے مجھے موت نہ آئی دنیا میں جفا کون سی ٹو نے نہ اٹھائی  
مر کر بھی نہ زنداں سے ملی تجھ کو رہائی بچی نے میری گود بھی پائی ہر زنداں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

میں کیسے دلِ زار کو سمجھاؤں سکیٹ کس دل سے تجھے چھوڑ کے میں جاؤں سکیٹ  
اچھا ہو کہ میں بھی یہاں مر جاؤں سکیٹ والی بھی نہیں سر پہ ہے اب گود بھی دیراں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

سب اہل حرم پیٹ کے سر روتے تھے گھائل سجادِ حزیں قبر پہ غش ہوتے تھے گھائل  
سن کر یہ بیاں بانو کا جاں کھوتے تھے گھائل کہتی تھیں وہ جب ہائے سکیٹ تیرے قرباں  
اے کشتہ زنداں تیرا اللہ نگہاں

اللہ نگہاں تیرا اللہ نگہاں

سکینہ کہتی تھیں پیہم یہاں سے چلو اناں  
چچا کو باپ کو بھائی کو رن میں بے کفن دیکھا  
یہاں کے لوگ کیسے ہیں جو رونے بھی نہیں دیتے  
میں سچ کہتی ہوں اناں جاں نہ جینے دیگا اب مجھ کو  
بے کتنی دور زنداں سے بتاؤ تو سہی مقتل  
چلوں گی پا پیدا کر بلا تک کچھ نہ بولوں گی  
یتی بے بسی لا وارثی زنداں کی تاریکی  
ہوا کا ہے گزر اس میں نہ سورج کی شعاعوں کا  
تڑپ کر دل میں رہ جاتی تھیں بانو اس گھڑی گھاتل  
سکینہ کہتی تھیں جس دم یہاں سے لے چلو اناں



jabir.abbas@yahoo.com



## آیا ہے علم آپ نہیں آئے بچا جان

لب پر تھا سکینہ کے یہی ہائے بچا جان آیا ہے علم آپ نہیں آئے بچا جان  
پانی کی کبھی آپ سے میں ضد نہ کروں گی اب دم ہی میرا کیوں نہ نکل جائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

ضد پانی کی کر کے نہیں اچھا کیا میں نے مشکیزہ دیا آپ کو یہ کیا کیا میں نے  
کیوں اپنی چچی جان کو بیوہ کیا میں نے کس منہ سے سکینہ انہیں سمجھائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

ڈھونڈوں میں کہاں جا کے تمہیں کون بتائے جھوٹے گھر منہ پہ طمانچے بھی ہیں کھائے  
گرتے میں لگی آگ کو اب کون بجھائے اب کون مجھے شمر سے چھڑوائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

لے کر تو گئے تھے اُسے جھوٹے سے اٹھا کر اور لائے نہیں بابا اُسے پانی پلا کر  
نہ جانے کہاں ہے میرا بھیا علی اصغر بابا اُسے جنگل ہی میں چھوڑ آئے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

بابا ہیں نہ اب آپ نہ بھائی علی اکبر نزعہ میں لعینوں کے ہیں ناموسِ سیمبر  
باقی ہے بس اک لاغر و بیمار برادر اس کو بھی لعین طوق ہیں پہنائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

ہیں باندھے ہوئے بارہ گلے ایک رتن پر لے جاتے ہیں زنداں ہمیں اس طرح ستم گر  
ہو سکتا ہے زنداں سے بھی نکلوں نہ میں مر کر تربت نہ میری اب دیں بن جائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

نوحہ تھا کمر ٹوٹ گئی بابا کے لب پر ماتم اگر مارے گئے عیالِ دلاور  
کہتی تھیں پھوپی پیٹ کے سرہائے برادر جب مشک و علم خون میں تر آئے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

ہیں چار طرف ظلم کی تاریک گھٹائیں خیمے بھی جلے اہل حرم اب کہاں جائیں  
سر پر سے اتاری گئیں نیزوں سے ردا میں اس جینے سے اب موت ہی آجائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان

سُن کر یہ صدا اہل حرم روتے تھے گھائل اور پیٹ کے ہر جانوں کو سب کھوتے تھے گھائل  
یہ بین سکینہ کے جہاں ہوتے تھے گھائل آ جائے دم میرا نہ گھٹ جائے بچا جان

ہائے بچا جان میرے ہائے بچا جان



کہتی تھی یہ رو رو کے ماں قربان تم پہ میری جاں  
لے کر نہ روؤ ہچکیاں غربت وطن سے دوریاں  
لے کر تمہیں جاؤں کہاں

پیاری سکینہ چپ رہو

پیاری سکینہ چپ رہو

کس کے لیے یہ بھستو کیا ڈھونڈتی ہو چار سُو  
سو جاؤ میری گود میں اب باپ کا سینہ کہاں  
کس سے کروں یہ غم بیاں

پیاری سکینہ چپ رہو

پیاری سکینہ چپ رہو

کانوں سے جو بہتا ہے خوں لاؤ اُسے میں پونچھ دوں  
جو ہیں تیرے رخسار پر بیٹی طمانچوں کے نشان  
ہائے یہ ظلم اور سختیاں

پیاری سکینہ چپ رہو

پیاری سکینہ چپ رہو

بیٹی بدل دیتی اُسے ہوتا جو کوئی دوسرا  
مجبور ہوں پہنے رہو گرتے یہی آتشِ نشان  
چلتی ہیں دل پر برچھیاں

پیاری سکینہ چپ رہو

پیاری سکینہ چپ رہو

بیار اور مجروح تن ہے ضعف سے لاغر بدن  
ہے تپ کی شدت بھی سوا پیروں میں اُس کے پیڑیاں

بے کس امام دو جہاں

پیاری سکینہ چپ رہو

پیاری سکینہ چپ رہو

نازک سا یہ ننھا گلا اس سے لہو بہتا ہوا  
 اُمت کی اس بیداد کو کس سے کروں جا کر بیاں  
 یہ قید ہے سب لو یہاں  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 اس اپنی مظلومی سے ہے مقصود گل کا فائدہ  
 ورنہ کہاں آلِ نئی اور شام کا زنداں کہاں  
 قربان تجھ پر میری جاں  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 بچہ میرا چھ ماہ کا وہ تشنہ لب بھائی تیرا  
 لگتے ہی تیرے حُرمِ پہنچا سوئے خُلد و چاں  
 معصوم صغیر بے زباں  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 گھائل کرے کیوں کر رقم اب خون روتا ہے قلم  
 زنداں میں بھی طرفہ ستم ملتی ہیں تجھ کو گھر کیاں  
 رونے پہ ہیں پابندیاں  
 پیاری سکینہ چُپ رہو  
 پیاری سکینہ چُپ رہو

بیڑیاں جس وقت پہنیں عابدِ دلگیر نے  
عظمتِ قرآنِ ناطق کیا ہے دنیا جان لے  
لا فتیِ الٰہی حق ہے مگر فتحِ ممیں  
ضرب بڑھ جاتی علیٰ کی ضرب سے عباس کی  
یوں لڑے میدان میں دل کھول کر زینت کے لعل  
گل پہ روشن کر دیئے ہیں معنیِ دُجِ عظیم  
پانی پانی کر دیا زعمِ یزیدی کھر تک  
پردہ ناموسِ اُمت تا قیامت رکھ لیا  
دن میں دیکھا تھا یزیدیت نے جو بیعت کا خواب  
شامِ ذلت میں بدل دی صُبحِ دربارِ یزید  
ماتمِ شہر میں گھائل جو ہو کر آگیا  
اس پہ سایہ کر لیا ہے آیۂ تطہیر نے



## ماحول کو عباس کے پرچم کی ہوا دو

تم اپنے سروں کو پئے تعظیم بھکا دو  
 اے اہل عزا حق کے چراغوں کی ضیا دو  
 مہکاؤ فضاؤں کو غم سبطِ نبی سے  
 تم دنیا کو کردار سے اور اپنے عمل سے  
 تم پہلے ذرا اُسوۂ شیریٰ تو اپناؤ  
 تم خادمِ مظلوم ہو کہہ دو یہ جہاں سے  
 اس وقت کے مرحب کو بہت زعم ہے جس پر  
 وہ ایسی قوت نہیں کچھ اس کے مقابل  
 اے اہل یقین چھین لو یہ حق سے تمہارا  
 تم کیسے مسلمان ہو وہ گستاخِ نبی ہے  
 اس دور کا حق گو ہے کہاں پوچھے جو کوئی  
 وہ تو ہیں یہودی جو لگاتے ہیں یہ نعرے  
 تم کیسے مسلمان ہو کوئی اُن سے یہ پوچھے  
 بیزاریِ مشرک کا عمل ہوتا رہے گا  
 محرومِ چراغِ آج بھی ہے قبرِ نبی کی  
 ویرانِ بقیعہ میں جو صدیوں سے ہے اب تک  
 بن سکتا ہے مشکل نہیں کچھ روضہِ زہرا  
 حق دین پہ قرباں ہوئی اکبر کی جوانی  
 شہ نے کہا اب لشکرِ حق ہے نہ علمدار  
 اس قید میں دم گھٹتا ہے کہتی تھیں سکینہ  
 سر ننگے میں جاؤں کہ نہ جاؤں سرِ دربار  
 رو رو کے جفا کاروں سے کہتی رہیں زینب  
 بے کس کو سلامی جو سرِ بزمِ عزا دو  
 باطل کے اندھیروں کو زمانے سے مٹا دو  
 ماحول کو عباس کے پرچم کی ہوا دو  
 زہرا کی دعاؤں کا اثر بن کے دکھا دو  
 پھر تجلِ اللہ فرجک کی صدا دو  
 تم پیرو مختار بھی ہو یہ بھی بتا دو  
 اس ایسی قوت کو خیمہِ خاک ملا دو  
 تم حیدری نعرہ تو ذرا دل سے لگا دو  
 تم جعفری فہم کے لئے جان لڑا دو  
 سرِ رُشدیِ مردود کا اب بڑھ کے اڑا دو  
 بے ساختہ تم اس کو خمینی کا پتہ دو  
 تاراج کرو مسجدِ اقصیٰ کو جلا دو  
 خوںِ ملتِ اسلام کا کعبہ میں بہا دو  
 تم گردیں کجج کی بے شک کہ اڑ دو  
 اس پر بھی مسلمانوں دیا ایک سجا دو  
 دو پھول ہی اُس تربتِ زہرا پہ چڑھا دو  
 گر جذبہِ ایثار کو تم دل میں جگہ دو  
 ملت کے جوانوں کو ذرا یاد دلا دو  
 زینبِ علم بھائی علمدار بڑھا دو  
 اماں میری اس قید سے اب جان چھڑا دو  
 ماں لاشِ اکبر سے یہ کہتی تھی بتا دو  
 بیمار کو اللہ نہ کوڑوں کی سزا دو  
 نوے کی طرح نوے کو پڑھتے رہو گھاتل  
 یہ کیا ہے کہ تم نوے کو نفعی کی ادا دو



## پیامِ تشنہ وہاں لا الہ الا اللہ

پیامِ تشنہ وہاں لا الہ الا اللہ  
علم بدوش علمدار حضرت عباس  
محمد و علی و فاطمہ حسین حسن  
جناب حضرت صدیق نے بھی فرمایا  
خدا کے دین کے معنی و مقصد و مفہوم  
بنائے لا الہ الا حسین ابن علی  
وہ کل کفر کے سر پر نبرد خندق میں  
حُسنیت ہی سے قائم رہے گی تا یا ابد  
بجز علی یہ کسی کے یہاں نہیں ملتا  
غم حسین سلامت رہے ہمیں کیا غم  
شبیہ ختم اُترسل کے شباب کا عالم  
سوال بیعت فاسق بوعمر تیر و کہاں  
گلے میں تیر زباں خشک شیر خوار مگر  
خدا کی راہ میں عاشورہ کا جہاد حسین  
دیار شام میں خطبہ رسول زادی کا  
سر حسین ہے نیزے پہ گہہ تہہ خنجر  
جوان بیٹے کے سینے سے یا علی کہہ کر  
حسین حق کے لئے سر کٹا دیا تم نے  
وہ گل کفر تھا اور ہیں حسین دین پناہ  
منافقین کے لبوں تک ضرور ہے گھاتل  
نہیں دلوں میں نہاں لا الہ الا اللہ



یوں نمازیں شبِ عاشورہ ادا کرتے رہے      تیر آتے رہے شہیدؔ دعا کرتے رہے  
 رات بھر حضرت شہیدؔ سے اربابِ وفا      دست بستہ طلبِ اذنِ وفا کرتے رہے  
 فوجِ اللہ و محمدؐ کے بہترِ جانباز      انتظارِ نگاہِ شاہِ ہدا کرتے رہے  
 چھوٹے ماموں سے ادھر خیمہ میں زینبؓ کے پسر      حملہ کرنے کے لئے مشقِ وفا کرتے رہے  
 صبر کرتے رہے انصارِ حسینیؑ شبِ بھر      اور جفا کار جفاؤں پہ جفا کرتے رہے  
 یا علیؑ کہہ کے حبیبِ ابنِ مظاہر اُس شبِ      اپنی پیری کو جوانی سے ہوا کرتے رہے  
 رات بھر زن کی اجازت کے لئے شکلِ نبیؐ      ماں کو ہر حال میں راضی با رضا کرتے رہے  
 کتنا مجبور ہے عباسؑ نہیں اذنِ وفا      اپنی قسمت سے یہ عباسؑ گلہ کرتے رہے  
 جذیہٗ جنگ سے سرشار جنابِ قاسمؑ      تیغ پر نادر علیؑ پڑھ کے جلا کرتے رہے  
 ہم ہی اسلام کے دشمن کے ہیں دشمن گھائل      ہم ہی اسلام پہ جانوں کو فدا کرتے رہے

## دیکھ کر مشک و علم تشنہ دہاں روتے ہیں

خاک اڑا کر سرِ فردوس و جہاں روتے ہیں  
 ہیں رسولانِ سلف چاکِ گریبان کئے  
 غش ہوئیں فاطمہؑ دیکھا جو گلوئے شہیر  
 آس پانی کی رہی اور نہ اُمیدِ عباس  
 چاند کے سینہ پہ ہیں ماتمِ اکبرؑ کے نشان  
 بہن مر جائے گی جب آؤ گے لینے بھیا  
 کشتہ تیغ جفا ہائے کُستین ہائے کُستین  
 پُرسہ لینے کے لئے آتی ہیں زہراؑ گھائل  
 ہم تو شیرِ کی مجلس میں جہاں روتے ہیں



jabir.abbas@yahoo.com



قید تاریک ہے پردیس ہے تنہائی ہے  
 بابا کیا ہو گیا غمو کو سکینہ نے کہا  
 تیرا صبر نے رسالت کا صلہ اُمت سے  
 ہے رزن بستہ نواہی سر دربار یزید  
 خطبہ زمیں نے تلاوت سرِ شہید نے کی  
 کاٹ کر نہر کو خیمہ میں بہاتے عباس  
 جس کی بیماری نے اسلام کو صحت بخشی  
 چھین کر گھاٹ علم گاڑ دیا مشک بھری  
 ہے ازل ہی سے یہ گھاٹ تو غلام شہید  
 حیدری چٹینی ماتی مولائی ہے



## گوئے ذرا ماتم کی صدا اور زیادہ

اے اہل عزا اشکِ عزا اور زیادہ  
تا حشر عملِ سینہ زنی کا رہے جاری  
عباس کے پرچم کے پھرے کی ہوا سے  
محکم یہ کیا کرتی ہے مومن کے یقیں کو  
یہ ماتم شہیدِ یونہی ہوتا رہے گا  
کرتے رہو تم ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ سے  
سجدوں کو سجاتے رہو تم خاکِ شفا سے  
جب کہتے تھے مظلوم کے ہم آںِ عبا ہیں  
رکتا تھا جو تھک کر کبھی بیمارِ محمدؐ  
یہ قلبِ منافق کے لئے ضربِ گراں ہے  
یہ معجزہ ماتم شہید ہے گھائل  
روکا اسے جتنا یہ بڑھا اور زیادہ



ہمہ نے یہ کہا خیمہ اطہار میں آکر رخصت ہوا دُنیا سے میرا شیر برادر  
باقی رہا اب میرا علمدار نہ لشکر لے آئے ہیں ہم مشک و علم رن سے اٹھا کر  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد

سقائے حسین میر علمدار نے آمد  
عباس کے غم میں صَب ماتم کو بچاؤ ہے بیوہ عباس کہاں اُس کو بلاؤ  
سب مل کے اُسے زیرِ علم لا کے بٹھاؤ کس طرح دے پڑسہ اُسے شہید بتاؤ  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد

سقائے حسین میر علمدار نے آمد  
لب پر دم آخر بھی رہا ہائے سکینہ بازو نہیں مجبور ہے شیدائے سکینہ  
پانی تجھے کس طرح سے پہنچائے سکینہ شرمندہ سکینہ سے ہے سقائے سکینہ  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد  
سقائے حسین میر علمدار نے آمد

غازی نے کہا ہمہ سے بصد حسرت و دردا دیتے جو مجھے اذن و عا کا میرے آقا  
اس نہر کو میں کاٹ کے خیمہ میں بہاتا شانوں کو میرے چوتے پھر خُلد میں بابا  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد  
سقائے حسین میر علمدار نے آمد

منہ نکلتی تھی ہر ایک کا اور کہتی تھی معصوم موت آنہ گئی کیوں مجھے دائے میرا مقوم  
دیتی نہ کبھی مشک جو ہوتا مجھے معلوم میں اپنے چچا جان سے ہو جاؤں گی محروم  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد  
سقائے حسین میر علمدار نے آمد

کوزے گرے اطفال کے بس ہاتھوں سے گھائل سب تشنہ دہاں پیاسے کے پیاسے رہے گھائل  
بچے یہ خبر سن کے ترپنے لگے گھائل آکر یہ کہا جب شہنہ ابرار نے گھائل  
اے اہل حرم سیدو و سالار نے آمد  
سقائے حسین میر علمدار نے آمد



## شہیدانِ وفا

خُدا والے نہیں کرتے جہاں میں فکر محشر کی وہی ان کی رضا بھی ہے کہ جو مرضی ہے داور کی  
خُدا کی راہ میں بازی لگا دیتے ہیں یہ سر کی شہادت بات ہوتی ہے نصیبوں کی مقدر کی  
مقامِ عرش کی زینت شہادت ہے بہتر کی  
شہید و تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی  
شہیدانِ رہ حق پر سلام اہل مَوَدت کا حیاتِ جاویداں پایا صلہ تم نے شہادت کا  
شعورِ زندگی تم ہو شعارِ بندگی تم ہو عمل کی شاہراہوں پر شہیدو! روشنی تم ہو  
کہ تم نے خون سے اپنے صراطِ حق مقور کی  
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی  
خُدا کی راہ میں تم نے یہ ہی زادِ سفر سمجھا نہ اپنی جاں کو جاں سمجھا نہ اپنے سر کو سر سمجھا  
تم ہی ہر آن آئے ہو تم ہی ہر گام آئے ہو بُرے وقتوں میں تم دیں گے ہمیشہ کام آئے ہو  
تم ہی نے دیں کی خاطر دی ہے قربانی بھرے گھر کی  
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی  
جہانِ حال نے دیکھا یہ سب چشمِ بصیرت سے کہ تم حق کے لئے تہاڑے ایک ایسی طاقت سے  
یُوعِمِ ایٹھی خود کو جو کہتی ہے سپر پاور دلیل و خوار ہو بیٹھی شہیدو! تم سے ٹکرا کر  
اسے تھا دمِ مرجب کا نہیں نصرت تھی حیدر کی  
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی  
ابھی تک ہے زمانہ میں حسینی خوں کی ارزانی کبھی بیٹ المقدس میں کبھی کعبہ میں قربانی  
خدا کی راہ میں بہتا سرِ لبنان بھی دیکھا لہو بہتا شہیدوں کا سرِ ایران بھی دیکھا  
مگر ایک انتہا دیکھی وہاں پر صبرِ مادر کی  
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی  
یہشتِ بی بی زہرا کا قیامت خیز وہ منظر ہجومِ مادران تھا واں شہیدوں کے جزاروں پر  
مگر لب پر کسی کے بھی نہ آہیں تھیں نہ شکوہ تھا وہاں ایرانی ماؤں کی زباں پر ایک جملہ تھا  
جوانی اپنے بچوں سے بہت افضل ہے اکبر کی  
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی

وہ گستاخ نبی رشدی منافقین کا پروردہ خدا کے دین کا باغی یہودیت کا سرکردہ  
 کہاں جائے گا یہ سن لے خمیوں سے بچ کر تو بچا سکتے نہیں تجھ کو یہودی اب کسی پہلو  
 لگا دی ہے خمی نے بڑی قیمت تیرے سر کی  
 شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی

یہودی شریکوں نے کیا اک مرد حق اغوا اس امر بزدلانہ پر بڑی طاقت کا ہے دعویٰ  
 ڈرو اس وقت سے اب تم کہہ دیں گے ہم جواب اسکا لیا جائے گا جب تم سے سر میاں حساب اس کا  
 کہ تھا اک نہتے پر پڑھائی پورے لشکر کی  
 شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی

یہودیت کے ایمان پر یہ فضل حق کے خاکے ہیں پشاور اور پنڈی میں جو یہ بم کے دھماکہ ہیں  
 نمک خوار یہودی کی یہ سب تخریب کاری ہے لہو عارف حسینی کا اس ہی کی ذمہ داری ہے  
 اسے رغبت نہیں دیں سے اسے الفت ہے ڈالر کی  
 شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی

سنیں اس دور حاضر کے جہاں ہوں مرحب و استر بتا دوان کو تم گھاتل کہ ہم ہیں ضربت حیدر  
 جہاں بھی ہم سے ٹکرائے تمہیں پامال کر دیں گے یہودیت کی دنیا کو لہو سے لال کر دیں گے  
 ہوئی ہے انتہا اس اب یہودی فتنہ و شر کی  
 شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی



## بے کس حسینؑ گشتِ خنجر تجھے سلام

ذبحِ عظیمِ فدائے داور تجھے سلام زہرا کے لال سبط پیہر تجھے سلام  
 مختارِ خلد مالکِ کوثر تجھے سلام اے نورِ عینِ فاتحِ خیبر تجھے سلام  
 بے کس حسینؑ گشتِ خنجر تجھے سلام  
 اے ورثہ دارِ خانہٴ معبودِ کرمیا اے پاسباںِ دینِ خدا دینِ مصطفیٰ  
 اے نائبِ امیرِ رسولانِ دوسرا اے مقصد و معنی و مفہومِ حلِ اٹلی  
 اے بولتے قرآنِ مظہر تجھے سلام  
 تو نے نظامِ ظلمتِ باطل بدل دیا لعنت کا غارہ چہرہٴ فاسق پہ نمل دیا  
 پیروں سے اپنے نامہٴ بیعت مسل دیا ٹھوکر سے تو نے عزمِ یزیدی گچل دیا  
 اے حق کے سرِ فروش سپہ گر تجھے سلام  
 گاڑا علمِ فرات پہ مشکینہٴ بھر لیا ہائے مگر نصیب پہ کچھ بس نہ چل سکا  
 مہک سکنہٴ چھد گئی اک تیر جو لگا پانی کے ساتھ خون بھی ستے کا بہہ گیا  
 عباسؑ شیرِ ضعیف داور تجھے سلام  
 دل بند وہ حسینؑ کا بانو کا ماہِ رُو مثلِ محمدؐ عربی تھا جو بہ ہو  
 اس کو یزیدیوں نے ہمہٴ دیں کے زور و نوکِ سناں لگا کے کیا ہے لہو لہو  
 ہم شکلِ مصطفیٰ علی اکرمؐ تجھے سلام  
 وہ ایک دینِ حق کا محافظ وہ پاسباں پیروں میں ہائے وارثِ کعبہ کے بیڑیاں  
 اس پر گلے میں طوق اور ہاتھوں میں رسیاں پیروں کے آبلوں سے ہے آبِ لہو رواں  
 سچا صبر و شکر کے پیکر تجھے سلام  
 چشمِ فلک نے دیکھی نہ ایسی کوئی بہن بے چادری بھی بازو بھی ہیں بسِ رس  
 بھائی کی لاش سامنے آنکھوں کے بے کفن غربتِ اسیری تشنہٴ لبی دوری وطن  
 اے غمِ گسارِ زندہٴ مضطر تجھے سلام  
 دونوں پر بہن کے ہوئے بھائی پر فدا تھا ان میں ایک عون محمدؐ تھا دوسرا  
 حملوں کو ان کے دیکھ کے کہتے تھے اشقیاء جعفر کی مثل ایک ہے اک مثلِ مرتضیٰ  
 ان کی رگوں کے خونِ مظہر تجھے سلام

معصوم بچی ہائے وہ ننھی سی جس کی جاں تاریک و تنگ شام کا زنداں وہ الاماں  
 لاماں یہاں سے لے چلو گھٹتا ہے دم یہاں آخر وہ بچی مر گئی کر کے یہ بیاں  
 بی بی سکینہ شاہ کی دختر تجھے سلام  
 آئی جو اُس کے کانوں میں ہل من کی اک صدا ٹھولے سے وہ امام کی نصرت کو آگیا  
 اس نے بس اک اشارے سے نہ جانے کیا کہا جس پر کہ روئی پھیر کے منہ فوج اشقیاء  
 کم سن شہید اے علی اصغر تجھے سلام  
 بے دیں کو ایک وار میں فی انکار کر دیا اَرْزَق کو کاٹ چھانٹ کے دو چار کر دیا  
 قاسم نے گرم موت کا بازار کر دیا آیا جو سامنے جہہ تلوار کر دیا  
 اے لخت و راحت دل شہر تجھے سلام  
 آیا ہے فوج شام سے رُخ اپنا موڑ کر دنیا کے رشتے عیش و مراتب کے توڑ کر  
 بیٹھا ہے شاہ کے قدموں میں ہاتھوں کو جوڑ کر خلدِ بریں میں آیا جہنم کو چھوڑ کر  
 مجرّی جری بہادر و صغیر تجھے سلام  
 برسوں کیا ہے کفر کا تنہا مقابلہ تھا حق پرست کرتا رہا حق کا حق ادا  
 بعد از خدا نئی کا محافظ تھا ہر جگہ حق کی عطا ہے یہ ابو طالب کا مرتبہ  
 اے پاسدارِ شافع محشر تجھے سلام  
 دنیا کی چاہ اس کے دل زار میں نہیں لیکن ولاءِ آلِ محمد ہے دل نشیں  
 کرتا ہے حق سے یہ ہی دعا گھانگلِ حزیں فردوس و خلد میں رہے ہر دم تیرے قریں  
 اے باوفا خُصّیں کے لشکر تجھے سلام





## حق کا نشان ہے کربلا حق پاسباں ہے کربلا

حق کا نشان ہے کربلا حق پاسباں ہے کربلا      منبر کی تپتی دھوپ میں ایک سائباں ہے کربلا  
 سنیے اسے پڑھیے اسے حق کا بیباں ہے کربلا      پھر دل نشیں کر لیجیے درسِ قرآن ہے کربلا  
 اس سے نہ منہ کو موڑیے راہِ جناب ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا  
 اس کے شہیدوں کا لہو دینِ خدا کی آبرو      ان کی رضا حق کی رضا ان کا عمل حق بزر ہو  
 ہر دور میں حق کے لئے باطل سے یہ ٹکرا گئے      اور کفر کے دو لاکھ پر حق کے بہتر چھا گئے  
 اس واسطے اسلام کی روح رواں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا  
 دینِ خدا کی راہ میں اُس عہد سے اس عہد تک      کام آئی اولادِ علی جھولے سے لے کر لہد تک  
 سرکٹ گیا حق کے لئے لیکن نہ اُن کا سر ٹھکا      ان کربلا والوں کا سر ہر حال میں اونچا رہا  
 عزم و عمل کردار کا اک آسماں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا  
 اہل دمشق و کوفیاں جس سر کے خواہاں تھے ٹھکے      پھر اپنے ہاتھوں سر دہی اونچا اٹھا کر خود چلے  
 اُن کی ہلکتِ فاش تھی جس کو جہاں دیکھا کیا      تاریخ نے اس کو لکھا فتحِ مبین کربلا  
 ہے فتح اب جس جا کیوں وہ ایک مکان ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا  
 جب سے بنی ہے کربلا خطرے میں کب اسلام ہے      اسلام سے خطرے میں اب شیطانیات ہر گام ہے  
 ہے جب سے خوفِ کربلا قلبِ بڑے شیطان میں      کھائی ہے ضربِ کربلا اُس نے جو اک ایران میں  
 شیطان کو معلوم ہے ضربِ گراں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا  
 ایک مومن بے تیغ کو اک صاحبِ ہتھیار سے      دلو دیا ہے اس نے حق دار کو حق مار سے  
 شائبہ کا زعم تھا جس آمرانہ راج کو      اک کربلائی نے کیا تاراج اس کے تاج کو  
 ہر اپنے طالب کے لئے عزمِ جواں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

نیسے اسے اب غور سے کیا کربلا کی ہے صدا مغرب کے گردیدہ ہو تم لب تک ہے ذکر کربلا  
 ہے تم میں کوئی مرد حق جس کا ہو ایسا حوصلہ خڑ کی طرح جو کر سکے مشکل میں حرف حق ادا  
 ہر دور استبداد میں حق کی زباں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاء اماں ہے کربلا  
 گر حیدری بننا ہے تو بن جاؤ قنبر کی طرح جب تک بھی تم چاہو جیو لیکن ابوزر کی طرح  
 سیکھو نظام زندگی تم میثم تمار سے لو فکر ذہنوں کے لیے تم حضرت مختار سے  
 پھر دشمن اسلام پر برقی تپاں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاء اماں ہے کربلا  
 اکبر جواں کی یاد سے جذبات گرماتے چلو لے کر علم عباس کا کاندھوں پہ لہراتے چلو  
 اپنے عمل کے طرز سے دنیا کو یہ سمجھائیے تصویر درس کربلا بن کر اُسے دکھائیے  
 پھر یہ جہاں سمجھے گا خود کیا داستاں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاء اماں ہے کربلا  
 گردن میں تھا معصوم کی اک تیر سہ شوبہ کا پھل وہ حق کی نصرت کے لئے نئے مجاہد کا عمل  
 گوبے زباں بے شیر تھا منہ سے تو کچھ کہہ نہ سکا اُمت کی اس بیداد پر بس مسکرا کر رہ گیا  
 اُس بے زباں بے شیر کی گویا زباں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاء اماں ہے کربلا  
 جاتے ہیں سوئے کربلا وہ غازیان صف شکن تم بھی تو اُن کا ساتھ دو اے خادمانِ پنجتن  
 کیوں کر گوارا ہے تمہیں حق پر تسلط غیر کا حق نہ ملے تو چھین لو یہ بھی عمل ہے خیر کا  
 گھائل تم اس کے واسطے پہنچو جہاں ہے کربلا  
 یعنی خدا کے دین کی جاء اماں ہے کربلا



## خاکِ حُفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا

لوحِ سنیں بہ غور یہ ملت کے نوجواں      نقشہ لبوں کی ہے یہ لہو رنگ داستاں  
 مظلوم بے کسوں کی مصیبت کا ہے بیاں      سینہ زنی حُسن کے غم کی ہے ترنماں  
 تم بھی یہ پیرِ دی شہیدِ جفا کرو      ماتم کے ساتھ سجدہ حق بھی ادا کرو  
 جس کے لئے حُسن نے سر کو کٹا دیا      میدانِ کربلا میں جہاں کو دکھا دیا  
 اپنے لہو سے سجدوں کو رنگِ بقا دیا      سجدوں کی چاہتوں میں بھرا گھر لٹا دیا  
 مولا نے نذرِ حق کئے صبر و سکون سے      سجدے سجا کے اصغر و اکبر کے خون سے  
 بنیاد دیں کی بن گیا سجدہ حُسن کا      ایمان کی زباں پہ ہے کلمہ حُسن کا  
 قرآن کے لبوں پہ ہے نعرہ حُسن کا      اسلام کی حیات ہے صدقہ حُسن کا  
 حقیر نے ہمیں بھی یہ تحفہ عطا کیا      خاکِ حُفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا  
 سوچا کبھی یہ ہم نے کہ کس راہ پر ہیں ہم      مذہب سے دور کیوں ہیں حُسنی اگر ہیں ہم  
 راہِ حُسنیت سے بھی کچھ با خبر ہیں ہم      یا مغربی ہواؤں کے زیرِ اثر ہیں ہم  
 شیدائی کس کے ہم ہیں حُدارا یہ سوچئے      کس سمت رخ ہے آج ہمارا یہ سوچئے  
 کہتے ہیں خود کو خادمِ ابنِ ابی تراب      راہِ ابو تراب سے لیکن ہے اجتناب  
 ہے طرزِ نو سے قوم کا فرزندِ فیضیاب      بے پردگی ہے دخترِ ملت کا انتخاب  
 بے راہ روی کا رہو حق اب شکار ہے      کیسا یہ کربلائے معلیٰ سے پیار ہے  
 زیرِ علم اب آئیے عہدِ وفا کریں      اور دل سے یاد ہم سنیں کربلا کریں  
 پہلے ہم اپنے گھر کو شریعتِ فضا کریں      پھر اپنی ماؤں بہنوں سے یہ التجا کریں  
 حکمِ خدا ہے مرضی بی بی بتول ہے      پردہ تمہارا غیرتِ دینِ رسول ہے

خود کو یقین و عزم کا پیکر بنائیے بچوں کو دینیات کا ٹوگر بنائیے  
 بیٹوں کو اپنے خادم اکبر بنائیے چادر کو بیٹیوں کا مقدر بنائیے  
 پھر تو حسیت کا سبق ہوگا عام بھی  
 پھر ہم حسین کے ہیں کنیز و غلام بھی  
 گھاتل غم حسین کے قربان جانیے مجلس ادب سے مٹنے جلوس میں آئیے  
 کاندھا ضریح کو دیجے علم بھی اٹھائیے جدے بھی کیجئے اٹھک عزا بھی بہائیے  
 یہ قلب فاطمہ و محمد کا چین ہیں  
 آنسو تمہارے مرہم زخم حسین ہیں



## پردے کی اہمیت کو علی نے بتا دیا

ملت کی مائیں بہنیں سُنیں بیٹیاں سُنیں بیٹی ہوں جس جگہ وہ کھڑی ہوں جہاں سُنیں  
 کیا کہہ رہا ہے غور سے اک نوحہ خواں سُنیں کئی عکلی خیر العمل کا بیاں سُنیں  
 خدمت میں آپ کی بس اک اتنی سی عرض ہے  
 دین رسول پاک میں پردہ بھی فرض ہے  
 پردہ نہیں تو عظمت نسواں ہے تار تار پردہ ہے عورتوں کے لئے عزت و وقار  
 پردہ ہی ہے طہارت عصمت کا پاسدار پردہ ہے چہرہ عمل نیک پر نثار  
 پردہ ہی تو جبین حیا کا سنگھار ہے  
 پردہ جہاں نہیں وہاں حیا شرم سار ہے  
 بے پردگی کا شوق اشارہ خطا کا ہے بے پردگی مذاق اڑانا حیا کا ہے  
 یہ زندگی سراب ہے جھوٹکا ہوا کا ہے خوف رسول دل میں نہ کچھ ڈر خدا کا ہے  
 اس طرح بے روائی کا تم پہن کر لباس  
 خلد بریں میں جاؤ گی کیا سیدہ کے پاس  
 یہ یاد ہے کہ آپ نے اُس کو بھلا دیا بنت جناب سیدہ زہرا کا واقعہ  
 قرآن پڑھتے وقت ردا ہٹ گئی ذرا پردے میں آسمانوں کے سورج چلا گیا  
 جب تک ردا نہ آگئی سر سے جبین تک  
 سورج کی ایک کرن بھی نہ پہنچی زمین تک  
 محضر کی جب سطور کو شہیر نے پڑھا ہر مرحلے پہ آپ نے ہلکے خدا کیا  
 لیکن سوال پردہ پر چہرہ اتر گیا سر کو جھکا کے آپ نے تانا سے یہ کہا  
 اللہ کی رضا سے کنارہ نہیں مجھے  
 بے پردگی حرم کی گوار نہیں مجھے  
 منظور ہے شہید ہو اکٹر سا پر جمال سر کو کٹائیں زینب و مسلم کے فونہال  
 قاسم کی لاش سامنے میرے ہو پامال مشکب سیکھ خون سے عباؤں کے ہو لال  
 بے پردگی کی شرط سے گو دل ملول ہے  
 ہو بعد قتل میرے تو وہ بھی قبول ہے

اور بعدِ قتلِ شاہ شہیدانِ کربلا بازارِ شام پہنچا جو رائیڈوں کا قافلہ  
اہلِ حرم نے بالوں سے منہ کو مچھپا لیا بیتِ علی کے لب پہ تھی اس وقت یہ دُعا  
یارب ہماری طرح کوئی در بدر نہ ہو  
بی بی ہماری طرح کوئی ننگے سر نہ ہو

بعدِ وفاتِ فاطمہ صدیقہ طاہرہ مغموم ماں کی یاد میں تھی بیتِ فاطمہ  
بچی کو پیار کرنے لگے شاہِ لا فتی بیٹی نے آکے گود میں رو رو کے یہ کہا  
بابا میں آج قبر پہ لہماں کی جاؤں گی  
اور اپنے ساتھ اماں کو گھر لے کے آؤں گی

رویا یہ سُن کے حق کا ولی شیرِ کبریا دل سے لگا کے بیٹی کو بولے یہ مرتضیٰ  
مت روؤ میری جان پدر آپ پر فدا ہو جائے وقتِ شام کا مچھپ جائے دن ذرا  
لے کر چلیں گے بیٹی کو ہم اپنے ساتھ میں  
ہم سیدہ کی قبر پہ جائیں گے رات میں

مقصد یہ تھا کہ بیٹی کی بے پردگی نہ ہو ستارا رات کا ہو کہیں روشنی نہ ہو  
اور جنتِ البقیع میں کوئی آدمی نہ ہو پردے کا مسئلہ ہے کہیں پر کی نہ ہو  
پردے کی اہمیت کو علی نے بتا دیا  
گھائل ہماری بہنوں نے پردہ بھلا دیا





## تیروں سے سب فگار جنازہ حسن کا ہے

کیا انقلاب دہر میں چرخِ گھن کا ہے دشمن زمانہ عترتِ خیر شکن کا ہے  
 امت کے ظلم و جور سے ساماںِ حق کا ہے یومِ شہادت آج امامِ حسن کا ہے  
 تیروں سے سب فگار جنازہ حسن کا ہے

سجدے میں تھے کیے گئے جب مرتضیٰ شہید پہلو کا صدمہ سہ کے ہوئیں سیدہ شہید  
 زہرِ دغا سے آج ہوئے مجتبیٰ شہید ختمِ الرسل کے بعد ہے یہ تیسرا شہید  
 وقفِ جفا مدینہ میں گھرِ پنجتن کا ہے

غم میں حسن کے آلِ پیبر ہیں بے حواس اطفالِ مضطرب ہیں مُعر ہیں بے حواس  
 حرماںِ نصیب زوجہٴ شہر ہیں بے حواس سب سے زیادہ زینبِ مضطر ہیں بے حواس  
 اور غیرِ حال صدمہ سے چھوٹی بہن کا ہے

چاروں طرف ہے مجمعِ اولادِ پنجتن تھامے ہوئے ہیں بھائی کو زینبِ بعدِ محن  
 وہ کرب ہے کہ جس سے سنہلتے نہیں حسنِ آلودہ خونِ تازہ سے ہے سارا پیرِ محن  
 بسترِ لہولہان اسیرِ محن کا ہے

ہائے وہ زہرِ سید زنجار کو دیا اسیدِ زندگی کی نہیں جس سے مطلقاً  
 رہ رہ کے کٹ رہا ہے کلیجہِ امام کا جھک جھک کے ڈالتے ہیں لہوِ منہ سے مجتبیٰ  
 لبریزِ دل کے کلروں سے تھالہ لگن کا ہے

دامانِ آلِ چھوڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں غیرت سے منہ کو موڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں  
 رشتہ حیا سے توڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں پیکارِ کماں میں جوڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں  
 تابوتِ کنگش میں امامِ زمن کا ہے

آتے ہیں تیر لاش پہ غم کھاتے ہیں حسینِ انجامِ سوچ سوچ کے رہ جاتے ہیں حسین  
 تلقینِ صبر بھائی کو فرماتے ہیں حسینِ عباسِ نادر کو سمجھاتے ہیں حسین  
 بھرا ہوا پر اسیدِ ذوالنہن کا ہے

میت پہ ظلم اور شقاوت کی انہا برسا رہے ہیں تیر جنازے پہ اشتیاق  
 نانا کے کلمہ گو ہیں نواسے پہ ہے جفا دیتے نہیں لحد کی جگہ نزدِ مصطفیٰ  
 کہتے بھی ہیں نواسہ رسولِ زمن کا ہے



آدابِ تعزیت میں کسی کو نہیں کلام ہوتے ہیں سب شریک جنازہ باہتمام  
 مردہ بدستِ زندہ ہے یہ قول خاص و عام کافر تک بھی کرتے ہیں میت کا احترام  
 محرومِ احترام جنازہ حسن کا ہے  
 کیوں کر نہ اس ستم سے کلیجہ ہو پاش پاش اس غم میں کیوں نہ غم سے کلیجہ ہو پاش پاش  
 مولا کا جبکہ سم سے کلیجہ ہو پاش پاش پھر کیوں نہ اس الم سے کلیجہ ہو پاش پاش  
 دل سوزِ حادثہ یہ امامِ حسن کا ہے  
 مقبولِ بارگاہ ہو گھاتل کی التجا باطل کے ظلم کی ہے اب عالم میں انتہا  
 دنیا کے اہل حق ہیں مصائب میں مبتلا دیجئے حضورِ پردہِ غیبت کو اب ہٹا  
 ہادیِ عصر اب یہ زمانہ محن کا ہے

## نوح

اشک افشانی سے نوحہ کیجئے کر کے ماتم چاک سینہ کیجئے  
غم رسول حق کا بانٹا کیجئے تعزیت کا فرض ایٹھا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

عالم خلدِ بریں ہے دردِ ناک ہے سر اہل جہاں کے سر پہ خاک  
ہیں رسولانِ سلف سب سینہ چاک آپ بھی اس غم میں حصہ لیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ہے شریکِ غم بھی ہونا بندگی شیوہٴ انسانیت بھی ہے یہ ہی  
جبکہ ماتم ہے غمِ سبطِ نبیؐ ہاتھ ماتم سے نہ روکا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

آپ کا ماتم ہے وہ ضربِ گراں جس سے ہے قلبِ منافق بے کراں  
ذکرِ شہ اس کے لیے برقرار تپاں مجلسِ ہر گھر میں برپا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ذکرِ مظلومِ شہیدِ کربلا فکر کو کرتا ہے یہ حق آشنا  
یہ رو عزم و عمل کی ہے ضیاء اس سے روشن دارِ عقبتی کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

وہ حسینِ ابنِ علیؑ شیرِ خدا سبطِ محبوبِ خدائے کبریا  
شخصیت جس کی بناءِ لا الہ اُس کے غم میں دل کو کعبہ کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

بندہٴ معبود وہ بندہٴ نواز چور تھا رخصوں سے لیکن بے نیاز  
تھی وہ ریگِ گرم جس کی جا نماز آپ بھی بروقت سجدہ کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا میں بے کسیِ ہمت کی اور مصیبتِ عالمِ دل گیر کی  
یاد کر کے تنگی بے شیر کی چہرہ ترا اشکوں سے اپنا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

پرچم عباس ہے حق کا نشان اس پہ ہے قربان اہل حق کی جاں  
ہے تلاش حق تو پھر آکر یہاں یہ علم آنکھوں سے چوما کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا ہے کعبہ صبر و رضا کربلا ہر دو جہاں میں حق نما  
کربلا کی خاک ہے خاکِ شفا اس سے سجدوں کو سجایا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا ہی ہے صراطِ مستقیم کربلا دینِ محمدؐ کی حریم  
کربلا قرآن کا درسِ عظیم کربلا کو دل سے چاہا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

یہ عزاداری شاہِ کربلا حشر تک قائم رہے گی باخدا  
اس کی ضامن ہے دعاءِ سیدہ ہم کی گولی کی نہ پروا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

یہ عزاداران شاہِ کربلا مجلسِ شبیر و ماتم کے سوا  
کچھ نہیں رکھتے ہیں اپنا مدعا ان کو اس غم سے نہ روکا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ہم خدا کی مسجدوں پر مار کر مت نمازیوں کو کیجئے خون میں تر  
یہ عمل اور امتِ خیر البشر ماؤں بہنوں کو نہ بیوہ کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ہاتھ سے ماتم ہو کہ زنجیرِ سیر جگہ پر مجلسِ شبیر سے  
الغرض تقریر سے تحریر سے احتجاجِ ظلم بجا کیجئے  
اس غم پیہم گھائل آئیے اپنے ہر غم کا مداوا کیجئے  
سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

## تھے یقین و عزم کا شاہکار اصحابِ حسینؑ

با وفا بے لوث با کردار اصحابِ حسین  
 جذبہٴ شوقِ شہادت اور حبِ اہل بیت  
 جان کی پرواہ نہ تھی تھے اس قدر دل کے کڑے  
 آج تک چشمِ فلک نے ایسے دیکھے نہ سنے  
 نہ ہی نبیوں کو ملے ایسے نہ ولیوں کو نصیب  
 عطر ہیں ایمان کے گل کا حسین ابن علی  
 صورتِ ایمانِ کامل سب کے سب روشن ضمیر  
 سن کے ہل من ناصر پہنچے سر کرب و بلا  
 آسمانِ دین کا شہر ہیں ماہِ مبین  
 ہے علمدارِ حسینی ابنِ شیرِ ذوالجلال  
 صبحِ عاشورہ برائے حفظِ سیطہٴ منصفی  
 راہِ حق میں اپنا اپنا سر کٹانے کے لئے  
 دیکھ لے دنیا سر میدانِ مجسم دیکھ لے  
 بنتِ زہراؑ نے شبِ عاشورہ جب شہ سے کہا  
 سن کے یہ جملہ سروں کو پیٹ کر رونے لگے  
 پھر کہا یک بار سب نے اپنے ہاتھوں حلق پر  
 آخر سب ہو گئے قربان دیں کے نام پر  
 ماتمِ شہیدؑ میں گھائل کو گھائل دیکھ کر  
 خلد کا ٹھہرا گئے حق دار اصحابِ حسینؑ

تھے یقین و عزم کا شاہکار اصحابِ حسینؑ  
 ان ہی دو چیزوں سے تھے سرشار اصحابِ حسینؑ  
 اس طرح کے تھے سب ہی جی دار اصحابِ حسینؑ  
 وہ جیالے پیکرِ ایثار اصحابِ حسینؑ  
 جیسے تھے ہمدرد اور غمِ خوار اصحابِ حسینؑ  
 اور ہیں اُس عطر کی مہکار اصحابِ حسینؑ  
 کربلا میں جتنے تھے انصار اصحابِ حسینؑ  
 چھوڑ کر اللہ پر گھر بار اصحابِ حسینؑ  
 اور ستاروں کی طرح ضو بار اصحابِ حسینؑ  
 اور اس کے حاشیہ بردار اصحابِ حسینؑ  
 بن گئے تھے آہنی دیوار اصحابِ حسینؑ  
 اک سے بڑھ کر ایک ہے تیار اصحابِ حسینؑ  
 بیعتِ فاسق کا ہیں انکار اصحابِ حسینؑ  
 چھوڑ نہ دیں آپ کو بے یار اصحابِ حسینؑ  
 سر سے اپنے پھینک کر دستار اصحابِ حسینؑ  
 حکم ہو تو پھیر لیں تلوار اصحابِ حسینؑ  
 درِ حقیقت تھے وہی دیں دار اصحابِ حسینؑ



جس گھر سے یاحسین کا نعرہ سنائی دے  
وہ دل نجف بھی مشہد و مکہ مدینہ بھی  
نفوس کا رنگ جس میں نہ ہو سوز و درد ہو  
کافر جو کہہ رہا ہے اُسے کہنے دیجئے  
افسوس ہے کہ عالم اسلام کی جگہ  
مروا دیئے عراقی مسلمان یہود سے  
بندے کی یہ مجال کہے اپنا سا بشر  
ایناؤنا و انفسنا و نساؤنا  
مجرور گولیوں سے ہوا روضہ حسنین  
اس شیر کا پسینہ ہو پانی کی کیوں زکوٰۃ  
خُڑ کے ضمیر نے کہا خُڑ سے بنام حق  
پانی لعین زادوں نے اس کو نہیں دیا  
امت نے اس کے سینہ میں برچھی اتار دی  
کہتے رہے یہ شمر سے ناموس مصطفیٰ  
دربارِ شام میں کوئی ایک باحیا نہ تھا  
تھی سی بہن مر گئی زندانِ شام میں  
پیش نظر جو وعدہ محضر نہ ہو تو پھر  
قاتل ہے الحسینی کا یہ جانتے ہوئے  
یہ اقتدار چار دنوں کی ہے چاندنی  
کرتے ہیں جو جلوسوں میں سجدوں کا انتظام  
گھائل انہیں خدا میرا عزت برائی دے



## اکبرؑ جو اک شبیہ رسولؐ خدا کے

سجدوں میں جس جبین پہ بھی خاک شفا لگے  
 ہے حق تو یہ ہی بس وہی حق آشنا لگے  
 کہنے گا یا علی تو پھر اس کے جواب میں  
 وہ دل ہے مثل کعبہ کے جس دل میں ہیں علی  
 لوٹے گا خیر سے وہی جنت کے بھی مزے  
 یہ بھی ہے ایک معجزہ خاک کربلا  
 کشمیریوں پہ ظلم ہو تو ماتمی جلوس  
 کہتے ہو جس کو مرکز اسلام وہ ریاض  
 کرسی نشین جتنے تھے دربار شام میں  
 دنیا کے درد و رنج و الم سے نجات دے  
 پیار بھی امام بھی سبط نبیؐ بھی تھا  
 نینب یہ کہہ رہی تھیں طمانچے نہ اس کو مار  
 چشم فلک نے دیکھا نہ ایسا کوئی صغیر  
 نيزوں نے ہائے اس کا جگر بھی کیا ہے پاش  
 گھاتل ہے بات جب کہ تو گفتار سے نہیں  
 کردار سے غلام شہ کربلا لگے



صراطِ حق وہ کبھی حشر تک بھی پا نہ سکے  
ہم اس کا لمبہ ابھی تک ذرا ہٹا نہ سکے  
عمل وہ کر کے زمانے کو ہم دکھا نہ سکے  
تو کر بلا میں کوئی گولیاں چلا نہ سکے  
سوائے ذلت و خواری کے کچھ بھی پا نہ سکے  
حُصیت کو جگہ سے مگر ہلا نہ سکے  
جہارِ منجھتی کو مگر بجھا نہ سکے  
وہ فتوے شرک کے کیوں فہد پر لگا نہ سکے  
تو قتل پھر کوئی تجاج کا کرا نہ سکے  
حیپ حق کا جو تابوت تک اٹھا نہ سکے  
لعین کاٹ کے بھی شہ کا سر جھکا نہ سکے  
وطن سے ایسے گئے پھر وطن کو آنہ سکے  
حُسن پھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے  
رباب پانی تو اصغر کو ہم پلا نہ سکے  
نصیب کرب و بلا جس کا بن گئی گھائل  
اُسے جہاں کا کوئی غم کبھی زلا نہ سکے

جبیں جو خاکِ شفا سے کوئی سجا نہ سکے  
اکیلے ڈھا دیا حیدر نے قلعہ خیر  
ملا ہے علم کے در سے ہمیں جو درسِ عمل  
دلوں میں جذبہ صادق سے ہو جو حُصبتِ علی  
گنوں سے دارغ کے روضوں کو پیروانِ یزید  
یزید بعد یزید آج بھی ہزاروں ہیں  
ہزار بار مخالف کے دور آئے گئے  
جو شرک کہتے ہیں امدادِ غیر اللہ کی  
ہو شہرِ مکہ کا نگران جو عالمِ اسلام  
ہے باقیاتِ انہی کی خلافِ آلِ رسول  
سرِ حُسن تو نیزے پہ بھی بلند رہا  
بقاءِ دین کی خاطر حُسنِ ابنِ علی  
گلے لگا لیا تیغِ ستم کو حق کے لئے  
بلا تو آئے اُسے قبر میں کہا شہ نے  
نصیب کرب و بلا جس کا بن گئی گھائل  
اُسے جہاں کا کوئی غم کبھی زلا نہ سکے





## نہ فیصلے کبھی حق کی کتاب کے بدلے

ہزار وقت نے رنگ انقلاب کے بدلے  
 ہے کوئی مثل علی شیر حق خدا کا ولی  
 بدوش عزم و عمل ہو اگر ولاءِ حسین  
 سر غدیر کیا تھا جو مرسل حق نے  
 نبی کی آل سے بعد نبی زمانے میں  
 رضا خرید لی اکبر نے رب اکبر کی  
 خبر تھی اُڑے گی مانگ اور کوکھ دونوں ہی  
 وہ چھ مہینہ کا معصوم تشنہ لب جس کے  
 قرآن کا فیصلہ اپناؤنا برائے حسین  
 چچا کے باپ کے بھائی کے خوں بھرے کرتے  
 یزیدی کرتے ہیں اب بھی جلوس و ماتم پر  
 ہر ایک عہد کا چہرہ یزید کا چہرہ  
 برنگِ نغمہ جو نوحہ پڑھے سر مجلس  
 لحد میں مژدہ خلد بریں ملا گھائل  
 ولاءِ آل کے صدقہ حساب کے بدلے



سگواران حسین ابن علی مرتضیٰ اے مہربان علی دستِ خدائے کبریا  
 غمگساران جناب بنتِ محبوب خدا تم مجسم ہو دُعاءِ مستجاب سیدہ  
 تم ہو وہ ہے کربلا جن کی صراطِ مستقیم  
 کربلا وہ ہے کہ جو ہے دینِ حق کی حریم

دشمنانِ دین اس کے درپے آزار ہیں دینِ اسلامی مٹانے کے لیے تیار ہیں  
 اس کی جانب دشمنوں کے آتشیں ہتھیار ہیں گولیاں ہیں بم ہیں میزائل کے انبار ہیں  
 ایٹمی فرعون ہے بشِ دشمنِ دین خدا  
 آج ہے اسلام پر اس کی نگاہ بے حیا  
 بعد از عراق ہے ایران اور پھر ارضِ پاک  
 اہل حق پر یہ بھانا چاہتا ہے اپنی دھاک  
 روس کی مانند کلڑوں میں بکھر جائے گا بش  
 انجرات ایٹمی سے خود ہی مر جائے گا بش

الفِ صیہون میں ہے دشمنی اسلام سے دشمنی اس کی نہیں لادن سے نہ صدام سے  
 مار سکتا ہے یہ دونوں کو بڑے آرام سے مقصد اس کا صرف ہے مسلم کے قتل عام سے  
 ایٹمی فرعون امریکہ کے بش کا نام ہے  
 دوسروں سے بڑھ کے جو خود پیرو شیطان ہے

اور وہ صدام بھی تھا کلمہ گوئیوں کا رقیب حکمرانِ ظالم عوام اس کی تھی مظلوم و غریب  
 لاعلاجی مقلی اور بھوک تھی ان کا نصیب آج ان حالات میں بس موت ہے ان کے قریب  
 مضطرب دن رات ہیں یہ صدمہ و آلام سے  
 آج بھی صدامیت ہے عیش سے آرام سے

یا الٰہی بش کا عبرت ناک وہ انجام ہو اُس کے ہی ایٹم بموں سے اُس کے سر کا کام ہو  
 میرے مولّا لعنتی لوگوں میں اُس کا نام ہو منہ کے بل گر جائے جو بھی دشمنِ اسلام ہو  
 بددعاؤں میں نہ اب گماتل ذرا بھی فرق ہو  
 بش کا بھی صدام جیسا کاش بیڑہ غرق ہو

☆

## سلام اے شہِ مظلوم علیہِ بیار

سلام اے شہِ مظلوم علیہِ بیار  
شہیدِ کرب و بلا کے غلام اور غمِ خوار  
جو ربِّ علی کے نہیں ہے جس کا شمار  
ستونِ خانہ کعبہ امامِ عالی وقار  
جنابِ سیدِ سجادِ ایسا سجدہ گزار  
ہیں یہ بھی مثلِ براہیم کعبہ کے معمار  
نہیں ہے جس کا سرِ کربلا کوئی غمِ خوار  
ہے آج بے کس و مجبور و مضطر و ناچار  
ہیں بیڑیاں بھی جو پیروں میں وہ بھی ہیں پُر خار  
اک اضطراب کے عالم میں ہے شہہ ابرار  
تمہارا بھائی رن بستہ علیہِ بیار  
وہ کربلا میں ہے تھا مصیبتوں کا شکار  
اور اس پہ شام کی کوفہ کی راہ بھی پُر خار  
کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اب بچے آزار  
بنا رہا تھا زمیں پر یقیں کے نقش و نگار  
تو پشتِ دروڑوں سے مظلوم کی ہوئی ہے نگار  
بنا کچاوس کے اونٹوں پہ غمِ زدہ ہیں سوار  
تیہی پیوگی لادارٹی کے گرد و غبار  
بہ حالی زار ہے لائی گئی سرِ دربار  
مگر یزید کے بیرو قرآن سے بیزار  
لعینِ تختِ نشیں ہے یزید بد کردار  
محمدؐ عربیؐ کی یہ عطرتِ اطہار  
جہاں پہ گھٹتا ہو دم اس طرح کا تیرہ و تار  
بہن کا بھائی نے زنداں ہی میں بنایا حزار  
نہ جن کی حد ہے کوئی اور نہ جن کا کوئی شمار

سلام دینِ محمدؐ کے سید و سالار  
سلام آپ پہ اُن کا جو اہلِ ایماں ہیں  
سلام ایسے عبادت گزار و ساجد پر  
وہ آسمانِ امامت کی آنکھ کا تارا  
ہیں جس کے سجدوں پہ نازاں ملائکہ کے سجود  
گرا چکا تھا جو حجاجِ خانہ کعبہ  
وہ آج بعدِ شہادتِ حسینِ ابنِ علی  
وہ بے دیارِ غریبِ الوطنِ اسیرِ محن  
گلے میں طوقِ پسِ پشتِ ہاتھ جکڑے ہوئے  
ہے بے ردائی ناموسِ مصطفیٰ کا الم  
سکینہ! کیسے بجائے تمہیں طمانچوں سے  
میرے امامؐ پہ غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے  
پیادہ پائی بھی ہے اور برہنہ پائی بھی  
رسولِ زادے کو اس حال میں لعینِ زادے  
نبیؐ کے لعل کے پیروں سے خون بہہ بہہ کر  
قدمِ زکا جو کہیں پر امامؐ بے کس کا  
ہیں اُس کے کے پیچھے نبیِ زادیاں رن بستہ  
بجائے چادر و مقنع سروں پہ ہے اُن کے  
گزر کے شام کے بازار سے رسولؐ کی آل  
وہاں پہ سات سو ظالم تھے حافظِ قرآن  
کھڑی ہے آلِ محمدؐ نبیؐ ہوئی قیدی  
کہا یزید نے زندان میں رکھی جائے  
دیارِ شام کا زنداں بھی ایسا زنداں ہو  
سکینہ مر گئیں زندانِ شام میں گھسٹ کر  
مصائب اتنے ہے اس امامِ برحق نے

کیا شہید زہر سے ولید نے اُس کو      خدا کے دیں کے فروزاں تھے جس سے لیل و نہار  
 غروب ہو گیا وہ مہر منبر و محراب      کہ جس کی ضو سے منور تھے علم کے مینار  
 زمیں کے فرش پر اب جنت البقیع میں ہے      جناب سید سجاد کا نشان مزار  
 لکھا ہے تین شب و روز قبر پر روکر      وہ ناکہ مر گیا ہوتے تھے آپ جس پہ سوار  
 ادا وہ حق نمک کافروں کا کرتے ہیں      جو لفظ لکھتے ہیں کافر کا برسر دیوار  
 غم حسین کے ماتم میں جو بھی ہو گھاتل  
 دعائیں دیتی ہیں زہراً اُسے ہزار ہزار



## کیا ہے رسول پاک سے رشتہ حسین کا

سمجھا گیا جہاں کو یہ سجدہ حسین کا  
 ابناءؤنا سے کر دیا ثابت قرآن نے  
 انسانیت کے نام پہ بی بی بتوں کو  
 تھے عرش پر رسول یہ دوش رسول پر  
 رخ پر یزیدیت کے طمانچہ لگا گیا  
 عباس نے اُلٹ دیا ہوتا فرات کو  
 ایک حشر ہو گا اور بھی میدان حشر میں  
 نیزوں میں بٹ رہی تھی نشانی رسول کی  
 غربت اسیری درو و یتیمی و بیوگی  
 نوک سناں پہ تیرہ نظر دیکھتے رہے  
 اپنے سروں سے اونچا اٹھا کر اُسے چلے  
 کب تک منافقین کے تسلط میں وہ رہے  
 القدس کو یقین ہے کہ اب دستِ غیر سے  
 سر کو تو کاٹ سکتا ہے ہر وقت کا یزید  
 گھائل کے ساتھ ساتھ رسولانِ ماسلف  
 پڑھتے رہیں گے حشر میں نوحہ حسین کا



تم اپنے سروں کو پئے تعظیم جھکا دو  
 اے اہل عزا حق کے چراغوں کی ضیا دو  
 مہکاو فضاؤں کو غم سبطِ نبی سے  
 تم دنیا کو کردار سے اور اپنے عمل سے  
 تم پہلے ذرا اُسوہ شیریٰ تو اپناؤ  
 تم خادمِ مظلوم ہو کہہ دو یہ جہاں سے  
 اس وقت کے مرحب کو بہت زعم ہے جس پر  
 وہ ایسی قوت نہیں کچھ اس کے مقابل  
 اے اہل یقین چھین لو یہ حق ہے تمہارا  
 تم کیسے مسلمان ہو وہ گستاخِ نبی ہے  
 اس دور کا حق گو ہے کہاں پوچھے جو کوئی  
 وہ تو ہیں یہودی جو لگاتے ہیں یہ نعرے  
 تم کیسے مسلمان ہو کوئی اُن سے یہ پوچھے  
 بیزاریِ مُشرک کا عمل ہوتا رہے گا  
 محروم چراغِ آج بھی ہے قبرِ نبی کی  
 ویران بقیعہ میں جو صدیوں سے ہے اب تک  
 بن سکتا ہے مشکل نہیں کچھ روضہِ زہرا  
 حق دین پہ قرباں ہوئی اکبر کی جوانی  
 شہ نے کہا اب لشکرِ حق ہے نہ علمدار  
 اس قید میں دم گھٹتا ہے کہتی تھیں سکینہ  
 سر ننگے میں جاؤں کہ نہ جاؤں سر دربار  
 رو رو کے جفا کاروں سے کہتی رہیں زینب  
 بے کس کو سلامی جو سر بزمِ عزا دو  
 باطل کے اندھیروں کو زمانے سے مٹا دو  
 ماحول کو عباس کے پریم کی ہوا دو  
 زہرا کی دعاؤں کا اثر بن کے دکھا دو  
 پھر تَعَلَّی اللہُ فرجک کی صدا دو  
 تم بیرو مختار بھی ہو یہ بھی بتا دو  
 اس ایسی قوت کو تہہ خاک ملا دو  
 تم حیدری نعرہ تو ذرا دل سے لگا دو  
 تم جعفری فقہ کے لئے جان لڑا دو  
 سر زشتیِ مردود کا اب بڑھ کے اڑا دو  
 بے ساختہ تم اس کو شہنی کا پتہ دو  
 تاراج کرو مسجدِ اقصیٰ کو جلا دو  
 خوں ملتِ اسلام کا کعبہ میں بہا دو  
 تم گردنیں کجارج کی بے شک کہ اڑ دو  
 اس پر بھی مسلمانوں دیا ایک سجا دو  
 دو پھول ہی اُس تربتِ زہرا پہ چڑھا دو  
 گر جذبہِ ایثار کو تم دل میں جگہ دو  
 ملت کے جوانوں کو ذرا یاد دلا دو  
 زینبِ علم بھائی علمدار بڑھا دو  
 اماں میری اس قید سے اب جان چھڑا دو  
 ماں لاشیہ اکبر سے یہ کہتی تھی بتا دو  
 بیمار کو لکھ نہ کوڑوں کی سزا دو  
 نوے کی طرح نوے کو پڑھتے رہو گھاتل  
 یہ کیا ہے کہ تم نوے کو نفع کی ادا دو



## ذکر شہداء کی شہادت کا

ہو یقین گر خدا کی عظمت کا  
 یا علی ہم کہیں تو ہوتا ہے  
 آئے سنے ذکر کرب و بلا  
 سو غموں سے نجات دیتا ہے  
 روزِ اوّل سے پرچم عباس  
 یہ علم دھوپ میں سر محشر  
 شہ کی خیمہ سے آخری رخصت  
 نیرِ خنجرِ حسین کا سجدہ  
 نوکِ نیزہ پہ بھی حسین کا سر  
 ہائے آلِ نبیؐ کو امت نے  
 آگ خیموں میں ہے رسالت کے  
 کر گیا خاکِ عزمِ زعمِ یزید  
 آج بھی شہرِ شہر آلِ یزید  
 کوئی طاقت بڑی نہیں گھاتل  
 ہو یقین گر خدا کی طاقت کا





پرچم عباسی حق کے دین کی پہچان ہے  
 روز و شب اس کی زیارت زیستِ ایمان ہے  
 دامنِ آلِ نبیؐ ہے دامنِ قرآن ہے  
 یہ علم اُن معرکوں کی فتح کا عنوان ہے  
 لشکرِ حق کے لئے یہ رحمتِ یزدان ہے  
 پھر مسلمان سے فلسطین دور نہ لبنان ہے  
 آگ کی بارش ہے ہر سو خون کا طوفان ہے  
 قبلہٴ اول کا اک مدّت سے یہ ارمان ہے  
 جس کی نظروں میں بڑی طاقت بڑا شیطان ہے  
 اس کے بارے میں قرآنِ پاک کا اعلان ہے  
 یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا دین پر احسان ہے  
 بے زباں کے حلق میں جو ظلم کا پیکان ہے  
 ہاتھ میں امت کے تیغ اور تھکے زندان ہے

مذہبِ اسلام کی عظمت ہے اس سے شان ہے  
 یہ علم محبوبِ ربِّ کبریا کی ہے عطا  
 پرچمِ عباسی کی صورت ہمارے ہاتھ میں  
 خیر و خندقِ اُحد بدر و نھین و کربلا  
 دیکھ کر اس کو سپاہِ شر کے جل جاتے ہیں دل  
 دوش پر ہو یہ علم لب پر ہو نعرہٴ حیدری  
 کلمہ گویوں پر سر کشمیر اور بوسینا  
 قبضہٴ مشرک سے آکر کوئی دلوئے نجات  
 میزباں ہے وہ مدینہ میں یہودی فوج کا  
 حج بیت اللہ پر مشرک سے بیزاری بھی ہو  
 سر کٹا کر زندگی بخشی ابد تک کے لئے  
 خود کہے گا داستانِ ظلم وہ پیشِ خدا  
 روزِ اول ہی سے آلِ مصطفیٰ کے واسطے

باعثِ افسوس ہے گھائلیں کچھ اس پر سوچئے  
 ننگی کا نوحہ خوانی میں جو یہ رجحان ہے



## سر ہے نیزے پہ لبوں پر ہے بیانِ اسلام

جب مٹانے لگے نا اہل نشانِ اسلام  
مسئلہ دیں کی بقا کا تھا سرِ کرب و بلا  
لاجِ اسلام کی شہرٹ نے رکھ لی ورنہ  
فاطمہؑ شہر و شہر علی ختمِ اُرسلا  
کیوں نہ یہ پرچمِ اسلام ہو جانِ اسلام  
پرچمِ عباس کا اور مشکِ سکینہؑ نبی بی  
معجزہ ہے یہ امامت کا بروئے دربار  
سورۂ کہف سناتا رہا اپنے منہ سے  
نا توانائیِ مظلومِ امامِ یار  
چھ مہینہ کا وہ معصوم نبی کے گھر کا  
بندہ درہم و دینار ہے اولادِ یزید  
لا کے مکہ میں بٹھاتے رہے افواجِ یہود  
طریقہٴ دھن میں ہو نوحہ تو ہے نوحے کا مذاق  
نفسی شاملِ نوحہ جو یونہی ہوتی رہی  
حیدری نعروں سے جس رخ پہ شکن آجائے  
فاطمہؑ زہراؑ کی آغوش کے پالے گھاتل  
اپنی جاں دے کے بچا لے گئے جانِ اسلام



خلاف حق ازل سے ہی ہے استکبار کی دُنیا  
حُصیت کے ہر دم درپہ آزار رہتی ہے  
سرِ بوسنیا لبنان و کشمیر و فلسطین میں  
تعلق مشرکیں سے لا تعلق اہلِ ایمان سے  
یقین اپنی بقا کا ہے درِ صیہون سے جس کو  
تقدد ہر سطح پر کر رہی ہے بے دریغانہ  
ہے درجِ کربلا دُنیا ضرور اپنائے لیکن  
تقاضا وقت کا ہے زندہ رہنا ہے جو دُنیا میں  
حُصیت ہی تھی جس نے سرِ ایراں بنام حق  
زمانہ دیکھ لے صرف ایک فتوے سے، ثمنی کے  
توکل بر خدا دُنیا میں تھی ذاتِ یدِ الہی  
علی والوں نبی والوں خدا والوں نے رکھی ہے  
مسلمانوں نے لوٹی کربلا میں روزِ عاشورہ  
سرِ کرب و بلا طوق و رن سے تازیانوں سے  
لبو آلودہ ہے اور آگ کے شعلوں کی زد پر ہے  
بھتیجے بھائی بیٹے سب ہی قرباں کر دیے حق پر  
سپاہِ شر کی صورت آج بھی معروفِ فتنہ ہے  
تجارتِ زور پر ہے کربلا کے خونی منظر کی  
شکا کو کا یکم ماہِ مئی کو غمِ منافی ہے

عطا دینار کرتی ہے انہیں کفار کی دنیا



## ہم پیروی دینِ خدا کرتے رہیں گے

ماتم غم سرور میں پنا کرتے رہیں گے  
 اللہ و محمدؐ کی رضا جس میں ہو شامل  
 ہم حفظِ عزاداری شہید کی خاطر  
 وہ لاکھ کریں مسجدیں تاراج ہوں سے  
 ہیں قوتِ باطل کے نمک خوار منافق  
 خوں رنگ مساجد ہوں یہاں کی تو انہیں کیا  
 ہے ضربِ گراں قلبِ منافق پہ جو ماتم  
 ماتم تو یہ تقلیدِ اویس قرنیؓ ہے  
 ہیں بیتِ نبیؐ سیدہ بی بی کی دعا ہم  
 ہر سجدہٴ معبود میں مس اپنی جہیں سے  
 ہم ایک غم سبطِ نبیؐ دل میں بسا کر  
 ہم پُرسہٴ فرزندِ نبیؐ بیتِ نبیؐ کو  
 تہجد کے رستے ہوئے چھالے کعبہ پا کے  
 زندان میں رو رو کے یہ کہتی تھی سکینہؓ  
 اے علقمہؓ محراب تیرے پھوٹ پھوٹ کر  
 ٹکرا کے سرِ فرات سے دھارے فرات کے  
 نصرتِ سرِ میدان  
 گھاٹل بہ خدا اہل کساء کرتے رہیں گے  
 ہم ذکرِ شہد کرب و بلا کرتے رہیں گے  
 ہم وہ عملِ خیر ادا کرتے رہیں گے  
 ہر گام پہ جانوں کو فدا کرتے رہیں گے  
 ہم پیروی دینِ خدا کرتے رہیں گے  
 ہر گام پہ یہ دیں سے دفا کرتے رہیں گے  
 وہ بابرؓ مسجد کا گلہ کرتے رہیں گے  
 ہم شام و سحر اور سوا کرتے رہیں گے  
 سُنّت ہے صحابی کی ادا کرتے رہیں گے  
 ہم نذرِ نبیؐ اہلبِ عزا کرتے رہیں گے  
 ہم اہلِ وفا خاکِ شفا کرتے رہیں گے  
 دنیا کے ہر ایک غم کی دوا کرتے رہیں گے  
 انھوں کی روانی سے ادا کرتے رہیں گے  
 عزیمتِ رو صدق و صفا کرتے رہیں گے  
 کب تک یہ جفا اہلِ جفا کرتے رہیں گے  
 اصغرؓ کی شہادت پہ بکا کرتے رہیں گے  
 دریا دلی کا اس کی گلہ کرتے رہیں گے  
 جزا اہلِ عزا کی  
 گھاٹل بہ خدا اہل کساء کرتے رہیں گے



اُمت نے خوب اجر رسالت ادا کیا  
 بیٹھے رہے مصولِ خلافت کے واسطے  
 مسجد میں قتل کر دیا نفسِ رسول کو  
 بیت الشرف کے در کو جلا کر گرا دیا  
 برسائے تیر میت سبطِ رسول پر  
 نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسہ کیا شہید  
 نیزے پہ اس کا سر رکھا جس کو رسول نے  
 زنجیر و طوق و بیڑیاں چوتھے امام کو  
 تلوار سے کسی کو زہر سے کیا شہید  
 مفہومِ علّٰی کا نہ سمجھے قرآن سے  
 ناموسِ مصطفیٰ کی یہ توقیر کی گئی  
 بارہ گلے تھے ایک رن سے بندھے ہوئے  
 اُمت نے جو بھی ظلم کیا اہل بیت پر  
 ششماہ شیرِ خوار محمدؐ وہ تشنہ لب  
 عباسؑ نے جو عہد کیا تھا حسینؑ سے  
 اس کو دُعائیں دیتی ہیں رو رو کے سیدہ  
 دل سے لگا کے اک غم سبطِ رسول کو  
 گھاٹلِ حجابِ حشر کے سورج سے پائے گا  
 ماتم غمِ حسینؑ کا جس نے پچا کیا



## جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حسینؑ

بچائے دینِ خدا و نبی عطاءے حسینؑ  
 فزوں ہے ذکرِ حسینی سے عظمتِ اسلام  
 یہ بات فخر سے اسلام کی زباں پر ہے  
 خدا کا حکم نبیؐ کو رہے وہ سجدے میں  
 جبیں سجدہ کی زینت شفا اثر بھی ہے  
 دعائے سیدہ بی بی ہے اور حدیثِ رسولؐ  
 دیا یہ اجر رسالتِ نبیؐ کی امت نے  
 ہے زیرِ تیغ بھی رضی جہیں سے سجدہ بھی  
 لعینِ زادوں نے مہماں نکلا کے قتل کیا  
 لحد سے ماں کی نبیؐ کے مزار سے پھڑے  
 حسینؑ پر جو ہوئے ظلم اُن کو روتے ہیں  
 بوقتِ عصر جو گونجی تھی روزِ عاشورہ  
 غمِ حسینؑ کے نوحوں میں نغمگی کا مزاج  
 عمل ہو درسِ حسینی پہ تو بچا ورنہ  
 سب ہے دیں کی بنا کا ابد تک گھائل  
 حسیت پہ عملِ قلب میں ولانے حسینؑ





## جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حسینؑ

بقائے دین خدا و نبی عطاءے حسینؑ  
 فزوں ہے ذکرِ حسینی سے عظمتِ اسلام  
 یہ بات فخر سے اسلام کی زباں پر ہے  
 خدا کا حکم نبیؐ کو رہے وہ سجدے میں  
 جبینِ سجدہ کی زینت شفا اثر بھی ہے  
 دعائے سیدہ بی بی ہے اور حدیثِ رسولؐ  
 دیا یہ اجر رسالتِ نبیؐ کی امت نے  
 ہے زیرِ تیغ بھی رنجی جبین سے سجدہ بھی  
 لعینِ زادوں نے مہماں نکلا کے قتل کیا  
 لحد سے ماں کی نبیؐ کے مزار سے پھڑکے  
 حسینؑ پر جو ہوئے ظلم اُن کو روتے ہیں  
 بوقتِ عصر جو گونجی تھی روزِ عاشورہ  
 غمِ حسینؑ کے نوحوں میں نغمگی کا مزاج  
 عمل ہو درسِ حسینی پہ تو بجا ورنہ  
 سب ہے دیں کی بقا کا ابد تلک گھائل  
 حُسیّت پہ عملِ قلب میں ولائے حسینؑ





ازل سے دیں کے تحفظ میں ہے مفاد میں ہے  
 حُصْنِیت ہی جہاں میں ہے ناصرِ اسلام  
 جہاں میں قوتِ طاغوت و حلقہٴ باطل  
 ہے مومنین کی زبانوں پہ سورہٴ والانس  
 قرآن و آل کا دامن ہے عینِ جبلِ اللہ  
 زباں پہ ناوِ علی سُنَّتِ رسولِ خدا  
 خدا رسول اور قرآن کے ماننے والو!  
 لہو لہو ہوں مساجد میں منبر و محراب  
 خدا بھی اُس میں نبی بھی قرآن بھی اُس میں  
 حُصْنِیت پہ عمل میں نماز ہے پہلے  
 جلوس و مجلس و ماتم بس اُس کے بعد میں ہے  
 علی علی کی صدائے قلندری گھماں  
 یزیدی مکتب و مسلک کے انسداد میں ہے

## جانِ رسولؐ غرقِ لہوِ کربلا میں ہے

قرآن کے واسطے سے جو دینِ خدا میں ہے  
 ذکرِ حسینؑ دینِ نبیؐ سے وفا میں ہے  
 حُبِ حسینؑ سُنّتِ محبوبِ کبریا  
 ذاتِ حسینؑ میں ہے مکملِ خدا کا دیں  
 احسانِ اس پہ ہے ابو طالبؑ کے خون کا  
 کعبہ ہے بالیقین مکاں لا مکاں کا  
 روزِ حسابِ گرمیِ خورشید سے نجات  
 لوگو حسینؑ مجھ سے ہے میں ہوں حسینؑ سے  
 سبطِ نبیؐ وہ محسنِ اسلام وہ حسینؑ  
 یہ بل رہا ہے اجرِ رسالتِ رسولؐ کو  
 چوتھا ستونِ کعبہ کا اُمت کے درمیاں  
 نوکِ بناں شبیہِ پیبرؐ کے قلب میں  
 طفلِ رسولؐ اصغرؑ بے شیر کا گلا  
 جبینِ رسولؐ زادپوں کے سر سے چادریں  
 علماءِ حق کا خوں سرِ عراق آج بھی  
 راہِ حیات میں سمِ قاتل ہے ہر قدم  
 بیواؤں اور یتیموں کو روٹی کی مانگ پر  
 اسلام کا قلعہ کہیں جس مملکت کو ہم  
 خوں رنگِ مسجدیں ہیں نمازی لہو لہو  
 بم کی تباہ کاریاں بارود کا دھواں  
 کردار اور عمل سے وہ مقصد بھی ہو عیاں  
 واں کربلا میں مہندی نہ سہرے کا ہے وجود  
 کیجئے نہ کربلا سے رسوماتِ مُسَلِّک  
 گھاتل یہ عرضِ خدمتِ اہلِ عزا میں ہے



ماتم غم حسین علیہ السلام کا ہے یہ یزیدیت سے عمل انتقام کا  
 ہے ضرب باقیات یزیدی کے قلب پر  
 بنیاد لالہ کی ذات حسین ہے  
 نوک سناں پہ ہے سر مظلوم کربلا  
 عاشورہ بعد عصر قیامت سے کم نہ تھا  
 قرآن پولا ہوا طوق رسن میں ہے  
 ہے دین کا نبی کے یہ عباس کا علم  
 تابوت کی شبیہ و علم اور ذوالجناح  
 سینہ زنی بھی سجدہ بھی ہر وقت ہو ادا  
 نوحہ ہے آہ اور دلی مغموم کی صدا  
 ہوتا ہے یا حسین کے نعروں سے ہر جگہ  
 چپ ہے زبان عالم اسلام اس لئے  
 ہم تو ازل سے باندھے ہوئے سر سے ہیں کفن  
 کھل کر بیان حق و صداقت کیا کرو  
 گھائل تمہیں شرف ہے حسینی غلام کا



## کی ہے بیاں خدا نے فضیلت حسین کی

حاصل ہے حشر تک اُسے نصرت حسین کی  
 دیں کی بقا کے واسطے پروردگار کو  
 تھی کربلا میں جنگ خدا سے یزید کی  
 آمین دین ربّ علی ہے قرآن پاک  
 ہر وہ نماز و روزہ معلق خلا میں ہے  
 اسلام ہوتا آج کسی اور رنگ میں  
 آمین ہے یزید کا شر ظلم اور فساد  
 اپناوتا کا تذکرہ کر کے قرآن میں  
 ہم مثل فرض کرتے ہیں سنت بھی یہ ادا  
 درسِ کھیت پہ عملِ مومنین کا  
 ماتم یہ شب بیداریاں یہ مجلس و جلوس  
 ہے آفتابِ دین و شریعت کھیت  
 سبطِ رسول بے کس و مظلوم نقشہ لب  
 اُمت نے تیغ و تیر و سناں سے کیا شہید  
 زخمی جبینِ تپتی زمیں سجدہ زیرِ تیغ  
 اللہ کے حبیب کی اُمت کے درمیاں  
 طبقہ الٹ کے رکھ دیا ہوتا زمین کا  
 جھولا اٹھلا رہے ہیں خدا کی رضا کے ساتھ  
 صدا میت کے گولوں سے مجروح کی گئی  
 یہ یاد کر کے کس لئے گھاتل نہ روئے  
 مظلومیت حسین کی غربت حسین کی

دینِ نیا پہ ہے یہ عنایت حسین کی  
 پیش آئی کربلا میں ضرورت حسین کی  
 فتح نہیں ہوئی ہے بدولت حسین کی  
 ہر آیت قرآن ہے صورت حسین کی  
 شامل نہیں ہے جس میں محبت حسین کی  
 ہوتی نہ دین حق کو جو نصرت حسین کی  
 امن و امان و خیر ہے سنت حسین کی  
 کی ہے بیاں خدا نے فضیلت حسین کی  
 ہے سنتِ رسول محبت حسین کی  
 بل من کے ہے جواب میں نصرت حسین کی  
 قلبِ یزیدیت پہ ہے ضربت حسین کی  
 ماہتابِ دو جہاں ہے امامت حسین کی  
 کرب و بلا میں ہائے وہ غربت حسین کی  
 مہماں بلا کے کی یہ ضیافت حسین کی  
 زخموں سے بے نیاز عبادت حسین کی  
 بے گور و بے کفن رہی میت حسین کی  
 عباؤں کو جو ملتی اجازت حسین کی  
 جبرئیل کر رہے ہیں یہ خدمت حسین کی  
 کرب و بلا کے شہر میں غربت حسین کی



اسلام دے رہا ہے صدا اے میرے حسین  
 سبط رسول وارث کعبہ تجھے سلام  
 اپنا دنا قرآن میں ہے تیرے ہی واسطے  
 تو علم کے مدینہ کا اور بابِ العلم کا  
 حقا بنائے لالہ تُو ہے تُو ہی تُو ہے  
 جس میں محمدؐ اور ابو طالبؑ کا ہے لہو  
 اسلام زندہ رہتا ہے اُس کربلا کے بعد  
 کر کے معافِ حق کی خطا تو نے بخش دی  
 سر دے کے تو نے اپنا خدا سے خرید لی  
 ہوتا نہ تُو تو ہوتی کسی اور رنگ میں  
 میدان میں لا کے تُو نے یزید لعین کو  
 زندہ رہے گا دینِ خدا تیرے نام سے  
 لب پر ہے نعرہ دیں کا خُدا دیں پناہ سے  
 کٹ کر بھی سر بلند رہا برسرِ سناں  
 زخمی جبیں سے سجدہ تیرا تہمتی ریت پر  
 نیرے پہ سر بُریہ لبوں پر قرآن پاک  
 ملتا اگر تو طبقہ اُلٹ دیتا شام کا  
 دربارِ شام جاؤں میں کیسے برہنہ سر  
 ہیں عینِ سیدہ کے سر مجلسِ عزا  
 بے کس شہیدِ جور و جفا اے میرے حسین

موت آئے جب بھی آئے تو تیرے ہی نام پر  
 گھاتل کی اک یہ ہی ہے دُعا اے میرے حسین



## جو غم سرور میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

سجدہ خاک کر بلا سے جو سجا سکتا نہیں  
جس کے دل میں بس چکا ہو اک غم سیٹھ نبی  
پرچم عباؑ کی لگ جائے جس سر کو ہوا  
جنگ خیبر میں شجاعت کہہ رہی تھی یا نبی  
زیر پا جبریل کے پر باب خیبر ہاتھ میں  
جو خدا بننے سے بھی انکار کرتا ہی رہے  
جس کو سردار جو اتان بہشتی سے ہو بعض  
کیا کرے گا وہ جہاں میں حفظ ناموس رسول  
دیکھ ہی سکتا نہیں وہ صورت فتح نہیں  
لکھ کے دیواروں پہ کافر کر رہا ہے حق ادا  
حشر کے سورج کی گرمی سے تڑپ کر روئے گا  
تفنگی بچوں کی ہے پیش نظر عباؑ کے  
کہتے کہتے ماں سے یہ آخر سکینہ مر گئیں  
ہائے مجبوری سر زنداں میرا بے کس امام  
رو دیئے شہر جب صغرا کے خط میں یہ پڑھا  
کون سے منہ سے وہ گھائل خادمِ حرمین ہے  
اک دیا قبر نبیؐ پر جو جلا سکتا نہیں





## جو غم سروڑ میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

سجدہ خاک کر بلا سے جو سجا سکتا نہیں  
 جس کے دل میں بس چکا ہو اک غم سیٹا نبیؐ  
 پرچم عباؑ کی لگ جائے جس سر کو ہوا  
 جنگِ خیبر میں شجاعت کہہ رہی تھی یا نبیؐ  
 زیرِ پا جبریل کے پر بابِ خیبر ہاتھ میں  
 جو خدا بننے سے بھی انکار کرتا ہی رہے  
 جس کو سردارِ جو اتانِ بہشتی سے ہو بغض  
 کیا کرے گا وہ جہاں میں حفظِ ناموسِ رسولؐ  
 دیکھ ہی سکتا نہیں وہ صورتِ فتحِ مہمیں  
 لکھ کے دیواروں پہ کافر کر رہا ہے حق ادا  
 حشر کے سورج کی گرمی سے تڑپ کر روئے گا  
 تنگی بچوں کی ہے پیشِ نظر عباؑ کے  
 کہتے کہتے ماں سے یہ آخر سکینہؑ مر گئیں  
 ہائے مجبوری سرِ زنداں میرا بے کس امامؑ  
 رو دیئے شیر جب صغراؑ کے خط میں یہ پڑھا  
 کیا مجھے لینے مدینہ کوئی آسکتا نہیں  
 کون سے منہ سے وہ گھائلِ خادمِ حرمین ہے  
 اک دیا قبرِ نبیؐ پر جو جلا سکتا نہیں





غم سیٹھ حبیب کبریا ہے کہ یہ غم ناصر روز جزا ہے  
 یہ جس کے غم میں ماتم کی صدا ہے وہ حقاً کہ بناء لاله ہے  
 قرآن ناطق ربّ علی ہے  
 رضاء حق شہید کربلا ہے  
 کہ جس کے دم سے ہے اسلام باقی خدا و مصطفیٰ کا نام باقی  
 صلوٰۃ و صوم کے احکام باقی یہ عمرے اور حج و احرام باقی  
 جو کعبہ کا ستون دائمی ہے  
 یہ وہ ذات حسین ابن علی ہے  
 حسین ابن علی کے جاں نثارو! شہید کربلا کے سوگوارو!  
 جناب سیدہ کے غم گسارو! عمل سے حسن کرداری نکھارو!  
 کہ تم راہ رو ہو راہ کربلا کے  
 بڑھو تم وقت سے آنکھیں ملا کے  
 عزاداران شاہ کربلا ہو غلامان علی مرتضیٰ ہو  
 کبھی سوچا بھی تم نے تم کہ کیا ہو مجسم تم دعاء سیدہ ہو  
 زہ تقدیر یہ قسمت تمہاری  
 غم خمیر ہے دولت تمہاری  
 تاؤ تم میں کس شے کی کمی ہے تمہارے سر پہ جب دست علی ہے  
 بفضل حق تمہارا وہ نبی ہے شفاعت جس کی روز محشری ہے  
 خدائے وحدہ حافظ تمہارا  
 تمہیں ہے شجین کا بھی سہارا  
 قرآن و آل سے وابستگی ہے رضاء رب اکبر بھی یہی ہے  
 یہ سنت عین مرضی نبی ہے لیوں پر جو تمہارے یا علی ہے  
 یہ نعرہ جس جگہ بھی بر زباں ہے  
 مناق کے لیے خرب گراں ہے  
 تقاضا ہے یہ آداب عزا کا سبق ہو یاد تم کو کربلا کا  
 تمہارا ہو عمل اہل وفا کا کہ جیسا جون و ابن عوجہ کا  
 جیو دنیا میں تم دیں دار بن کر  
 یقین و عزم کا کردار بن کر

شبانہ روز شہہ کا غم مناؤ کرو ماتم عزا خانہ سجاؤ  
 علم عباس کا بے شک اٹھاؤ مگر تابوت مت سرکوں پہ لاؤ  
 زیارت اس کی پھر تو پُراثر ہو  
 امامی بارگاہوں تک اگر ہو  
 نگاہِ وقت بچانو خدا را ہے ہر عہد ستم دشمن تمہارا  
 جفا و جور کا لے کر سہارا بنا کر خونِ اہل حق کا گارا  
 محل اس طرح بنوائے گئے ہیں  
 سر سادات چنوائے گئے ہیں  
 کرو تم یاد اکبر کی جوانی علی اصغر کی جگہ بے زبانی  
 سکینہ جان کی تشنہ دہانی نبی کی آل پر ہے بند پانی  
 گلا ہے خشک اور ہے کند خنجر  
 سمجھو حق میں ہے سبطِ پیغمبر  
 غضب ہے بعدِ سرتاج شہیداں ہیں چاروں سمت آگ و خوں کے طوفاں  
 نبی کی آل با حالِ پریشاں ہے لاوارث سرِ شامِ غریباں  
 زباں خاموش ہے جو فغاں ہیں  
 لبو کے اشک آنکھوں سے رواں ہیں  
 ہے خاک و خون چہروں کا مقدر ہیں ناموسِ نبی محروم چادر  
 ردا خاکِ شفا کی ہے سروں پر ہیں سب سے اطفالِ پیغمبر  
 یزیدی ظلم کی یہ انتہا ہے  
 قیاموں کو طمانچوں کی سزا ہے  
 منافق ہے سپاہِ بے محابہ ہے اس کا کام بس شور و شرابہ  
 ازل سے دین اس کا خوں خرابہ درِ صیہونیت ہے اس کا کعبہ  
 اسے مسجد نہ قرآن کا ادب ہے  
 یہودی سے اسے زر کی طلب ہے  
 یہاں بھی آج صبح و شام گھائل سپاہِ شر کا یہ ہے کام گھائل  
 یہ اہل حق کا اب ہر گام گھائل کیا کرتے ہیں قتلِ عام گھائل  
 مثالِ رُشدی گستاخ ہے یہ  
 یزیدیت کی ذیلی شاخ ہے یہ

شبانہ روز شہہ کا غم مناؤ کرو ماتم عزا خانہ سجاؤ  
 علم عباس کا بے شک اٹھاؤ مگر تابوت مت سڑکوں پہ لاؤ  
 زیارت اس کی پھر تو مپراثر ہو  
 اماں بارگاہوں تک اگر ہو  
 نگاہ وقت پہچانو خدا را ہے ہر عہد ستم دشمن تمہارا  
 جفا و جور کا لے کر سہارا بنا کر خون اہل حق کا گارا  
 محل اس طرح بنوائے گئے ہیں  
 سر سادات چنوائے گئے ہیں  
 کرو تم یاد اکبر کی جوانی علی اصغر کی جگہ بے زبانی  
 سکینہ جان کی تشنہ دہانی نبی کی آل پر ہے بند پانی  
 گلا ہے خشک اور ہے کند خنجر  
 سجدہ حق میں ہے سبط پیغمبر  
 غضب ہے بعد سرتاج شہیدان ہیں چاروں سمت آگ و خوں کے طوفان  
 نبی کی آل با حال پریشاں ہے لاوارث سر شام غریباں  
 زباں خاموش ہے محو فغان ہیں  
 لہو کے اشک آنکھوں سے رواں ہیں  
 ہے خاک و خون چہروں کا مقدمہ ہیں ناموس نبی محروم چادر  
 روا خاک شفا کی ہے سروں پر ہیں سب سے اطفال پیغمبر  
 یزیدی ظلم کی یہ انتہا ہے  
 پیغمبروں کو ملانچوں کی سزا ہے  
 منافق ہے سپاہ بے عتاب ہے اس کا کام بس شور و شراب  
 ازل سے دین اس کا خون خرابہ در صیہونیت ہے اس کا کعبہ  
 اسے مسجد نہ قرآن کا ادب ہے  
 یہودی سے اسے زہ کی طلب ہے  
 یہاں بھی آج صبح و شام گھاتل سپاہ شر کا یہ ہے کام گھاتل  
 یہ اہل حق کا اب ہر گام گھاتل کیا کرتے ہیں قتل عام گھاتل  
 مثال رُشدی گستاخ ہے یہ  
 یزیدیت کی ذیلی شاخ ہے یہ

گلزارِ سیدہ میں خزاں رنگ ہے بہار  
 پژمرده گل ہیں آج فضا بھی ہے سوگوار  
 ڈالی ہے خاک سر پہ صبا نے بحال زار  
 سکتے ہیں زمین فلک کو نہیں قرار  
 صحراءِ کربلا کا تپش خیز ریگزار  
 اڑتی ہے دھول اور ہوا میں ہے خلفشار  
 ہے خیمہ گاہ اک وہاں غربت سے ہمکنار  
 اہل حرم کے خیمہ کا منظر ہے دل فگار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار  
 آلِ نبیؐ کے خیمہ میں ایک حشر ہے بپا  
 رخصت ہے اہل بیتؑ سے ہم شکل مصطفیٰؐ  
 شاہِ زادیاں رسولؐ کی غم میں ہیں منجلا  
 ہوتی ہے کوئی غش کوئی روتی ہے زار زار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

ہیں گردِ اُن کے ماں و بہن اور پھوپھیاں  
 بیٹا نہ جاؤ چھوڑ کے بانو کا تھا بیاں  
 تنہا تمہارے بابا غموں سے ہیں غیم جاں  
 نصرت کو اُن کی اب نہیں عباس نامدار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

دینِ نبیؐ مٹانے کے درپے ہیں اہل کیں  
 تانے ہوئے ہیں شیخ و تبرِ برچھیاں لعین  
 جاؤ نہ ماں کو چھوڑ کے اے میرے ماہ جبین  
 اے لعل میرے آپ کے صدقہ یہ ماں غار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

رو رو کے کہہ رہی ہے یہ بیٹی بتوں کی  
 اکبرؑ ہی تیری دید زیارت رسولؐ کی  
 تو ہی تو اک کماٹی ہے مجھ دل ملوں کی  
 کس دل سے تجھ کو میں کہوں مقتل کو تو سداہار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار  
 اٹھارہ سال پال کے تم کو جواں کیا  
 تم کو نہ اپنی آنکھوں سے میں نے نہاں کیا  
 دل کا قرار تم ہی کو تسکین جاں کیا  
 یہ کہہ کے آنکھیں ہو گئیں نمنب کی انگبار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

رو کے سیکنہ کہتی ہے لے لے کے ہچکیاں  
 قاسم ہیں اور نہ عون و محمد نہ عتو جاں  
 بھٹیا بتائیے ہمیں یہ سب گئے کہاں  
 اور آپ بھی جانے کے لیے ہو گئے ستار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

انہاں کو پھوپھی جاں کو نہ زلوائیے بھٹیا  
 بابا کو نہ پردیس میں ترپائیے بھٹیا  
 اللہ نہ کہیں جانیے رک جانیے بھٹیا  
 بابا میرے رہ جائیں گے بے یار و مددگار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

غم میں گریباں چاک ہے اللہ کا رسول  
 مگر یہ کناں ہے دشت میں جٹ نبی بتول  
 گھائل نہ دیجئے منظر خیمہ کو اور طول  
 جانے کو دن میں اکبر ذبشاں ہیں بے قرار  
 خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار



کربلا جلوہ گہ طور ہے موسیٰ کے لیے کربلا فیض کا سرچشمہ ہے عیسیٰ کے لیے  
کربلا درجہ دل رکھتی ہے طیبہ کے لیے کربلا خلد کا دروازہ ہے غفری کے لیے  
حق کے محبوب رسولؐ دوسرا تک پہنچا

کربلا پہنچا جو وہ اپنے خدا تک پہنچا

کربلا مسکن اظہار عقیدت ہی نہیں کربلا صرف کوئی جاء زیارت ہی نہیں  
کربلا ذکر و تقاریر کی زینت ہی نہیں کربلا محض محرم کی ضرورت ہی نہیں

کربلا درس عمل دعوت افکار بھی ہے

کربلا زینت و زیبائش کردار بھی ہے

کربلا دین بھی ہے دین نگہبان بھی ہے کربلا عظمت توحید کا اعلان بھی ہے  
کربلا درد کی تاریخ کا عنوان بھی ہے کربلا ظالم و مظلوم کی پہچان بھی ہے

کربلا نام ہے تلوار کی جھنکار کا نام

کربلا نصرت حق کے لیے ایثار کا نام

کربلا نعرہ حق نعرہ تکبیر بھی ہے کربلا خوابِ برامیم کی تعبیر بھی ہے  
کربلا معنی قرآن بھی تفسیر بھی ہے کربلا سینہ باطل کے لیے تیر بھی ہے

دامن آل بھی ہے دامن قرآن بھی ہے

کربلا مرکز ایمان بھی عرفان بھی ہے

کربلا معنی و مفہوم رضا اور تسلیم کربلا حسن عبادت خداوند کریم  
کربلا دین محمدؐ کی ہے اعلیٰ تعلیم کربلا مذہب اسلام پہ احسان عظیم

کربلا مظہر ایمان بھی ہے دین بھی ہے

کربلا سجدہ معبود کی تزئین بھی ہے

کربلا صرف بچے نالہ و گریہ ہی نہیں کربلا صرف مصائب کا سراپا ہی نہیں  
کربلا صبر و شجاعت کی ضیاء گاہ ہی نہیں کربلا حق و صداقت سے شناسا ہی نہیں

کربلا حق بھی صداقت بھی حق آگاہ بھی ہے

کربلا دین محمدؐ کی پناہ گاہ بھی ہے

اس کی مٹی میں شفاء اور شفاعت کا خمیر خاک سے اس کی مَنور ہوئے ولیوں کے ضمیر  
 خطِ ارض پہ ہے کرب و بلا حق کی سفیر کربلا صدق و صفا صبر و رضا کی تنویر  
 کربلا ڈھال بھی اسلام کے مذہب کے لیے  
 کربلا تیغ بھی ہر عہد کے مرحب کے لیے  
 کربلا اک ابدی جنگ ہے کفار کے ساتھ جنگ پیہم ہے یہ اسلام کے غدار کے ساتھ  
 کربلا جنگ ہے صیہونی نمک خوار کے ساتھ یعنی ہر عہد یزیدی کے اہل کار کے ساتھ  
 کربلا نام ہے باطل سے نکر جانے کا  
 کربلا نام ہے حق کے لیے مر جانے کا  
 جو سبق اس نے دیا ہے وہ اگر یاد رہے اور مسلمان کے دل میں بھی یہ آباد رہے  
 عالم اسلام کا ہر خطرے سے آزاد رہے شہر تاراج رہے کفر کا برباد رہے  
 پھر تو یہ قبلۂ اول ہمیں دے سکتی ہے  
 کربلا ہند سے کشمیر بھی لے سکتی ہے  
 کربلا دیتی ہے دنیا کے ہر اک غم سے نجات کربلا یاد دلاتی ہے جہاں کو دن رات  
 خون میں ڈوبے ہوئے سجدۂ شہید کی بات پرچم حق سے وہ چٹے ہوئے عباس کے ہاتھ  
 کربلا روحِ عمل عزم کی شمشیر کا نام  
 کربلا نام ہے اسلام کی تقدیر کا نام  
 کربلا کہتی ہے تم حق کے طرف دار رہو تم مسلمان ہو ہر حال میں دین دار رہو  
 مت کسی غیر سے نصرت کے طلب گار رہو ہر بُرے وقت سے نکلنے کو تیار رہو  
 حق کے بندے ہو تو پھر حق بھی نبھانا سیکھو  
 مثلِ نر وقت سے آنکھوں کو ملانا سیکھو  
 کربلا والوں نے بتلائے کیا کچھ نہ دیا بخششِ امتِ عاصی کے لیے پیشِ خدا  
 رکھ دیا اکبرؑ و عباسؑ کے سر کا تحفہ خونِ شہید کے ہمراہ لہوِ اصغرؑ کا  
 کربلا ہم سے بھی کچھ اس کا بدل چاہتی ہے  
 کم سے کم اپوں سے اظہارِ عمل چاہتی ہے



کربلا والوں کی قربانی کا کیا یہ ہے صلہ      آج ہر شخص کی ایک اپنی شریعت ہے جدا  
 سوچیں اس بات کو اب غور سے اربابِ وفا      اور کیا ہوگا میرا وقت بس اب اس کے سوا  
 اور کیا دیکھیں گے ہم صورتِ حالات کا رنگ  
 جب کہ نوحوں سے چھلکنے لگے نفحات کا رنگ  
 ہر نیا جملہ مقرر کا حقیقت کے خلاف      غازی عباس کی غیرت کے شفاعت کے خلاف  
 چادرِ زینب و کلوٹم کی عظمت کے خلاف      ہر عزادارِ حسینی کی عقیدت کے خلاف  
 اُس کو بھاتی نہیں اب علم کے در کی باتیں  
 اچھی لگتی ہیں اُسے دخترِ زر کی باتیں  
 جھانک کر دیکھ ذرا اپنا گریباں گھائل      غور سے سوچ اگر رکھتا ہے ایماں گھائل  
 یاد کر پیاسوں کی وہ شامِ غریباں گھائل      اور نبی زادوں کا حالِ پریشاں گھائل  
 بند تو سات محرم سے وہاں پانی ہو  
 آٹھ کو تیرے یہاں دعوتِ بریانی ہو  
 بعد از شامِ غریباں وہ بھیانک اک رات      آگ اور خون کے طوفانوں پہ تھی جس کی بساط  
 بن کے ٹوٹی وہ قیامت سرِ زینبِ ہیبت      اور اُس رات کو سو جاتا ہے تو چین کے ساتھ  
 ہائے جس وقت تیرے ہو مولا کا گلا  
 رسمِ فاقہ شکنی تیری ہو اُس وقت ادا  
 راتِ عاشور کی ہے راتِ عبادت والی      گیارہویں رات ہے دراصل قیامت والی  
 حشر کی رات ہے وہ بعدِ شہادت والی      راتِ بربادی ناموسِ رسالتِ والی  
 بے کسی بے وطنی غربت و بیداد کی رات  
 اور وہی رات نہ ہو نوحہ و فریاد کی رات  
 بعد اس شب کے شبِ غم جو بناؤ تو کیا      نوحہ کیسٹ سے شبِ غم میں سناؤ تو کیا  
 نہر سے صحنِ عزا خانہ سجاؤ تو کیا      شامی فوجوں کو لبِ نہر دکھاؤ تو کیا  
 کربلا ایسے تصور کا کوئی نام نہیں  
 کربلا ایسی رسومات کا پیغام نہیں



## کربلا چلو

ہنسی ہے واں شفاعتِ روزِ جزا چلو  
 زیبائشِ سجد کی خاطر بروزِ حشر  
 بنیادِ لالہ کی زیارت کے واسطے  
 دل سے غمِ حسین لگا کر بحالِ زار  
 اپناوتا قرآن نے کس کے لیے کہا  
 برائے گی مرادِ دُعا ہوگی مُستجاب  
 ضربِ گراں ہے قلبِ یزدانِ وقت پر  
 بی بی کو پُرسہ دینے امامِ غریب کا  
 اٹھو کہ طالبان ہیں اسلام کے خلاف  
 یہ کافرِ بزرگ ہے بنِ لادنِ لعین  
 نعرے لگاؤ حیدری اس کام کے لیے  
 گھاتل دعائیں مانگئے امن و امان کی  
 مشہد چلو نجف کو چلو کربلا چلو

یارب میرے ذہن کو عطا ہو وہ روشنی شیشہ پہ دل کے جس سے جلا ہو وہ روشنی  
جس میں رضاء اہل رضا ہو وہ روشنی جس میں ولاء اہل کساء ہو وہ روشنی  
مجھ کو عطا ہو طاعتِ قنبر کی روشنی  
دے فکر کو قناعتِ بوزر کی روشنی

وہ روشنی کہ جس سے منور ہے کائنات وہ روشنی کہ جس میں ہو ایمان کی حیات  
جس روشنی کا فیض ہے نئی علی الصلوٰۃ جو روشنی دکھاتی ہو پیہم رو نجات  
جو روشنی تحفگی اسلام بن گئی  
اور صبح کفر کے لیے اک شام بن گئی

کامل ہوئی ہے جس سے شریعت وہ روشنی ملتی ہے جس سے عزم کو قوت وہ روشنی  
جس کی ملائکہ کو ہے چاہت وہ روشنی جو بن گئی بناءِ عبادت وہ روشنی  
قطرے کو جس کی ضو نے سمندر بنا دیا  
جس روشنی نے بحر کا مقدر بنا دیا

وہ روشنی جو قبر کو کرتی ہے ضو فشاں جس روشنی کا روز جزا ہوگا سائبان  
جو روشنی حدیث ہے جو روشنی قرآن دوشِ رسولِ حق سے ہے جو روشنی عیاں  
جو روشنی ہے نورِ الہی کی روشنی  
یعنی خدا کی ساری خدائی کی روشنی

وہ روشنی کہ جس میں ہو ملت کا اتحاد جس کی ضیاء سے درسِ اخوت ہو سب کو یاد  
وہ روشنی کہ جس میں نہیں بغض اور عناد جس روشنی میں دونوں جہانوں کا ہے مغاد  
جس شخص کی یہ روشنی تقدیر ہوگئی  
پھر غلہ اس کی خیر سے جاگیر ہوگئی

فردوس کا سماں ہے جہاں ہے یہ روشنی چہرے پہ مومنین کے عیاں ہے یہ روشنی  
دل پر منافقین کے گراں ہے یہ روشنی باطل کے سر پہ برقی تپاں ہے یہ روشنی  
اس روشنی نے کر دیا بے جان دیکھے  
دشمن کا اسلحہ سرِ تہران دیکھے

اس روشنی نے اہل جہاں کو دکھا دیا      آمر کے تخت و تاج کا تختہ بنا دیا  
 اس روشنی نے زعم کے سر کو جھکا دیا      مشرک کا خواب خاک میں اس نے ملا دیا  
 طیاروں اور ایٹمی سامان کو شکست  
 اس روشنی نے دی بڑے شیطان کو شکست  
 یہ روشنی نماز یہ ہی روشنی زکوٰۃ      یہ روشنی ہے حمد یہ ہی روشنی ہے نعت  
 یہ روشنی ہے باعث تخلیق کائنات      قرآن کر رہا ہے اس ہی روشنی کی بات  
 اس روشنی سے آدمی انسان ہو گیا  
 کافر بھی اس کی ضو سے مسلمان ہو گیا  
 یہ روشنی عقیدہ یہ ہی حسن اعتقاد      یہ روشنی یقین یہ ہی روشنی جہاد  
 یہ روشنی عمل بھی یہ ہی منزل مراد      دیتی ہے یہ ہی روشنی درس حق العباد  
 یہ روشنی خلوص بھی الفت بھی پیار بھی  
 یہ روشنی ہے رحمت پروردگار بھی  
 یہ روشنی ہے حق و صداقت کی روشنی      ایثار و صبر و شکر و اطاعت کی روشنی  
 ہٹا کہ یہ ہے نور امامت کی روشنی      محشر کے دن یہ ہو گی شفاعت کی روشنی  
 اللہ کے حبیب کی یہ نور عین ہے  
 اس روشنی کا اسم گرامی حسین ہے  
 دوشِ رسولِ حق کی جو زینت ہے وہ حسین      جو دین حق کی عین ضرورت ہے وہ حسین  
 جس کی ولا کے اجر میں جنت ہے وہ حسین      اسلام زندہ جس کی بدولت ہے وہ حسین  
 ایمان ہوں جس کے نور سے پر نور وہ حسین  
 ہو جس کے غم سے دنیا کے دکھ دور وہ حسین  
 سبطِ رسولِ ابنِ علی جانِ فاطمہؑ      گلِ کمال کا امامِ دینِ محمدؐ کا رہنما  
 جس کی رضا ہے وحدہؑ معبود کی رضا      جس کا عمل ہر ایک ہے خوشنودی خدا  
 اس کی خوشی خدا کو یہاں تک قبول ہے  
 ہے پشت پر نبیؐ کے تو سجدے میں طول ہے

اس روشنی نے اہل جہاں کو دکھا دیا      آمر کے تخت و تاج کا تختہ بنا دیا  
 اس روشنی نے زعم کے سر کو جھکا دیا      شرک کا خواب خاک میں اس نے ملا دیا  
 طیاروں اور ایٹمی سامان کو شکست  
 اس روشنی نے دی بڑے شیطان کو شکست  
 یہ روشنی نماز یہ ہی روشنی زکوٰۃ      یہ روشنی ہے حمد یہ ہی روشنی ہے نعت  
 یہ روشنی ہے باعث تخلیق کائنات      قرآن کر رہا ہے اس ہی روشنی کی بات  
 اس روشنی سے آدمی انسان ہو گیا  
 کافر بھی اس کی ضو سے مسلمان ہو گیا  
 یہ روشنی عقیدہ یہ ہی حسن اعتقاد      یہ روشنی یقین یہ ہی روشنی جہاد  
 یہ روشنی عمل بھی یہ ہی منزل مراد      دیتی ہے یہ ہی روشنی درس حق العباد  
 یہ روشنی خلوص بھی الفت بھی پیار بھی  
 یہ روشنی ہے رحمت پروردگار بھی  
 یہ روشنی ہے حق و صداقت کی روشنی      ایثار و صبر و شکر و اطاعت کی روشنی  
 ہا کہ یہ ہے نور امامت کی روشنی      محشر کے دن یہ ہو گی شفاعت کی روشنی  
 اللہ کے حبیب کی یہ نور عین ہے  
 اس روشنی کا اسم گرامی حسین ہے  
 دوشِ رسولِ حق کی جو زینت ہے وہ حسین      جو دین حق کی عین ضرورت ہے وہ حسین  
 جس کی ولا کے اجر میں جنت ہے وہ حسین      اسلام زندہ جس کی بدولت ہے وہ حسین  
 ایماں ہوں جس کے نور سے پر نور وہ حسین  
 ہو جس کے غم سے دنیا کے دکھ دور وہ حسین  
 سبطِ رسولِ ابنِ علی جانِ فاطمہؑ      گل کا امامِ دین محمدؐ کا رہنما  
 جس کی رضا ہے وحدہؑ معبود کی رضا      جس کا عمل ہر ایک ہے خوشنودی خدا  
 اس کی خوشی خدا کو یہاں تک قبول ہے  
 ہے پشت پر نبیؐ کے تو سجدے میں طول ہے

نکلِ رضاءِ ربی جو بندہ ہے وہ حسینؑ تزیینِ عرش جس کا کہ سجدہ ہے وہ حسینؑ  
 آغوشِ موت میں بھی جو زندہ ہے وہ حسینؑ جو کہ بنائے لا الہ ہے وہ حسینؑ  
 قرآن نے جس حسینؑ کو ابناؤنا کہا

اجیر کے دل نے اسے دیں پناہ کہا  
 ہے علم کے مدینہ میں مینارِ نور کا اور بابِ العلم میں بھی یہ جلوہ ہے طور کا  
 اس پر یہ لطفِ خاص ہے ربِّ غفور کا ارشاد جس کے واسطے یہ ہے حضورؐ کا  
 مجھ سے حسینؑ اور ہوں میں اُس حسینؑ سے

قائم رہے گا دینِ خدا جس حسینؑ سے  
 جبریلؑ جس حسینؑ کا خادم ہے وہ حسینؑ اسلام جس کی ذات سے قائم ہے وہ حسینؑ  
 عالم کا جس کو علم ہے عالم ہے وہ حسینؑ اہل یقین کے دل پہ جو حاکم ہے وہ حسینؑ  
 ہے جو حقیقی وارثِ کعبہ وہی حسینؑ دونوں جہاں ہیں جس کا علاقہ وہی حسینؑ

گھرِ کربلا میں جس نے لُفایا ہے وہ حسینؑ سرِ راہِ حق میں جس نے کٹایا ہے وہ حسینؑ  
 سرِ دے کے جس نے دین بچایا ہے وہ حسینؑ سجدوں کے حق کو جس نے نبھایا ہے وہ حسینؑ  
 حمد و ثناءِ ربی کا دیوان ہے حسینؑ  
 اللہ کا بولتا ہوا قرآن ہے حسینؑ

لعنت کا طوق دے کے سدھارا یزید کو مارِ جہنمی میں اُتارا یزید کو  
 میدان دکھا کے اُس ستم آرا یزید کو بے تیغ کے حسینؑ نے مارا یزید کو  
 میدانِ جنگ جس نے یہ مارا ہے وہ حسینؑ  
 اسلام کہہ رہا ہے ہمارا ہے وہ حسینؑ

جو مومنین کے سینوں پہ ماتم کے داغ ہیں یہ داغِ قبر کے لیے روشن چراغ ہیں  
 اہلِ عزا کے ان سے متورِ دماغ ہیں ان کی ضیاء سے قلب و نظر باغِ باغ ہیں  
 یہ سب ولاءِ شہتہ کی ہے روشنی  
 یادِ حسینؑ ابنِ علی کی ہے روشنی

اور آج باقیات یزیدی یہ دیکھ کر اس روشنی سے جلتے ہیں ان کے دل و جگر  
 حالانکہ یہ ہی روشنی ہے دیں کی راہبر یہ دین دشمنی پہ ہیں باندھے ہوئے کمر  
 خودکش بموں سے آکے مساجد اڑاتے ہیں  
 محراب اور منبر و قرآن جلاتے ہیں  
 دیں دشمنی جو رکھتے ہیں دل میں یہ اہل شر ان کو خدا کا خوف نہ ان کو نبی کا ڈر  
 کلمہ ہے لب پہ دل میں نہیں کلمے کا اثر طالب نہیں یہ دیں کے یہ ہیں طالبان زر  
 ہیکل کے اور صلیب کے یہ تابعدار ہیں  
 شیردن کے غلام ہیں نبش پر غار ہیں  
 یہ دوست ہیں خدا کے نہ اس کے حبیب کے یہ تو ہیں دوست دین خدا کے رقیب کے  
 رشتے یہودیت سے ہیں ان کے قریب کے ہر ملک میں ہیں پالتو یہ تل ابیب کے  
 خوں اہل حق کا کرتے ہیں تیغ خود سے  
 ملتا ہے اسلحہ انہیں دست یہود سے  
 اللہ کی مسجدوں میں ہر ایک سمت کلوکلو آکر نمازیوں کا بہاتے ہیں یہ لہو  
 ضراری مسجدیں ہیں یہاں بھی ہر ایک سو لیکن وہاں لہو ہے نہ بارود کی ہے نو  
 اللہ کی مسجدوں کے ہی دشمن ہیں یہ لعین  
 اسلام کی قبا میں ہیں یہ مار آستیں  
 گھائل عمل تمہارا اب اس کے ہے برخلاف اس روشنی کا صرف زبانی ہے اعتراف  
 اس روشنی کی راہ گزر سے ہے انحراف ہے رہبران مذہب و ملت میں اختلاف  
 ہو جب کہ اپنے قبلہ و کعبہ ہی میں نفاق  
 پھر کس طرح سے آپ میں ہم میں ہو اتفاق  
 اور آج اپنی ملت خوش فہم و خوش خرام اس روشنی کو کرتی ہے اب دور سے سلام  
 مجلس کا ہے ادب نہ جلوں کا احترام مانا کہ نوحہ خوانی کو حاصل ہے ایک مقام  
 لیکن پھر اس میں اول و آخر کی بات کیوں  
 سینہ زنی کی رات میں یہ گھونسلات کیوں



ہوتی ہیں شب بے داریاں اک غم کی ترجماں      لیکن اب ان پہ ہوتا ہے میلوں کا سا گماں  
 مٹی کے آب خورے الٹ کر جہاں تہاں      کہتے ہو ان کو شام کی افواج بے ایماں  
 نہر فرات و خیمہ اطہر بناتے ہو  
 اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہنسی کیوں اڑاتے ہو  
 مولا کا ایک تھا اب ہزاروں ہیں ذوالجناح      یہ صاحبِ جلوس بس اللہ کی پناہ  
 تاگوں سے کھول لاتے ہیں گھوڑے خدا گواہ      مولا کی کم چڑھاؤں کی زیادہ ہے ان کو چاہ  
 کاندھوں پہ تو اٹھاتے ہوئے دم نکلتے ہیں  
 تابوت لے کے ٹھیلوں پہ اب لوگ چلتے ہیں  
 کیا عرض کیجیے کہ نہیں جراتِ کلام      اس طرح سے بیان ہو مظلومی امام  
 نوحہ ہے جب کہ درد کا آہ و فغاں کا نام      گانوں کی دھن پہ آج پڑھا جا رہا ہے عام  
 پڑھ کر بطرزِ نغمہ یہ نوحہ حسنین کا  
 اب سیدہ کو دیتے ہیں مہرِ حسنین کا  
 ہر انجمن کے دل میں یہ خواہش کا ہیر پھیر      اُس اگلی انجمن سے کہیں ہو نہ جائیں زیر  
 ملتے نہیں ہیں شاہِ خراساں سے پھر وہ شیر      پرواہ نہیں جلوس کو ہو جائے جتنی دیر  
 عاشور کے جلوس میں ہر ایک نوحہ خواں  
 نوحہ کو طول دیتا ہے ہو پیماں جہاں  
 حالت ہے اب یہ ملتِ حق کے جوش کی      پہلی سی بات ہی نہ رہی عقل و ہوش کی  
 وقتِ اڈاں ہے اور ہے شدتِ خروش کی      بے تائیاں عروج پہ ہیں خورد و نوش کی  
 رمضان کے مہینہ میں مسجد کی ہے یہ بات  
 انظار کی پلیٹ پہ چاقو کی واردات  
 مجلس تو ہے حسنین علیہ السلام کی      اور صاحبِ عزا کو ہے فکر اپنے نام کی  
 علاموں کو تلاشِ قیام و طعام کی      اہلِ عزا کو کھوج ہے چائے کے جام کی  
 آتے ہیں مجلسوں میں ادب رکھ کے طاق میں  
 مجلس اڑایا کرتے ہیں سن کر مذاق میں  
 جس بی بی کے یہ پیماں پردے کو روتی ہیں      اشکوں سے اپنے منہ کو وہ دن رات دھوتی ہیں  
 بے چادری کے ذکر پہ جانوں کو کھوتی ہیں      بے پردا پھر جلوں میں شامل بھی ہوتی ہیں  
 بے پردگی ہے جن کو دل و جان سے عزیز  
 گھائل نہیں وہ سیدہ بی بی کی پھر کنیز

## پرچم عباسی

عباسی نام دار کے پرچم کا ہے بیاں جس سے کہ شان و شوکت اسلام ہے عیاں  
 فتح مبین حق کا یہ پرچم ہے ترجمان جس کی ہوا میں امن ہے سائے میں ہے اماں  
 روزِ ازل سے تا بہ ابد فتح مند ہے  
 جس دوش پر یہ پرچم تھا بلند ہے  
 ہے دید اس کی باعث تقویت یقین اسلام کا علم ہے یہ ہی بروئے زمیں  
 واللہ ہے اس علم کی زیارت و فاء دیں ہے یہ بدوش لشکرِ خلاق العالمیں  
 یہ ہی علم نصب سر باب بہشت ہے  
 قربان اس پہ ہر دلیا ایماں سرشت ہے  
 دین خدا کے پیاروں کا پیارا ہے یہ علم فتح مبین کی آنکھوں کا تارا ہے یہ علم  
 قدرت نے رحمتوں سے سنورا ہے یہ علم محشر میں اہل حق کا سہارا ہے یہ علم  
 سورج سروں پہ جب سوا نیزے پہ آئے گا  
 پرچم یہ اپنے سائے میں مومن کو لائے گا  
 عظمت کا آساں ہے یہ عباسی کا علم شہرِ دو جہاں ہے یہ عباسی کا علم  
 اسلام پاسباں ہے یہ عباسی کا علم رحمت کا ساہباں ہے یہ عباسی کا علم  
 پرچم نہ کیوں یہ باعثِ صد احترام ہو  
 دوشِ یدِ الہی پہ جب اس کا مقام ہو  
 دامنِ آل و دامنِ قرآن یہ علم محکم کتاب حق کا ہے جودان یہ علم  
 توحید کا خدا کی ہے اعلان یہ علم باطل کے دل پہ ضربتِ یزدان یہ علم  
 طاقت بڑی خدا کی عیاں اس علم سے ہے  
 شیطان بڑے کو خطرہ جاں اس علم سے ہے  
 ہر ایک ملک و قوم کا ہوتا ہے اک نشان پرچم کا احترام ہے ہر قوم کے یہاں  
 طاقت میں وہ بڑی ہو کہ کمزور و ناتواں قربان اس پہ کرتی ہے ہر قوم اپنی جاں  
 جیسا کہ پاک فوج ہر ایک روز صبح شام  
 پرچم کو اپنے پیش کرے بادوب سلام  
 قرآن کتاب حق کی ہے مسجد خدا کا گھر اور یہ علم ہے دین کا پرچم عظیم تر  
 اونچا اسی علم سے ہوا دین حق کا سر اللہ کے رسول کی اس پر رہی نظر  
 اسلام کی یہ فتح و ظفر کا نشان ہے  
 اس ہی علم سے دین محمد کی شان ہے

غزوات میں حضور کے آگے یہ ہی رہا ہر معرکے میں اس کی رہی ہے بڑی ہوا  
 مانگا علم کو جس نے نبیؐ نے اُسے دیا لوگوں نے اس کو شان سے پہلے تو لے لیا  
 شانہ پہ جب اٹھایا علم ہانپنے لگے  
 پھر خوف جان کا جو ہوا کانپنے لگے  
 چالیس روز جاتے رہے لے کے وہ علم لوٹ آتے روز شام کو سر اپنا کر کے خم  
 موجود تھے وہاں بڑے جی دار و ذی چشم مرحب کے سامنے نہ کوئی ماننا تھا دم  
 مرحب کا خوف چہروں سے تھا اس طرح عیاں  
 تھے رنگ زرد اڑتی تھیں منہ پر ہوائیاں  
 رُخ سے عیاں تھی سب وہی فراڑی اُحد تھے ذلت شکست سے پستہ دراز قد  
 خیبر میں دیکھے جب کہ یہ حالات سہ عدد اس وقت میں نبیؐ نے کہا یا علیؑ مدد  
 یہ رنگ دیکھ کر شہ سدرہ مقام نے  
 فرمایا ان سے پھر یہ رسولؐ انام نے  
 اب کل نہ دیں گے ہم کسی فرار کو علم کل دیں گے ہم علم ہی کے حق دار کو علم  
 صفر کو اک دلیر کو جرار کو علم یعنی رُغل کو حیدر کرار کو علم  
 مرحب کو کاٹ کے در خیبر اکھاڑ کے  
 آئے گا کل جو دین کے پرچم کو گاڑ کے  
 جب یہ سنا نبیؐ سے تو مرجھا کے رہ گئے غنچے امید و آس کے کھلا کے رہ گئے  
 منہ سے تو کچھ کہا نہیں بل کھا کے رہ گئے اتنے بڑے ہجوم میں شرما کے رہ گئے  
 حسرت علم کی لے کے جہاں سے گزر گئے  
 اولاد اپنی چھوڑ گئے خود وہ مر گئے  
 اولاد کا بھی درد نہیں اُن سے کچھ جدا دل ہے حسد کی آگ سے ان کا جلا ہوا  
 جھنجلا گئے علیؑ کا جہاں تذکرہ سنا کیوں کہ یہ اُن کے آبا کو رتبہ نہیں ملا  
 یہ دیکھ کر علیؑ کا علم تلملاتے ہیں  
 کیوں اس کو لوگ آنکھوں سے اپنی لگاتے ہیں  
 چودہ سو سال سے انہیں تکلیف ہار ہے بغض و کینہ کا ان کے دلوں پر بخار ہے  
 ہے خیرے فرار انہیں شر سے پیار ہے خیر العمل سے ان کو ازل ہی سے خلا ہے  
 اس خار میں علم کو یہ بدعت بتاتے ہیں  
 یوں اپنے باپ دادا کی ذلت چھپاتے ہیں

پامال دینِ حق کی حرمت کو کرتے ہیں سنگسار بارگاہِ امامت کو کرتے ہیں  
 ظاہر جہاں پہ اپنی ندامت کو کرتے ہیں پھر یوں ادا بزرگوں کی سُنّت کو کرتے ہیں  
 غصہ اُتارتے ہیں یہ قرآنِ پاک پر  
 دیں کا علم پکھتے ہیں یہ لوگ خاک پر  
 مسجد پہ ہم نمازی پہ گولی چلاتے ہیں کعبہ کو حاجیوں کا وہ مَقتل بناتے ہیں  
 گھر میں خدا کے خون مسلمان بہاتے ہیں اس کے عوض رقم یہ یہودی سے پاتے ہیں  
 صورت میں کلمہ گو ہیں یہ سیرت میں مشرکیں  
 ہیں دین کے لباس میں یہ مارِ آستیں  
 قرآنِ منافقوں کے سورہ میں جا بجا ان ہی منافقین کا کرتا ہے تذکرہ  
 پہچان یہ بھی اک ہے منافق کی باخدا عباس کے علم کا ہے یہ زندہ معجزہ  
 دیکھے سے اس علم کو کھلتا ہے اس کا دم  
 کرتا ہے بے نقاب منافق کو یہ علم  
 نورِ نگاہِ فاتحِ بدروحین نے خاتونِ مظلّمہ سیدۃ کے نورِ عین نے  
 سبطِ رسولِ پاک شیخِ مشرقین نے بعدِ امامِ اوّل و دوّمِ حسین نے  
 عباس کو دیا یہ علم اس یقین کے ساتھ  
 اونچا یہ تا ابد رہے فتحِ مبین کے ساتھ  
 عباس نے بھی حقِ علم کر دیا ادا حسنِ وفا سے دین کے پرچم پہ کی جلا  
 اپنے لبو سے بخشی اسے تا ابد بقا شاہد ہے اس کے باب میں تاریخِ کربلا  
 غازی کے اب بھی ہاتھوں میں جنبشِ ذرا نہیں  
 شانوں سے ہیں جدا یہ علم سے جدا نہیں  
 یہ پرچمِ رسول ہے اس کے قریب آؤ بوسہ دو اس کو چومو اسے آنکھوں سے لگاؤ  
 بغض و حسد کی آگ سے مت اپنے دل جلاؤ اس وقت سے ڈرو کرو اس وقت سے بچاؤ  
 قہرِ خدا جو بن کے پھر ایک بار آگیا  
 پچھتاؤ گے جو پھر کوئی مختار آگیا  
 حالاں کہ یہ نبی نے علم سب کو ہی دیا یہ اور بات کس کو ہوا کس طرح عطا  
 یہ اپنا اپنا بخت ہے اور بخت کی رسا گھائل انہیں الف سے تمہیں عین سے ملا  
 محشر میں اپنے سر پہ رہے گا قدم قدم  
 کوثر پہ لے کے جائے گا ہم کو یہ ہی علم

ہوشیار اے مسد آرائے حکومت ہوشیار تو مٹانا چاہتا ہے قوم شیعہ کا وقار  
 یاد رکھ ہم ہیں شہیدانِ جفا کی یادگار حق کی خاطر جان دے دینا ہمارا ہے شعار  
 خوف کرتے ہی نہیں ہم تیغِ استبداد سے  
 آپڑے جب وقت نکرا جاتے ہیں فولاد سے  
 ہم سے نکرا کر جہانِ ظلم کے لیل و نہار ڈوب کر رسوائیوں میں ہو گئے ہیں تیر و تار  
 یہ تعصب تیرا اور تیرا یہ زعمِ اقتدار تیرا بیڑا لے کے ڈوبیں گے ذرا کر انتظار  
 یہ صدارت چلتی پھرتی چھاؤں کی سی بات ہے  
 چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے  
 ہم سے سیکھے ہیں زمانہ نے شجاعت کے چلن ہم نے ہی سیکھا ہے اپنے خوں سے حق دیں کا چمن  
 مرحلہ درپیش آیا جب کبھی کوئی کنھن حق کی خاطر ہم ہی لکے باندھ کر سر سے کنھن  
 ہے ہماری ہی شجاعت کا نسانہ یادگار  
 افسیٰ الہی علی لاسیف الہ ذوالفقار  
 ہم ہوا تو کیا ہے طوفانوں کے رخ کو موڑ دیں نکڑوں سے کوہ ساروں کے سروں کو پھوڑ دیں  
 غیض میں آجائیں تو دیوارِ آہن توڑ دیں رحم آجائے تو ہم قاتل کو زندہ چھوڑ دیں  
 حق کی خاطر نیل تو کیا دار بھی منظور ہے  
 اہل حق کا روئےِ اول سے یہ ہی دستور ہے  
 گولیوں سے خوف کرتے ہیں نہ سنگینوں سے ہم ریلے ہیں برجیوں کی باڑ کو سینوں سے ہم  
 حق ہمارے ساتھ ہے ملتے ہیں حق بینوں سے ہم طالبِ نصرت نہیں ہوتے ہیں بے دینوں سے ہم  
 زندگی انگریزیاں لیتی ہے آکر جوش میں  
 پرورش پائی ہے ہم نے موت کی آغوش میں  
 غور سے سن غور سے کیا ہم کو یکسر چاہیے اس سے بڑھ کر چاہیے نہ اس سے کم تر چاہیے  
 جعفری شہید کا آئینِ مطہر چاہیے قاتلِ عارفِ حسینی کا ہمیں سر چاہیے  
 حق کے طالب ہیں اسوں اپنے بدل سکتے نہیں  
 ان مطالبات سے ہم اپنے ٹل سکتے نہیں

آگ بر سے آسمانوں سے تو کب دبتے ہیں ہم      طاقتِ ربّ دو عالم پر کمر کتے ہیں ہم  
 بُش کی مالا بیٹھ کر کعبہ میں کب چھپتے ہیں ہم      ٹھوکروں پر اپنی زعم ایٹمی رکھتے ہیں ہم  
 باندھ کر پتھر شکم سے بھوک میں ذی ہوش نے  
 ہم کو پالا ہے عرب کے ایک کملی پوش نے  
 ہر ستم کے عہد میں ایذاؤں سے گزرے ہیں ہم      آگ کے اور خون کے دریاؤں سے گزرے ہیں ہم  
 بستہ طوق و رن صحراؤں سے گزرے ہیں ہم      خارزاروں سے برہنہ پاؤں سے گزرے ہیں ہم  
 حق کی راہوں میں ہمیں پرواہ نہیں ہے جان کی  
 ہیں کڑی جھیلے ہوئے بغداد کے زندان کی  
 یاد رکھنا غور سے سن آج یہ گھاٹل کی بات      کم بہت ہوتا ہے ظالمین کا دورِ حیات  
 جلد ملتی ہے عوام الناس کو اُن سے نجات      غرقِ آتش اُن کو کر دیتا ہے ربّ کائنات  
 رہتی دنیا تک ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں وہ  
 پھر خدا کے حکم سے فی آئنا ہو جاتے ہیں وہ



قائدِ ملت گرامی مرتبتِ جنت مقامِ مردِ حقِ مردِ مجاہدِ مردِ مومِنِ اسلام  
 رہتی دنیا تک رہے گا اس جہاں میں تیرا نام اتحادِ عالمِ اسلام تھا تیرا پیام  
 تیری کوشش تھی کہ دنیا کے مسلمان ایک ہوں  
 دینِ حق کے باب میں ان کے ارادے نیک ہوں

رہبرِ ملت شہیدِ راہِ دینِ وَحدۃً کر گیا تیرا عملِ روعِ عمل کو سُرخرو  
 ذات تھی تیری اندھیروں میں ضیاءِ پرٹو رنگ لائے گا یہ تیرا پاک و پاکیزہ لہو  
 تجھ سے وعدہ ہے قدم پیچھے ہٹا سکتے نہیں  
 تیری راہوں سے ہم ہرگز مُنہ پھرا سکتے نہیں

ورثہِ مومِن شہادت ہے وہ تو نے پایا اور منافق نے یہ سمجھا ختمِ قصہ ہو گیا  
 خوں تیرا عارفِ حسینی رایگاں نہ جائے گا ہم تیرے اک خوں کا سترِ خوں سے لیں گے خوں بہا  
 پاک طینتِ خوش سیرِ اے مردِ خُرِ عزت مآب  
 لینگے قاتل سے تیرے ہر قطرۂ خوں کا حساب

ذاتِ عارف تھی بناءِ اتحادِ المسلمین تھا منافقین کو یہ خطرہ کہ بر روئے زمیں  
 شیعہ سنی ایک ہو جائیں۔ نہ آپس میں کہیں اور بے دینوں کو تھا اس امر پر کامل یقین  
 شیعہ سنی مل کے اب شیر و شکر ہو جائیں گے  
 دشمنانِ دین کے فتنے بے اثر ہو جائیں گے

تیرے ارشادِ گرامی کی قسم اے خوشِ صفاتِ عالمِ اسلام کو سمجھائی ہے جو تو نے بات  
 خدمتِ کعبہ کریں مل کر مسلمان ایک ساتھ اہلِ حق اس کو بھلا سکتے نہیں اب تاحیات  
 خدمتِ کعبہ ہو حق کی ترجمانی کے لیے  
 ایک ہوں مسلمِ حرم کی پاسبانی کے لیے

وہ نمازی عالم دیں نیکی اعلیٰ صفات گولیوں سے چھین لی جس کی منافق نے حیات  
 وہ ہی چودہ سو برس پہلا سا طرزِ واردات وہ ہی مسجد میں لگا کر بیٹھنا قاتل کا گھات  
 وقت بھی وہ ہی نمازِ صبح کا ہر دو جگہ  
 تھا وہاں روزہ یہاں اکیسواں روزِ اضحیٰ



قتل عارف کی یہ سازش تھی بڑے شیطان کی پالتو کتوں کی اس کے اور نمکخواران کی  
 نطفہ صیہونیت اُس فہید بے ایمان کی دشمن حق دشمن دیں دشمن قرآن کی  
 خون ناحق سے جہاں کو آشنا کر دیں گے ہم  
 قرض سب آل سعودی کا ادا کر دیں گے ہم  
 اے منافقین بے غیرت سنو تم ہو جہاں ایک عارف الحسینی پر چلا کر گولیاں  
 تم سمجھتے ہو کہ بند ہو جائے گی حق کی زباں یاد رکھو بندہ مومن کو ہے حکم اذان  
 باز آسکتے نہیں ہم نعرہ تکبیر سے  
 یہ سبق سیکھا ہے ہم نے حضرت حمیرا سے  
 قاتل عارف حسینی کی ہے بس ہم کو طلب ماسوا اس کے نہیں کچھ اپنی خواہش کا سبب  
 یاد رکھو بوتراپی حق پہ ڈٹ جاتے ہیں جب ڈٹ گئے جب ایک دفعہ پھر حق سے ہم ہٹتے ہیں کب  
 خوف بندوؤں سے کرتے ہیں نہ سنگینوں سے ہم  
 روکتے ہیں توپ کے گولوں کو بھی ٹینکوں سے ہم  
 ٹکڑوں سے کوساروں کے سروں کو پھوڑ دیں ہم نظر ڈالیں تو طوفانوں کے رخ کو موڑ دیں  
 غیض میں آجائیں تو خیبر کا قلعہ توڑ دیں رجم آجائے تو ہم قاتل کو زندہ اچھوڑ دیں  
 ہاں مگر ہم اس سے دل کو صاف کر سکتے نہیں  
 قاتل عارف کو ہرگز معاف کر سکتے نہیں  
 قاتل عارف حسینی جن یا جادوگر نہیں ہم کو قاتل چاہئے اور اس سے کچھ ہٹ کر نہیں  
 کوئی بھی مجرم کسی حاکم سے طاقتور نہیں آپ گر چاہیں تو پھر یہ کام مشکل تر نہیں  
 صدر پاکستان کی خدمت میں بس یہ عرض ہے  
 خون عارف الحسینی آپ پر بھی قرض ہے  
 واردات قتل کو مت محرم قاتل سے پوچھ حادثہ یہ غیر جانبدار سے عادل سے پوچھ  
 خوں کے دریا میں ہمارا ڈوبنا سائل سے پوچھ اور حقیقت پوچھنا چاہے تو پھر گھاتل سے پوچھ  
 قتل عارف الحسینی بس اسی کا کام ہے  
 سپر طاغوت و سنگبار جس کا نام ہے

اے غلامانِ جنابِ مژ شہیدِ کربلا اے شہیدانِ صراطِ دینِ ربِّ کبریا  
اے عزادانِ سبطِ تاجدارِ انبیاء کر دیا ہے تم نے حقِ کُڑ کی غلامی کا ادا  
شہنشاہِ سجاد و زاہد کی شہادت کو سلام

جن کے تم بیٹے ہو اُن ماؤں کی عظمت کو سلام  
صورتِ عزم و عمل بھی میکرِ ایثار بھی روز و شبِ ملت کی خدمت کے لیے تیار بھی  
یہ شہیدانِ وفا تھے صاحبِ کردار بھی آج کی دنیا میں رو کر بھی تھے یہ دیندار بھی  
صحینِ بابِ العلم میں درگاہِ حضرت کے لیے  
جاگتے تھے رات دن اس کی حفاظت کے لیے

یہ شہیدانِ ستم ابنِ علی کے غمِ گسار مذہب و ملت کی خدمت جن کا تھا اعلیٰ شعار  
مسجد و محراب و منبر کے تھے یہ خدمت گزار حق تو یہ ہے حق کی خاطر کر گئے جانیں غار  
خادمانِ بارگاہِ حضرتِ عباسؑ تھے  
جب بھی دیکھا ہے انھیں بس یہ علم کے پاس تھے

آج بھی زبرِ علم ہیں یہ علم کے پاسدار تابد ہے صحینِ بابِ العلم ان کی یادگار  
ان کی قبروں کا امیں ہے خانہ پروردگار اب بھی یہ مسجد میں ہیں گو ہیں قضا سے ہمکنار  
سورۃ الحمد پڑھتے ہیں بااذنِ کردگار

قبر پر ان کی ملائک دن میں آکر پانچ بار  
باعثِ صد فخر ہیں اس انجمن کے نوجواں عزمِ خرقہ خاں میں بھی جن کے چہروں سے عیاں  
یہ شہیدِ کربلا کے سوگوار و نوحہ خواں کر گئے راہِ حسنینت پہ قرباں اپنی جاں  
قُرب کُڑ دے خلد میں اُن کو میرا ربِّ جلیل  
اور عطا ماں باپ کو کر اُن کے تو صرِ جمیل

اے خداوندِ دو عالم اے رحیم اے کبریا پالنے والے میرے معبود اے ربِّ علی  
شہنشاہ و زاہد و سجاد جیسا مرتبہ صدقہ آلِ محمدؐ سے ہو گھائیں کو عطا  
یا الہی میں لکھوں نوے سرِ بارغِ جناں  
شہنشاہ و زاہد و سجاد ہوں واں نوحہ خواں

بعدہ اس کے حکومت سے ہے یہ میرا خطاب قاتلوں کو ان شہیدوں کے کرے اب بے نقاب  
 عدل اور انصاف سے تو نے کیا گر اہتباب چھین لے گا کرسیاں پھر تجھ سے خالق کا عذاب  
 خاک ہو جائیگا جل کر تیرا زعم اقتدار  
 یاد کر اُس وقت کو اُس وقت کا کر انتظار  
 سوچیں ارباب حکومت اپنے دل میں کم سے کم تابا کہ جلتے رہیں گے مسجد و قرآن ہم  
 علم میں ہے انتظامیہ کے قرآن کی قسم کون برساتا ہے مسجد اور عزا خانوں پہ ہم  
 نام پر اسلام کے جس ملک کی بنیاد ہو  
 مسجد و قرآن پر اس ملک میں بیداد ہو  
 قتل مسجد میں نمازیوں کا ہو شام و سحر منبر و محراب و مسجد خون میں ہو تربت  
 اور کرے حملے عزا خانوں پہ سپہ بھض و شر سربراہ مملکت اس امر سے ہو بے خبر  
 مملکت اسلام کی ہے یہ کہ کفرستان ہے  
 گھر خدا کا خون سے رنگیں جہاں ہر آن ہے  
 باری مسجد کرے ہندو جو بھارت میں شہید ارض پاکستان میں برپا ہو گہرام شدید  
 مسجدوں کے ساتھ پاکستان میں قرآن مجید نذر آتش کر رہی ہے کھل کے اولاد یزید  
 اس پہ ہیں خاموش ارباب حکومت اور عوام  
 ہے مسلمان کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام  
 حکمران کے واسطے یہ جاء عبرت ہے جناب جب کوئی حاکم منافقت کا کرلے ارتکاب  
 صورت سی ون تھری زیرو خدا کا پھر عذاب بے خبر حاکم کا کر دیتا ہے وہ خانہ خراب  
 پھر تماشہ یہ دکھاتا ہے اُسے قبر خدا  
 جبراً کر دیتا ہے اُس کا اس کے چہرے سے جدا  
 ہیں مسلمان آپ تو حق مسلمان بھی بنائیں خوں کا بدلہ خون ہے اسلام میں اُن کو بتائیں  
 قاتلان مسجد و قرآن کو پھانسی پر چڑھائیں وقت کی کرسی پہ فائض ہیں نہ اُن سے خوف کھائیں  
 صدر پاکستان کی خدمت میں اتنی عرض ہے  
 حرمت قرآن و مسجد آپ کا بھی فرض ہے

آپ کو پہچان منافق کی نہیں تو ہم بتائیں ہو اجازت آپ کی تو ان کا چہرہ بھی کرائیں  
 باپ ہیں ان کے سعودی اور یہودی اُن کی مائیں چھپ نہیں سکتے کہیں وہ لاکھ وہ خود کو چھپائیں  
 جالیے اُن کو منافق اور بے تک وطن  
 حیدری نعرے سے جن کے رخ پر پڑ جائے شکن  
 منہ شگافی ہو چکی ہے اب یہاں تک ان کی عام پہلے تو چالیس پاروں کا لگایا اتہام  
 اس کو ثابت کر سکے نہ جب یہ صیہونی غلام اب یہ بتلاتے ہیں اپنا جو خدا کا ہے کلام  
 یہ گروہ فتنہ و شر طبقہ دہشت گراں  
 ہے ازل ہی سے خلافِ دین و ایمان و قرآن  
 بانی سچ فسادہ منافق بد گہر جس کو گھائیں مرتے دم تک ہو نہ پائی یہ خبر  
 نام کیا ہے کون تھا یا کون ہے اُس کا پدر ہے گواہ فہرستِ دونگ جھنگ کی اس امر پر  
 نام سے والد کے دونگ لسٹ وہ محروم ہے  
 ولدیت کے باب میں تحریر نامعلوم ہے

## غلامانِ حُرّ

اے بیروانِ دین و شریعت تمہیں سلام اے خادمانِ مذہب و ملت تمہیں سلام  
 مسجد میں تم نے پائی شہادت تمہیں سلام زیرِ علم تمہاری ہے تربت تمہیں سلام  
 کس کو خبر تھی توڑ کے تم روضۂ حیات  
 عیدالاضحیٰ مناد گے مولا علی کے ساتھ  
 راہِ کُشیّت کے شہیدو تمہیں سلام ظلمِ یزیدیت کے شہیدو تمہیں سلام  
 دستِ وہابیت کے شہیدو تمہیں سلام جبرِ ستودیت کے شہیدو تمہیں سلام  
 مسجد میں خوں تمہارا بہایا ہے بے خطا  
 مقتلِ وہابیوں نے کیا خانہِ خدا  
 بیروہو کا یہ وہابی بدِ نصال کرتا ہے مسجدوں کو نمازی کے خوں سے لال  
 اسلام دشمنی میں نہیں اس کی ہے مثال حقِ نمکِ یہودی کا کرتا ہے یوں خلال  
 مَٹھپ مَٹھپ کے اہل حق پہ یہ گولی چلاتا ہے  
 باطل سے دوستی کو یہ ایسے نباہتا ہے  
 اے شہنشاہ و زاہد و سجادِ نیک خو جانے نہ دیں گے رائیگاں ہم آپ کا لہو  
 قاتل تمہارے بچ نہیں سکتے کسی بھی سو چاہے کسی سپاہ کے وہ کیوں نہ ہوں گرو  
 قاتل تمہارے دار پہ جب تک نہ جائیں گے  
 اس وقت تک سکوں بھی نہ ہم لوگ پائیں گے  
 جب قاتلوں کی مل بھی گئی ہے کمین گاہ اور اس جگہ سے پکڑا گیا اُن کا اسلحہ  
 لاعلم قاتلوں سے نہیں انتظامیہ پھر اُن کو نہ پکڑنے کی ہے کون سی وجہ  
 اربابِ اقتدار کی خدمت میں عرض ہے  
 تم پر لہو شہیدوں کا واللہ قرض ہے  
 ایسا نہ ہو کہ قرض یہ پھر ہم کریں ادا کل ہم سے کیجئے گا نہ اس امر پر گھا  
 گر آپ سے سنبھلتے نہیں ہیں یہ بے حیا پھر ہم پہ چھوڑ دیجئے سب ان کا معاملہ  
 یہ کیا مٹائیں گے ہمیں ان کی مجال کیا  
 جب ان کا جدِ یزید نہ ہم کو مٹا سکا

اسلام کے لباس میں یہ دشمنانِ دیں پھرتے ہیں ہم چھپائے ہوئے زیرِ آستین  
وہ اتحاد جو کہ ہو مابینِ مسلمین بدبخت نامراد یہ وہ چاہتے نہیں  
دشمن ہے اہل حق کی یہ اولاد بن زیاد  
دستور اس سپاہ کا ہے فتنہ و فساد  
یہ اہل شر منافق و بے دیں نمک حرام بدر و احد کا چاہتے ہیں ہم سے انتقام  
یہ دیکھتے ہوئے اب حکومت کا ہے یہ کام منہ میں بنامِ امن منافق کے دے لگام  
ورنہ غلام حیدر کرار ہم بھی ہیں  
اور اس کے ساتھ پیرو مختار ہم بھی ہیں  
یہ کیا کہ قتل بھی ہوں گرفتار بھی ہوں ہم یہ عدل کے خلاف ہے انصاف کی قسم  
اس طرح کل کرے گا موزخ اسے رقم کھل کر یہ اہل حق پہ حکومت کا تھا ستم  
یکطرفہ منصفی کا جو معیار یہ رہا  
پھر ایسا حکمران منافق ہے باخدا  
پروہگار میرے خدا میرے کبریا اے لاشریک وحدہ اے ربِّ العالی  
ہیں جو بھی ان شہیدوں کے ماں باپ و اقربا صدقہ سے بختن کے انہیں صبر ہو عطا  
گھائل بنامِ زاہد و سجاد و شہنشاہ  
پڑھیے ثواب کے لیے ایک سورہ فاتحہ

☆

## مجاہد اکبرؒ رہبر اعظمؒ

اے مردِ حر مجاہد اکبرؒ تجھے سلام مختار وقتِ حق کے سپہ گر تجھے سلام  
عزم و عمل یقین کے پیکر تجھے سلام اے رہبر صراطِ ابوزرؒ تجھے سلام  
جانناز سرفروشِ حسینیؒ تجھے سلام  
اے نائبِ امامِ خمینیؒ تجھے سلام

اللہس کو تھی آسِ نطق تیرے ہی دم سے ایک دن تو پھوٹے گا اُسے دستِ ستم سے  
بتِ آلِ سعودی کے ہٹائے گا حرم سے کعبہ کو سجائے گا شریعت کے علم سے  
باطل کی اجل صورتِ ضعیفؒ تھا خمینیؒ  
حقِ دین کا وہ رہبر اعظمؒ تھا خمینیؒ

دل شاہوں کے لرزاں تھے تیرے نام کو سن کر تھا خوفِ تیری ذات کا طغوت کے دل پر  
تھا ضربِ گراں ذکرِ تیرا کفر کے سر پر خائف تھا تیری دھاک سے شیطان کا لشکر  
آیا تھا بڑے زعم بڑی طیشِ نظر سے  
تہران سے بھاگا بڑا شیطان تیرے ڈر سے

حقِ بینِ حق نگاہِ حق آگاہِ حق شناس تیغ و تبر نہ آتھیں ہتھیار جس کے پاس  
اس کی بس ایک توکلِ حق پر تھی کلِ اساسی اور نصرتِ علیؑ پہ تھی ہر وقت جس کی آس  
امریکیوں کی ہے نہ کسی روسیاء کی ہے  
نعرہ تھا اس کا بس بڑی طاقتِ خدا کی ہے

خطبات میں خمینیؒ کے ہر وقت ہر مقام تھا اتحادِ عالمِ اسلام کا پیام  
گر مان لیتے آج خمینیؒ کا یہ کلام تو آج یوں نہ ہوتا مسلمان کا قتل عام  
بوسینا کی سمت نہ اٹھتی بڑی نظر  
خونِ رنگ ایسے ہوتی نہ ارضِ سری نگر

پیغامِ یہ خمینیؒ کا باطل کے تھا خلاف امریکی دینداروں کے یہ دل کے تھا خلاف  
یہ نعرہ اہل دین کے قاتل کے تھا خلاف یعنی منافقین کی منزل کے تھا خلاف  
جب ہی تو یہ خلافِ خمینیؒ ہیں ہر قدم  
اس کے عوض یہ پاتے ہیں صیہون سے رقم



## مجاہد اکبر رہبر اعظم

اے مردِ خُرجاہد اکبر تجھے سلام مختار وقتِ حق کے سپہِ گر تجھے سلام  
 عزم و عمل یقین کے پیکر تجھے سلام اے رہبرِ صراطِ ابوزر تجھے سلام  
 جانباز سرفروشِ خمینیؑ تجھے سلام  
 اے نائبِ امامِ خمینیؑ تجھے سلام

القدس کو تھی آس فقط تیرے ہی دم سے ایک دن تو چھوڑائے گا اُسے دستِ ستم سے  
 بت آلِ سعودی کے ہٹائے گا حرم سے کعبہ کو سچائے گا شریعت کے علم سے  
 باطل کی اجل صورتِ خمینؑ تھا خمینؑ  
 حق دین کا وہ رہبرِ اعظم تھا خمینؑ

دل شاہوں کے لرزاں تھے تیرے نام کو سن کر تھا خوفِ تیری ذات کا طاغوت کے دل پر  
 تھا ضربِ گراں ذکرِ تیرا کفر کے سر پر خائف تھا تیری دھاک سے شیطان کا لشکر  
 آیا تھا بڑے زعمِ بڑی طیشِ نظر سے  
 تہران سے بھاگا بڑا شیطان تیرے ڈر سے

حق بینِ حق نگاہِ حق آگاہِ حق شناسِ حق و حیر نہ آتھیں ہتھیار جس کے پاس  
 اس کی بس ایک توکلِ حق پر تھی کلِ اساسی اور نصرتِ علیؑ پہ تھی ہر وقت جس کی آس  
 امریکیوں کی ہے نہ کسی روسیاء کی ہے  
 نعرہ تھا اس کا بس بڑی طاقتِ خدا کی ہے

خطبات میں خمینؑ کے ہر وقت ہر مقام تھا اتحادِ عالمِ اسلام کا پیام  
 گر مان لیتے آج خمینؑ کا یہ کلام تو آج یوں نہ ہوتا مسلمانوں کا قتلِ عام  
 بوسینیا کی سمت نہ اٹھتی بُری نظر  
 خوں رنگِ ایسے ہوتی نہ ارضِ سری نگر

پیغامِ خمینؑ کا باطل کے تھا خلاف امریکی دینداروں کے یہ دل کے تھا خلاف  
 یہ نعرہ اہل دین کے قاتل کے تھا خلاف یعنی منافقین کی منزل کے تھا خلاف  
 جب ہی تو یہ خلافتِ خمینؑ ہیں ہر قدم  
 اس کے عوض یہ پاتے ہیں صیہون سے رقم

دشمن ہے اہل حق کی جہاں میں سعودیت اور اس کی ذیلی شاخ ہے دہشت و دہائیت  
 ملتی ہے اس کو مغربی مکتب سے تربیت فرض و ہائیت میں ہے رسم یزیدیت  
 اس ہی سبب یہ خون مسلمان بہاتے ہیں  
 اور حاجیوں کا مٹہ کو مقتل بناتے ہیں  
 جس جا وہائیت کی ذرا بھی ہے گرد باد اگتا ہے اس جگہ شجر فتنہ و فساد  
 امریکی ڈالروں کی ہے اس کی جڑوں میں کھاد پھل جس کے تین ہوتے ہیں شریعت اور عناد  
 ہے ان پھلوں سے یا تو یہودی کو فائدہ  
 یا ان پھلوں سے فکر سعودی کو فائدہ  
 اپنا سا دوسروں کو سمجھ لینا سر بسر واللہ کے ازل سے ہے یہ فطرت بشر  
 ہے بات صرف اتنی سی القصدہ مختصر چوروں کو چور شاہوں کو شاہ آئے گا نظر  
 شاطر کو ہر مقام پہ شاطر دکھائی دے  
 کافر کو تو فرشتہ بھی کافر دکھائی دے  
 تھا مقصد خمیہ مسلمان کا اتحاد قرآن کا سبق ہو مسلمان کو دل سے یاد  
 مابین کلمہ گو کے نہ ہو فتنہ و فساد اسلام دشمنوں سے کریں مل کے سب جہاد  
 خوشنودی خدا ہے خمیہ کا یہ پیام  
 گھاتل کا اے امام خمیہ تمہیں سلام

☆

## امریکہ مردہ باد

عُدوۂ عالم اسلام بے ایمان مردہ باد وہ دہشت گرد تو سب سے بڑا ہے خود زمانے میں جھکائیں اپنا سر مسلم ممالک پیش واشتکشن مثال روس امریکہ میں وہ دن آنے والا ہے مسلمان حکمران کا نام میں لیتا نہیں لیکن بزعیم ایٹمی قوت بنایا تھا جو شیطان نے خدائے وحدہ کی ذات ہے سب سے بڑی طاقت سر یوسینا کشمیر و لبنان و فلسطین پر جہاں ویٹو کی طاقت بھی ہو خود ظالم کے ہاتھوں میں جھکا ہو جس کا پلہ ظلم استکبار کی جانب ہو گر مسلم ممالک کی علیحدہ اپنی آئی ایم او چڑھایا دار پر عیسیٰ کو اس قوم یہودی نے بڑے شیطان کی شہ پائے اسرائیل اور بھارت یہودی میں حیا ہے اور نہ غیرت نام سے واقف بنام فرقہ آپس میں لڑاتے ہیں مسلمان کو یہودی اور سعودی کے سوا ہر ملک دنیا کا بہاتے ہیں مسلمان جو مسلمانوں کا خوں گھائل حدیث مغلن مومن کے وہ نافرمان مردہ باد

ہے اس دنیا میں امریکہ بڑا شیطان مردہ باد مسلمان ملک پر دھرتا ہے جو بہتان مردہ باد بڑے شیطان کے یہ خواب یہ ارمان مردہ باد کرے گا اُس کو اس کا ایٹمی سامان مردہ باد ہو امریکہ کا جو بھی طالع فرمان مردہ باد وہ منصوبہ ہوا آکر سر تہران مردہ باد بڑی طاقت کہے جو خود کو شیطان وہ مردہ باد جو برساتے ہیں بم وہ ابراہا ہامان مردہ باد وہ یو این او کا اندھا بے زباں ایوان مردہ باد وہ ڈنڈی مار یو این او تیری میزان مردہ باد تو پھر ہوں جبر و استبداد کے طوفان مردہ باد رہی موسیٰ کی یہ ہی قوم نافرمان مردہ باد خدا کی بستیاں کرنے لگے ویران مردہ باد ازل ہی سے ہے یہ مادر پدر عربان مردہ باد منافقین غلام موشیہ دایان مردہ باد کہے گا اب وہ امریکہ الاعلان مردہ باد



نام دین حق کا تونے جس طرح روشن کیا  
 ہر قدم پر جبکہ تھے سنگین آتش زیرِ بم  
 آگ کے شعلوں میں تو بڑھتا رہا مردانہ وار  
 اتنا ہی چکا دیا تجھ کو تیرے ایثار نے  
 دور ایٹم ہو سکا نہ تیری راہوں میں نخل  
 اپنی ٹھوکر سے اتارا تو نے شاہی سر سے تاج  
 پرچم اسلام لہرایا فضا میں ہو کے شاد  
 راس آئے تجھ کو اسلامی جمہوریت کا دور  
 جبر و استبداد کا مرکز بنے طفل و مُسن  
 خون رلائے گی زمانہ کو یہ خونی داستان  
 نام سے انسان کے حیوان کو گھن آئے گی  
 مرد حق یعنی خمینیؑ مرد مومن مرد نر  
 سہل آزادی کا ملنا حفظ ہے اس کا کلمن  
 اور تجھے حق نے رکھا ہے حق پچانے کے لیے  
 ہے مذاق کی مٹھری اب بھی تیرے دل کے قریب  
 ملتِ ایران لیکن کب ہے اپنے دل سے دور  
 فتح اہل حق کو دے معبود میرے ہر جگہ  
 جس طرح کا تھا خمینیؑ راہ حق کا رہنما  
 نام سے جس کے لرز جاتا ہے قلبِ سامراج  
 دی ہلکتِ فاش جس نے کہ بڑے شیطان کو  
 بُش کے طیارے فضا میں خود بخود ٹکرا گئے  
 ایسی قوت سے بڑھ کر قوتِ ایمان ہے  
 ہے بڑی طاقت خدائے عزوجل والشان کی  
 وہ خمینیؑ جس سے خائف تھے نصاریٰ و یہود  
 ایسی خیر لرزتا ہے خمینیؑ نام سے  
 ہمت و عزمِ عمل کا بن گیا ہے اک نشان  
 جس کے پیچھے ہی ہماری قوم کو آجائے ہوش  
 دیکھیں یو این او کے بدلے دھار کو شمشیر کی

ملتِ ایرانیاں کو باادب بااحترام  
 اہل پاکستان کی جانب سے گھاتل کا سلام

مرحبا ایران کے مرد مجاہد مرزا  
 راہ حق میں رات دن بڑھتے رہے تیرے قدم  
 تیرے جذبہ کے تصدق تیری ہمت کے ثار  
 جتنی کوشش کی مٹانے کی تجھے اغیار نے  
 کانپ اٹھے سینوں میں تیرے ڈر سے طوفانوں کے دل  
 تیری کوشش نے ٹھکانے کر دیئے ضدی مزاج  
 آخرش تو آگیا منزل پہ اپنا بامراد  
 ہوں مبارک ملتِ ایران کو حق کے طرز و طور  
 لاکھوں جاہلیں دے کے تونے جب یہ دیکھے آج دن  
 عورتوں پر وہ ستم کہ الحفیظ و الامان  
 یہ ستم صدّام کے تاریخ جب دہرائے گی  
 بخشا ہے اللہ نے ایران کو وہ راہبر  
 سُن ذرا تو غور سے سُن اب یہ گھاتل کا سُخن  
 کوششِ باطل رہی ہے حق مٹانے کے لیے  
 یاد رکھنا بھولنا اس کو نہیں میرے حبیب  
 ہے جہاں تک فاصلوں کی بات یہ مانا ضرور  
 لب پہ اہل پاک کے ہر وقت ہے یہ ہی دُعا  
 ایسا ہی راہبر کوئی یارب ہمیں بھی کر عطا  
 جس نے خاکستر کیا بے تیغ شاہی تخت و تاج  
 وہ خمینیؑ جس نے یہ بخشا شرفِ ایران کو  
 وہ خمینیؑ جس کے رعب سے گھبرا گئے  
 جس نے ثابت کر دیا اور جس کا یہ اعلان ہے  
 جس کا ہے نعرہ نہ شرقی اور نہ غربستان کی  
 مثلِ ضربِ حیدری دنیا میں تھا جس کا وجود  
 آج ہر مَرَجَب پریشان ہے بُرے انجام سے  
 ملتِ ایران تیرا بچہ بوڑھا اور جوان  
 ایسا ہی نسخہ ہمیں بھی لکھ کوئی اے سرفروش  
 کوششیں ہم بھی کریں آزادی کشمیر کی

## مقرر سے خطاب

اے مقرر تنگ دل اے کم نظر اے کینہ خو  
 گر بُرا مانے نہ تُو تو سن ذرا عزت مآب  
 آج ہے کچھ عرض کرنا تجھ سے لیکن صاف صاف  
 نام تُو منبر پہ جن کے لے رہا ہے صبح و شام  
 تیری تقریروں کی بارش آل کے کردار پر  
 پہلے اپنے دل کا تو تحریر خود احوال کر  
 اُن کے دل تھے صاف نیت صاف شیشے کی مثال  
 وہ تو تھے خیر ہلکن مرحب ہلکن آنتر ہلکن  
 فاتحوں کی ہدایت میں بھی تبلیغ اُن کی پُر خلوص  
 تھی میسر جو کی روٹی وہ بھی اُن کو خشک تر  
 فخر سے کہتا ہے تُو کملی تھی اُن کی تار تار  
 پیٹ کی خاطر اصول دین سے بھٹکا ہے تو  
 خونِ اہلیت کا دل کھول کر سودا کرے  
 چشمِ بدغم ہے مگر دل کو تیرے کچھ غم نہیں  
 وقتِ ذبح مل سکا جن کو نہ ایک پانی کا جام  
 بیچتا ہے جس کو سیکوں کے عوض ہر روز تُو  
 زینب و کلثوم کی چادر میں ہنڈی ہے تیری  
 وہ تو پہرا دے لٹے خیموں کا شب بھر دل فگار  
 تو بغیر زر سوئے منبر کبھی بڑھتا نہیں  
 حق تیبوں اور بیواؤں کے کھا جاتا ہے تُو  
 بات دنیا کی جہاں ہوتی ہے بیک جاتا ہے تُو  
 دستِ زر کی طرف دل جان سے مائل ہے تو  
 جس کو ٹھکرایا علی نے اُس سے تجھ کو پیار ہے  
 اے میں قرباں کیا یہ ہی ہے خدمتِ کرب و بلا  
 تُو زبانی ہے حسین ابن علی کا نمکسار  
 تو کہ اقوالِ آئمہ سے جسے انکار ہے  
 جو ہوں کے داغ اپنے دل سے دھو سکتا نہیں  
 وہ محافظ مذہب و ملت کا ہو سکتا نہیں

معزز قارئین کرام! یہ عبارت جو میں نظم کی شکل میں پیش کر رہا ہوں یہ ایک بہت پرانے اور بوسیدہ رسالے سے لی گئی ہے حروف مقطعات جو کلام پاک میں ہیں ان کے بارے میں تحقیق و انکشاف جناب حضرت علامہ دہختری نے فرمایا ہے۔ تفسیر کشاف سے ماخوذ یہ عبارت جس کی جسارت میں نے نظم کی شکل میں کی ہے حاضر ہے۔ بنور ملاحظہ فرمائیں۔ شکریہ

قرآن پاک کے یہ حروف مقطعات نورانی ہیں حروف یہ مثل تجلیات ہے ان کی وضو میں دعوت فکر و نظر کی بات ان سے رجوع کیجیے لیکن بالذات دیتے ہیں یہ حروف پتہ اس صراط کا

جو راستہ جہاں میں ہے باعث نجات کا

تعداد میں یہ حرف ستر ہیں لاکلام ایک ان میں ع۔ چودہ۔ الف۔ ان میں تیرہ۔ ل

دو بار۔ ی۔ ہے۔ م۔ کا سترہ جگہ مقام ہیں چار۔ س۔ تین۔ ص۔ ر۔ کے چھ قیام

۔ ہ۔ چھوٹی دو ہیں اور بڑی۔ ح۔ ہے سات بار

ک۔ ایک۔ ن۔ ایک۔ ہے دو۔ ق۔ ط۔ چار

ہیں یہ حروف آپ کے پیش نظر جناب ہوں آپ ان حروف سے اس طرح فیض یاب

ہر حرف ان حروف سے یوں کچے انتخاب ہر حرف کا ہو حرف مکرر سے اجتناب

جیسے کہ ایک الف کا ہے چودہ جگہ مقام

جملہ بناتے وقت لیں بس ایک الف سے کام

جب یہ حروف جملوں کی صورت میں آئیں گے ایماں سے ذہن و قلب کو یہ جگہ گائیں گے

جی ہے کس کی راہ یہ مژدہ سنائیں گے کھل کر یہ اس کا اسم گرامی بتائیں گے

قرآن کے یہ حروف ہیں اللہ کی زباں

یہ رمز ہیں خدا و محمدؐ کے درمیاں

لکھئے۔ ص۔ ر۔ اور۔ الف۔ ط۔ با احتیاط ع۔ اور۔ ل۔ ی۔ لکھیں حل ہوں گی مشکلات

پھر۔ ح کے بعد۔ ق۔ لکھیں ہے یہ حق کی بات ن۔ اور۔ م۔ س۔ لکھیں ک و ہ کے ساتھ

چودہ حروف سے باکرم رب وحدہ

جملہ بنا صراط علی حق نمسکبہ

جملہ یہ ایک ایسا بنا اپنی شان میں مثل اس کا ہے زمیں نہ کہیں آسمان میں

لاکھوں بنیں گے جملے تو ہر ایک زبان میں جو ایک کے سب ہوں گے وہ مہمل بیان میں

گھائل اس عربی جملے کا تم ترجمہ سنو

سچا علی کا راستہ مضبوط تھام لو



## ملت اسلامی سے خطاب

یہ نظم جب پاکستان دولخت ہوا اور پاک بھارت جنگ کے موقع پر

ملت اسلامیہ سے ہے یہ گھائل کا خطاب چھا رہا ہے تجھ پہ ہر جانب سے ذلت کا سحاب  
 گلن مومن اخوة سے ہے جو تجھ کو اجتناب دیکھ پھر دنیا میں تیری آئے گا وہ انقلاب  
 لڑکھڑا جائے گا ضرب گردش ایام سے  
 تیری نسلیں تک نہ بیٹھیں گی کبھی آرام سے  
 جاگ اٹھ اے ملت خوابیدہ بے حد سو چکی ہاتھ سے جو کچھ تجھے کھونا تھا وہ تو کھو چکی  
 راہ میں بونا تھے جو کانٹے وہ دنیا بو چکی ہوش میں آ ہوش میں برباد عزت ہو چکی  
 اب موتی کے لیے موتی ہے قیمت کے لیے  
 جان دے دیتا ہے عزت دار عزت کے لیے  
 ہمت و عزم و عمل سے ہر قدم پر کام لے راہ حق میں کوشش پیہم کا بازو تھام لے  
 غیر کے انکیہ پہ سر رکھ کر نہ اب آرام لے ٹھوکریں کھائے گا کب تک اٹھ خدا کا نام لے  
 غور کر اس پر کہ کیا تھا تیرے آبا کا چلن  
 حق کی خاطر باندھ کر رکھتے تھے وہ سر سے کفن  
 صفحہ ہستی سے مسلم کو مٹانے کے لیے سازشیں ہوتی ہیں تیرا خوں بہانے کے لیے  
 آبروئے مذہب و ملت بچانے کے لیے ذوالفقار حیدری بن جا زمانے کے لیے  
 قطع کر دے بازوؤں سے گردش دوراں کے ہاتھ  
 جنگ کر دے دیں کے دشمن کے لیے راہ حیات  
 قوم جب پنے گی تو اور جب پھریں گے تیرے دن متحد ہو جائیں ملت کے اگر طفل و مسن  
 پھر کوئی مشکل مسلمان کو نہیں ہوگی کٹھن یاد کر اس وقت کو اس وقت کی گھڑیوں کو گن  
 جبکہ تھے صرف ایک سو تیرہ مسلمان جاں نثار  
 فتح ان پر پائی جو دشمن تھے دیں کے بے شمار



## ملت اسلامی سے خطاب

یہ نظم جب پاکستان دولخت ہوا اور پاک بھارت جنگ کے موقع پر

ملت اسلامیہ سے ہے یہ گھائل کا خطاب چھا رہا ہے تجھ پہ ہر جانب سے زلت کا سحاب  
 کلن مومن اخوة سے ہے جو تجھ کو اجتناب دیکھ پھر دنیا میں تیری آئے گا وہ انقلاب  
 لڑکھڑا جائے گا ضرب گردش ایام سے  
 تیری نسلیں تک نہ بیٹھیں گی کبھی آرام سے  
 جاگ اٹھ اے ملت خوابیدہ بے حد سو چکی ہاتھ سے جو کچھ تجھے کھونا تھا وہ تُو کھو چکی  
 راہ میں بونا تھے جو کانٹے وہ دنیا بو چکی ہوش میں آ ہوش میں برباد عزت ہو چکی  
 آب موتی کے لیے موتی ہے قیمت کے لیے  
 جان دے دیتا ہے عزت دار عزت کے لیے  
 ہمت و عزم و عمل سے ہر قدم پر کام لے راہ حق میں کوشش پیہم کا بازو تھام لے  
 غیر کے تکیہ پہ سر رکھ کر نہ اب آرام لے ٹھوکریں کھائے گا کب تک اٹھ خدا کا نام لے  
 غور کر اس پر کہ کیا تھا تیرے آبا کا چلن  
 حق کی خاطر باندھ کر رکھتے تھے وہ سر سے کفن  
 صفحہ ہستی سے مسلم کو مٹانے کے لیے سازشیں ہوتی ہیں تیرا خوں بہانے کے لیے  
 آبروئے مذہب و ملت بچانے کے لیے ذوالفقار حیدری بن جا زمانے کے لیے  
 قطع کر دے بازوؤں سے گردش دوراں کے ہاتھ  
 تنگ کر دے دیں کے دشمن کے لیے راہ حیات  
 قوم جب بنے گی تو اور جب پھریں گے تیرے دن متحد ہو جائیں ملت کے اگر طفل و مسن  
 پھر کوئی مشکل مسلمانوں کو نہیں ہوگی کٹھن یاد کر اس وقت کو اس وقت کی گھڑیوں کو گن  
 جبکہ تھے صرف ایک سو تیرہ مسلمان جاں نثار  
 فتح ان پر پائی جو دشمن تھے دیں کے بے شمار

جان کی پروا نہ تھی تھے اس قدر دل کے کڑے موت پر وہ جا پڑیں یا موت ان پر آپڑے  
 پیچھے ہٹتے ہی نہ تھے جس جا قدم اُن کے گڑے بامراد و شاد لوٹے جب کبھی رن پر چڑھے  
 ہاتھ پھیلاتے نہ تھے وہ غیر کی امداد پر  
 اک توکل تھا تو بس اُن کو خدا کی ذات پر  
 سچ بتا تاریخ میں ملتی ہے کیا ایسی نظیر لاکھ سے زائد مسلمان جنگ میں ہوں یوں اسیر  
 اہل ایمان کفر کے ہاتھوں ہو اس طرح حقیر کون سے دل سے کہوں کیا مر گیا تیرا ضمیر  
 تجھ کو خالق نے جو بخشی تھی وہ دولت کیا ہوئی  
 ملتِ اسلام بتلا تیری غیرت کیا ہوئی  
 غور سے اب بات سن تو آ کے گھائل کے قریب سامنے قاتل ہے تیرے تو ہے قاتل کے قریب  
 ہے چھری دستِ ستم کی اب تیرے دل کے قریب بیٹھنا اچھا نہیں یوں تھک کے منزل کے قریب  
 وقت کے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہو  
 تم پاؤں اللہ کہہ کر اٹھ کہ بیڑا پار ہو  
 سندھی بلوچی و بنگالی و پنجابی پٹھان کیا جدا رکھتے ہیں یہ اپنا خدا اپنا قرآن  
 مایو اک لالہ کے کیا ہے کلمہ کا بیان کلمہ گو یہ ایک ہوتے آج تو سن میری جان  
 کلوے کلوے بھر یہ پاکستان نہ ہوتا کبھی  
 پورا ہندوستان کا ارمان نہ ہوتا کبھی



## سانحہ مکہ معظمہ

اے اہل حق سنو یہ ہے مکہ کا واقعہ موقع پہ حج کے جو کہ وہاں رونما ہوا  
 کعبہ کے در سے اُس کا تھا دو میل فاصلہ جب حاجیوں کو ٹامی گنوں سے ہدف کیا  
 اموات کچلے جانے کی جھوٹی ہے داستاں  
 اوپر سے سنگ باری تھی نیچے سے گولیاں  
 اللہ کے کلام کو دل سے ٹھلا دیا خوں حاجیوں کا خلیہ حق میں بہا دیا  
 کیوں کر دیارِ مکہ کو قتل بنا دیا ان ظالموں نے آج وہ کر کے دکھا دیا  
 جو کام ہوسکا نہ تھا اب تک یہود سے  
 کروا دیا انہوں نے وہ آلِ سعود سے  
 قرآن کا فرضِ حج پر ہے یہ بیاں کی جائیں مشرکین سے بے زاریاں عیاں  
 لیکن عمل یہ دل پہ منافق کے ہیں گراں باعث ہے اس کا یہ کہ یہودن ہے ان کی ماں  
 ناپاک عزم ایک ہے اہل حسود کا  
 رشتہ ہے یہ جہاں میں یہود اور سعود کا  
 حجاج کا عمل تھا یہ اللہ کی رضا لب پر قبول حج کی تھی اللہ سے دُعا  
 ہاتھوں میں اُن کے کچھ نہ تھا تیج کے بوا پُراس تھا یہ حق کی شریعت کا قافلہ  
 حُجّو فرائض حج بیتِ اللہ تھا  
 یہ قافلہ ہامِ قرآن نگاہ تھا  
 آگے تھے اس جلوں کے معذور و ناتواں بچے تھے اس کے بعد تھیں حجاج بیہیاں  
 مردانِ حق کا پیچھے تھا ان سب کے کارواں تھا حاجیوں کے نعرۂ تکبیر بر زباں  
 لب پر تھی ان کے حق کی طرف داریوں کی بات  
 اس طرح مشرکین سے تھی بیزار یوں کی بات  
 باطل نواز منکرِ حق دشمنِ قرآن پی کر شراب سنتا ہے مغرب کی جو اڈاں  
 کہتا ہے خود کو خادمِ حرمین بے ایماں ہے دل سے جو مفادِ یہودی کا پاسباں  
 یہ بات ناگوار تھی اُس بد خرام کو  
 یعنی کہ فہدِ نطق بے نگ و نام کو

مکہ کی بلڈنگوں کی چھتوں پر سے بے حساب پھینکا گیا جلوس شریعت پہ گرم آب  
 پڑتا تھا جس بدن پہ نہ لاتا تھا اس کی تاب اس کام میں تھا شرطوں کے شیطاں بھی ہم رکاب  
 مکہ میں اس جلوس کے پرست کے باوجود  
 جانوں سے کھینے لگے حجاج کی سعود  
 گولی چلائی لاشوں کو پامال کر دیا حجاج کے لہو سے شہر لال کر دیا  
 گولوں سے آنسو گیس کے بھونچال کر دیا یعنی خدا کے گھر کا برا حال کر دیا  
 بدلا ہے شیر امن و اماں کا رزار میں  
 قرآن سے پھر گئے نئے اقتدار میں  
 مکہ کا کچھ ادب نہ مدینہ کا احترام ان کی نظر میں کچھ بھی نہیں مسجد الحرام  
 بالجبر ہے سعودی حکومت کا انتظام لیتے ہیں اس طرح یہ مسلمان سے انتقام  
 یوسہ نبی کے روضہ کا بدعت بتاتے ہیں  
 اس پر وہ زائرین کے دڑے لگاتے ہیں  
 یہ غاصبان قبلہ اڈل کے ہم خیال القدس چھینے جانے کا ان کو نہیں ملال  
 امریکہ کے غلام ہیں مردود بد خصال صیہون سے ہیں ان کی وفاداریاں کمال  
 ان کو خدا کا خوف نہ اس کے حبیب کا  
 یہ حکم مانتے ہیں فقط تل آیب کا  
 ہے ناپسند ان کو شریعت رسول کی دل میں نہیں ہے ان کے محبت رسول کی  
 محروم ہے چراغوں سے تربت رسول کی پھر اس پہ چاہتے ہیں شفاعت رسول کی  
 چودہ سو سال سے ہیں مسلمان کے خلاف  
 شیطان کے مرید ہیں رحمان کے خلاف  
 ان کی فہمہ میں دشمن دیں کا ہے احترام امریکہ مردہ باد کا نعرہ کہیں حرام  
 لب پر کسی کے آ جو گیا حق کا یہ کلام کام اس کا گولیوں سے یہ کر دیتے ہیں تمام  
 ظلم سعودیت کی کوئی حد نہ انتہا  
 مکہ میں اک بنا دی گئی اور کربلا

اجداد نے انہی کے ستم یہ روا کیا شاہد ہے جس کا آج تلک دھبہ کربلا  
 نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسہ ذبح کیا سر کاٹ کے حسین کا نیزے پر رکھ دیا  
 اس طرزِ نو سے اجر رسالت ادا کئے  
 چھینی ردائیں بیوؤں کی خیمے جلا دیئے  
 سبطِ رسول ہائے وہ بیمار و ناتواں بیواؤں اور یتیموں کا سالارِ کارواں  
 پہنے ہوئے تھے طوقِ گراں بار و بیڑیاں ڈھائے وہ ظلم آل پہ جس کا نہیں بیاں  
 وہ ہی ہیں سب یزید کے رسمِ رواج بھی  
 بغضِ علی کی آگ ہے سینوں میں آج بھی  
 آلِ نبی سے ان کو عداوت ہے آج تک وہ ہی طریقِ کارِ شقاوت ہے آج تک  
 بدر و احد کی دل میں کدورت ہے آج تک احکامِ مصطفیٰ سے بغاوت ہے آج تک  
 ہے یہ ازل سے درہم و دینار کی غلام  
 شاہی سعودیت کی ہے اغیار کی غلام  
 طالبِ یہودیت سے یہ لطف و کرم کے ہیں بندے نہیں خدا کے یہ بندے رقم کے ہیں  
 خادم نہیں حرم کے یہ خائن حرم کے ہیں گھائل عدو ازل سے یہ شاہِ اُمم کے ہیں  
 یہ قاتلانِ حاملِ احرام ہو گئے  
 یعنی سعودی خارج از اسلام ہو گئے



باطل کو زمانے میں نہیں خوف کسی سے  
خطرہ ہے اُسے نامِ حُسین ابنِ علی سے

## سوال گھائل

کرتا ہے سوال آپ سے یہ گھائل ناداں بتلائے مجھے ملتِ اسلام بائیاں  
 کس گھر سے ملا دین یہ سمجھائیں مسلمان اسلام پہ قربان کئے کس نے دل و جاں  
 کس نے سر میدان علم دین کا گاڑا  
 اور حق کے لئے کفر کی بستی کو اُجاڑا  
 ہو جس کی یہ معراج طہارت وہ بتاؤ کعبہ میں ہو جس کی کہ ولادت وہ بتاؤ  
 جس کی ہوئی مسجد میں شہادت وہ بتاؤ ہو جس کی کنیری میں شجاعت وہ بتاؤ  
 دکھلاؤ وہ جس نے درِ خیبر کو اکھاڑا  
 مرحب کو پئے دینِ خدا جس نے پچھاڑا  
 تاریخ میں دیکھا ہے کوئی ایسا دلاور؟ جھولے ہی میں دو جس نے کیا کلمہ اُذر  
 جس بچہ کی ہو خیر سے یہ عظمتِ مادر جس کے لئے دیوار میں کعبہ کی گھلے در  
 دکھلاؤ کوئی ایسا پدر ہو جو کسی کا  
 جو پہلا نواحِ خوال ہو رسولِ عربی کا  
 ہے ایسا کوئی جس نے پئے بخششِ اُمت اولاد کو ورثہ میں عطا کی ہو شہادت  
 ہے کوئی سخی ایسا ہو جس کی یہ سخاوت سائل کو توگر جو کرے وقتِ عبادت  
 دکھلائے جو ایسے کرم کر کے دکھائے  
 شربت بھی وہ خود اپنے ہی قاتل کو پلائے  
 بتلاؤ مجھے بندہ یکتا کوئی ایسا فرزند ہو جس کا شہِ مظلوم کا جیسا  
 جس کے لئے قرآنِ مطہر کا ہو دعویٰ بیٹا ہے یہ اللہ کے محبوبِ نبی کا  
 جس کی رضا رضاءِ خدا اور رسول ہو  
 جب تک رہے یہ پشت پہ سجدے میں طول ہو  
 مظلوم بھی ایسا کوئی دیکھا ہو تو کہہ دو سر جس کا بڑیدہ سر نیزہ ہو تو کہہ دو  
 اس حال میں قرآن کوئی پڑھتا ہو تو کہہ دو خنجر کے تلے گر کوئی پیاسا ہو تو کہہ دو  
 بتلائے ایسے کسی مرسل کا نواسہ  
 جو تین شب و روز کا مارا گیا پیاسا



بتلاؤ مجھے باپ کوئی ایسا مثالی جس نے کہ سناں بیٹے کے دل سے ہو نکالی  
جس نے کہ رو حق میں بھرا گھر کیا خالی سر دے دیا اور عزتِ اسلام بچالی  
سو زخم ہوں جس شخص کی صرف ایک جبین پر  
اور سجدے کرے شکر کے وہ تپتی زمیں پر  
لاؤ تو سہی ایسا کوئی دین کا رہبر ششہا ہو جس کا کوئی بچہ علی اصغر  
جو دین کی نصرت میں بڑھے جھولے سے آکر اور حق پہ ہو قرباں سر میدان وہ ہنس کر  
اور ظلم کے ایوان کی بنیاد ہلا دے  
اک تہلکہ جو فوجِ ستم گر میں چا دے  
بر روئے زمیں ہو تو کوئی سامنے لاؤ فرزندِ جواں اُس کا کوئی ہو تو دکھاؤ  
اکڑ کوئی ہم شکلِ نبی ہو تو بتاؤ جو حق کے لئے دل پہ ہے برچھی کا گھاؤ  
ہے کوئی جو اُس وقت میں دل اپنا سنبھالے  
برچھی کو جواں بیٹے کے جب دل سے نکالے  
جب ایسا زمانے میں کوئی اور نہیں ہے پھر کہیے کہ ہاں صرف حسین ابن علی ہے  
ہے جس سے بقا دین کی بے شک یہ وہی ہے یہ ہی حسینِ محسنِ اسلامِ نبی ہے  
دل اس نے منظور کئے انوارِ یقیں سے  
اس نے ہی شناسا کیا سجدوں کو جبین سے  
اے ملتِ اسلام خُدارا یہ بتا دے اولاد کو جو اپنی رو حق میں کٹا دے  
اس بات کا خمیر کو ملت یہ صلہ دے جو درس دیا اُس نے اُسے دل سے بھلا دے  
کیا وہ سبقِ کرب و بلایا یاد نہیں ہے  
وہ درسِ شہیدانِ وفا یاد نہیں ہے  
وہ لوگ تو حق بات پہ تلواروں سے ٹکرائے اور دیں کے کڑے وقت میں وہ لوگ ہی کام آئے  
سر اپنے اُن ہی لوگوں نے دیں کے لئے کنوائے ایک تم ہو بھلے وقت میں حق گوئی سے کترائے  
کچھ سوچو کرو غور ذرا یاد کرو تم  
پیغامِ شہیدِ کرب و بلا یاد کرو تم

جو حق ہے اس کو حق کہو اور جا بجا کہو ظالم کے روبرو کہو اور بر ملا کہو  
 نامِ حُسنِ آئے تو صلے علی کہو ہر وقت کے یزید کو کھل کر بُرا کہو  
 خنجر بھی حلق پر ہو تو حق کا بیاں کرو  
 عباس کے غلام ہو کیوں فکرِ جاں کرو  
 لعنت ہے حق یزید کا بھیجیں یزید پر لیکن یزید وقت پر کیوں اس سے درگزر  
 ہے آج کا یہ ملا عمر نطفہ شہر اور طالبان اس کے ہیں شاگرد بدگھر  
 تھا وہ یزید تیغ کُن کعبہ خدا  
 یہ مسجدوں کو بم سے اڑاتے ہیں جا بجا  
 سوچیں خدا کے واسطے ملت کے پاسباں مومن کو حکم ہے کہ کہے زور سے اذان  
 حق گوئی پر نموش ہے پھر کس لئے زباں کہہ دو تمہیں عزیز ہے مولا سے اپنی جان  
 تم اہل حق ہو حق کو جہاں پر عیاں کرو  
 تم پیروی شاہ زمین و زماں کرو  
 یا بھئی تو لب پہ تمہارے ہے بار بار اس پر عمل کے واسطے کس کا ہے انتظار  
 یہ دور بھی تو ہے وہ ہی دور ستم شعار نرغہ میں حق ہے قوتِ باطل سے بے شمار  
 باطل کو مردہ باد بھی کہنا جہاد ہے  
 اس نعرے کا جواب بھی دینا جہاد ہے  
 بتلاؤ تم میں حق کا طلب گار کون ہے حق کی مدد کے واسطے تیار کون ہے  
 خُرا کی طرح سے حق کا مدد گار کون ہے مثلِ حبیب تم میں سے جی دار کون ہے  
 بوزر کی طرح دین پرستار ہے کوئی  
 میثم کے جیسا صاحبِ کردار ہے کوئی  
 باطل میں اب رہا نہیں کچھ دم نہ حوصلہ جو حق کا کر سکے کہیں ڈٹ کر مقابلہ  
 باطل نے طے کیا ہے منافق سے معاملہ جاری رکھے وہ حق سے بغاوت کا سلسلہ  
 باطل منافقین کا پروردگار ہے  
 صیہونی سازشوں سے منافق کو پیار ہے  
 بے شک منافقین ہیں باطل کے دستِ راست ان میں سے ایک زشتی ہے مردود و بد صفات  
 اے حق پرستوں کاٹ لو زشتی کے سر کے ساتھ اس بے حیا پلید کے ناپاک دونوں ہاتھ  
 یہ بھی ہے ایک سُنّتِ محتارِ ذی حشم  
 جنتِ نبی سے اور حُسنی سے لو رقم

نہ محصیت سے کہیں جب حجاب آتا ہے گناہ گاروں پہ تب ایک عذاب آتا ہے  
 عذاب کھاتا ہوا بچ و تاب آتا ہے بہ شکل قبر خدا انقلاب آتا ہے  
 امان و امن کی صورت بگاڑ دیتا ہے  
 بے بسائے ہوئے گھر اجاڑ دیتا ہے

لہو چٹاتا ہے یہ خنجروں کی دھاروں کو نصیب ہوتی نہیں قبر اس کے ماروں کو  
 نظر میں لاتا نہیں کچھ یہ بادقاروں کو یتیم و بیوہ بنا دیتا ہے ہے ہزاروں کو  
 کسی سے جزیہ کسی سے خراج لیتا ہے  
 کسی کا تخت الٹا ہے تاج لیتا ہے

یہ ساتھ لاتا ہے وہ خلفشار کی صورت کہ بے قرار ہو جس سے قرار کی صورت  
 حواس اڑتے ہیں گرد و غبار کی صورت یہ ہی بدلتا ہے لیل و نہار کی صورت  
 جتنا کرتے ہیں اُلفت جو ہم نشین بن کر  
 وہ دوست ڈستے ہیں پھر مار آتیں بن کر

جدائی ڈالتا ہے یہ ہی رشتہ داروں میں بے ہوئے ہیں جو قریوں میں اور دیاروں میں  
 ہے اُن کی یاد ہر اک وقت دل نگاروں میں کہ جن کا خون بہا گنگ و جن کے دھاروں میں  
 مچھا جو ساتھ سے اس کا نہ پھر سراغ ملا  
 پر کا باپ کو بیٹی کا ماں کو داغ ملا

نفاق و بغض و حسد اس کو دل سے بھاتا ہے دلوں میں آگ تعصب کی یہ لگاتا ہے  
 زمیں پہ خون کے دریا یہ ہی بھاتا ہے وطن سے اہل وطن کو یہ ہی چھڑاتا ہے  
 یہ سب کرشمے زمانے میں انقلاب کے ہیں  
 شکار ہم بھی اس ہی خانماں خراب کے ہیں

عقیدہ باتوں کو کس طرح آپ بچ جائیں یہ اُن سے پوچھیں گئیں جن کے روبرو جائیں  
 مٹائی جانے لگیں دوستی کی پچائیں وہ بھالے ظالموں کے اور تیز کرپائیں  
 لٹا کے بچوں کو نیزہ لگا کے مارتے تھے  
 بڑوں کا واہگرو کہہ کے سر اُتارتے تھے

نہیں شک اس میں ہوئے ظلم ہم پہ حد سے سوا مگر کسی نے نہ ہم میں سے اس پہ غور کیا  
 ازل کے دن ہی سے جو ہیں عدوۂ دین خدا پھر اُن کے جور و جفا اور ستم کا کیا شکوہ  
 گلا تو اپنوں سے ہے ظلم بے پناہ کیا  
 نبی کے گھر کو مسلمانوں نے تباہ کیا

مہاجرین غریب الوطن کو روتے ہیں مقامی لوگ اسیرِ محن کو روتے ہیں  
 لہو کے اشکوں سے مجروح تن کو روتے ہیں شہیدِ ظلم کے خونی کفن کو روتے ہیں  
 حسین کے وہ مصائب جو یاد آتے ہیں  
 ہم اپنی ساری مصیبت کو بھول جاتے ہیں  
 وطن کو جائیں اگر ہم تو جا بھی سکتے ہیں وطن سے اہل وطن کو بلا بھی سکتے ہیں  
 جو ہم پہ گزری ہے اُس کو سنا بھی سکتے ہیں جو زخم کھائے ہیں دل پر دکھا بھی سکتے ہیں  
 مدینہ والے مدینہ کو پھر کے آ نہ سکے  
 حسین پھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے  
 غضب ہے کیسے مسلمان تھے وہ بد افعال کسی نے بھی تو نہ سمجھا کہ ہے رسول کی آل  
 مسافروں کو کیا مثل گوشتِ حلال ہے بے گناہی پہ جس کی گواہ دشتِ قتل  
 بلا کے صاحبِ لولاک کے نواسے کو  
 لبِ فرات کیا ذبح بھوکے پیاسے کو  
 رسول زادوں پہ ہائے انتہاء جفا کئے اسیرِ حرم بعدِ سیدِ الشہداء  
 رسن میں ہاتھ کسی کے تھے اور کسی کا گلا بڑائیں چھین کے تشہیر بے نقاب کیا  
 جو دست گیر زمانے کے تھے زمانے میں  
 یزیدیت نے رکھا ان کو قید خانہ میں  
 پھر اُس پہ تنگ اور تاریک شام کا زنداں جہاں ہوا کا گزر تھا نہ روشنی کا نشان  
 اندھیرا ایسا کہ گھٹتا تھا سانس تک بھی وہاں وہ قید خانہ کہ جس پر تھا قبر کا سا گمان  
 کیا ہے قید انہیں جو ہیں قلب و جانِ رسول  
 تباہ کر دیا امت نے خاندانِ رسول  
 رسول کون محمد حبیبِ ربِ علی قرآن ذاتِ گرامی پہ جس کی ہے اترا  
 اس ہی رسول کا اُن کی زباں پہ تھا کلمہ جنہوں نے آلِ نبی پر کئے تھے جو د جفا  
 انہی کی آج بھی کچھ باقیات ہے گھائل  
 لبوں پہ جن کے یہ کافر کی بات ہے گھائل



مہاجرین غریب الوطن کو روتے ہیں مقامی لوگ اسیر محن کو روتے ہیں  
 لہو کے اشکوں سے مجروح تن کو روتے ہیں شہید ظلم کے خونی کفن کو روتے ہیں  
 حسین کے وہ مصائب جو یاد آتے ہیں  
 ہم اپنی ساری مصیبت کو بھول جاتے ہیں  
 وطن کو جائیں اگر ہم تو جا بھی سکتے ہیں وطن سے اہل وطن کو بلا بھی سکتے ہیں  
 جو ہم پہ گزری ہے اُس کو سنا بھی سکتے ہیں جو زخم کھائے ہیں دل پر دکھا بھی سکتے ہیں  
 مدینہ والے مدینہ کو پھر کے آ نہ سکے  
 حسین پھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے  
 غضب ہے کیسے مسلمان تھے وہ بد افعال کسی نے بھی تو نہ سمجھا کہ ہے رسول کی آل  
 مسافروں کو کیا مثل گوسفند حلال ہے بے گناہی پہ جس کی گواہ دشتِ قتال  
 بلا کے صاحبِ لولاک کے نواسے کو  
 لبِ فرات کیا ذبح بھوکے پیاسے کو  
 رسول زادوں پہ ہائے انتہاء جفا کئے اسیر حرمِ بعدِ سیدہ الشہداء  
 زن میں ہاتھ کسی کے تھے اور کسی کا گلا ردائیں چھین کے تشہیر بے نقاب کیا  
 جو دست گیر زمانے کے تھے زمانے میں  
 بزدلیت نے رکھا ان کو قید خانہ میں  
 پھر اُس پہ تنگ اور تاریک شام کا زنداں جہاں ہوا کا گزر تھا نہ روشنی کا نشان  
 اندھیرا ایسا کہ گھٹٹا تھا سانس تک بھی وہاں وہ قید خانہ کہ جس پر تھا قبر کا سا گماں  
 کیا ہے قید انہیں جو ہیں قلب و جان رسول  
 تباہ کر دیا امت نے خاندانِ رسول  
 رسول کون محمد حبیبِ ربِ علی قرآن ذاتِ گرامی پہ جس کی ہے اُترا  
 اس ہی رسول کا اُن کی زباں پہ تھا کلمہ جنہوں نے آلِ نبی پر کئے تھے جو و جفا  
 انہی کی آج بھی کچھ باقیات ہے گھائل  
 لبوں پہ جن کے یہ کافر کی بات ہے گھائل



اسلام اے تشنہ لب سبط پیبر اسلام  
اسلام اے صبر و مظلومی کے پیکر اسلام  
اسلام اے حسین ابن علی سبط پیبر اسلام  
اسلام اے سیدہ زہرا کے دلبر اسلام

پیش کی ہیں راہ حق میں تونے وہ قربانیاں  
جس گھڑی کڑیل پسر کے تلب سے کھینچی بناں  
ہوٹا ہے جن کے تقدس پر فرشتوں کا گماں  
کانپ اٹھے تیرے تحمل پر زمین و آسمان  
شکر خالق کا کیا اور لب ہلے تکبیر پر  
جب لگا ناوک گلوئے اصغر بے شیر پر

بندگی کا معترف ہے خود تیری بندہ نواز  
زخم تن پر سینکڑوں ہر زخم سے تو بے نیاز  
پڑھ سکے گا حشر تک نہ اب کوئی ایسی نماز  
خوں کے دھارے میں تیرے تھا بخشش امت کا راز  
شہد عینی ہے تیرے صدمہ و آلام کا  
خوں بھرا سجدہ تیرا وہ عصر کے ہنگام کا

اسے حسین ابن علی حقانیت کی خیر خواہ  
جب ہوا دشمن شریعت کا یزید روسیاء  
چشم بدہیں کو پرکھ اٹھی تیری حق ہیں نگاہ  
تیرے دامن میں ملی دین محمد کو پناہ  
پھر زمانہ بے خبر ہے آج عظمت سے تیری  
جب کہ یہ اسلام زندہ ہے شہادت سے تیری

زندگی کو موت سے تو نے بدل کر رکھ دیا  
غازہ لعنت کو اُس کے منہ پہ مل کر رکھ دیا  
حوصلہ باطل کا تلووں سے منسل کر رکھ دیا  
آخرش عزم یزیدی کو کچل کر رکھ دیا  
اسے ہمید کربلا تیری شجاعت کو سلام  
تیرے صبر و شکر کو اور تیری عظمت کو سلام

اسلام اے وارث کعبہ و دین مصطفیٰ  
اسلام اے ائما اے حل اشی  
اسلام اے بولتے قرآن بناء لا الہ  
اسلام اے ائما اے حل اشی  
اسلام اے مونیں زوار فی الیوم الجزا  
یہ سلام گھائل خستہ پہ شہ نجف  
گر قبول افتد میرے مولا زہ عز و شرف



## فلسطین

سین اب غور سے یہ اہل یورپ ظلم کے بانی  
 وگرنہ پھر وہی تیغ صلاح الدین چکے گی  
 سر یونیا لبنان و کشمیر و فلسطین میں  
 مسلمانوں کا ملک اور اہل یورپ کی حکمرانی  
 مسلمان نام اور اسلام سے یہ بغض رکھتے ہیں  
 مسلمانانِ عالم اب خدا ہوش میں آئیں  
 خلافِ دین حق ہیں سازشیں اقوامِ باطل کی  
 عمل تم کُل مومن اخوت پر کیوں نہیں کرتے  
 ہے بین المسلمین بس اتحاد اللہ کی سی  
 طلب امداد کی ہر گام پر اغیار سے کر کے  
 بلا کر بُش کو عراقی مسلمان قتل کردائے  
 بڑا شیطان ہے اُن کی نگاہوں میں سپر پاور  
 یہ اسلامی ممالک باخدا سب ایک ہو جائیں  
 بنامِ حفظِ کعبہ جو یہودی کی مدد چاہے  
 وہاں سے خود ہی ایٹم بم بھی کترا کر گزر جائے  
 مسلمانانِ عالم غور سے اس بات کو سوچیں  
 اگر اب بھی مسلمان کو نہ ہوش آیا تو پھر گھاتل  
 چرا کار کند عاقل کہ باز آید پشیمانی





مرجا محفل ایمان سجانے والو جشن قرآن بہ صد شان منانے والو  
 رسم اس جشن کی ہر سال بھانے والو اس طرح شوکت اسلام بڑھانے والو  
 ہو مبارک تمہیں یہ جشن نزول قرآن  
 تم پہ ہو اور سوا رحمت رب یزداں  
 ہے مگر آج مسلمان سے یہ قرآن کا سوال کون ہے تم میں بھلا ایسا کوئی نیک نصال  
 جس کے یکساں ہوں رو زیت میں قول و افعال طاب مرضی قرآن ہیں جس کے اعمال  
 تم میں ایسا بھی ہے قرآن کا کوئی شیدائی  
 جو مسلمان مسلمان کو سمجھے بھائی  
 کون سے سورہ قرآن میں تحریر پتاؤ اے مسلمانو! مسلمانوں کا تم خون بہاؤ  
 اپنے ہی بھائی کا گھر اپنے ہی ہاتھوں سے جلاؤ ہولیاں خون کی رضاں کے مہینہ میں مناؤ  
 کس سپارے میں ہے اس طرح سے عیدی دینا  
 تحفہ عید میں بچوں کو تیلی دینا  
 غیر لکھتے ہیں یہ تاریخوں میں افسانوں میں کچھ حقیقت نہیں ان سوختہ سامانوں میں  
 خون ناحق ہے اسی قوم کے دامنوں میں کچھ نہیں عظمت اسلام مسلمانوں میں  
 دل سے کب کرتے ہیں یہ لوگ قرآنی باتیں  
 یہ محض کرتے ہیں قرآن کی زبانی باتیں



## آہ آقا محسن الحکیم

اے نائبِ امامِ زماں محسنِ الحکیم  
 طاقتِ گزارِ متقی و عابد و علیم  
 اس دورِ بے ثبات میں منہ ہم سے موڑ کے  
 اے کشتیِ حکومتِ بغدادِ السلام  
 اے صبر و ضبط و درو کی تصویرِ السلام  
 اے پاسبانِ گلشنِ ایمانِ الوداع  
 واقف ہیں اُس ذلیلِ حکومت سے خوب ہم  
 پیری میں حصّے بے جا کے وہ آپ پر ستم  
 شعلہ ہے دل میں بھڑکا ہوا انتقام کا  
 کس سے کہیں یہ کفرِ مسلمان کی بات ہے  
 اسلام کا گلا ہے مسلمان کا ہاتھ ہے  
 سُنّت کو کر کے رو رکھا قرآن طاق میں  
 اب پھر ہے کربلا کی ضرورتِ عراق میں

☆

jabir.abbas@yahoo.com

فرض کی طرح ادا کرتے ہیں سنت اُن کی  
ہم شب و روز جو یہ سینہ زنی کرتے ہیں  
بائے پیرو اصحابِ نبی ہیں ہم لوگ  
ہم یہ تقلیدِ اویس قرنی کرتے ہیں

.....☆.....

جرا سے کربلا تک کربلا سے آج تک گھائل  
براءِ حق رہی ہر وقت امدادِ ابو طالب  
جہاں اسلام کو مشکل کوئی درپیش آئی ہے  
وہاں اسلام کے کام آئی اولادِ ابوطالب

.....☆.....

کیے ہیں عیش دنیا میں نہ اب عُقیلی میں خواہش ہے  
یہاں اے داوڑِ محشر میں اپنا دعا لوں گا  
وہ واعظ ہے اُسے تو بخش دے حوروں بھری جنت  
میں شاعر ہوں اگر لوں گا تو تجھ سے کربلا لوں گا

.....☆.....

شاعر زباں نواز ہے واعظ زباں دراز  
سن لے نہ کوئی گھائل گستاخ بس خموش!  
اتنا ہے فرق دونوں میں کر مختصر سی بات  
اک کربلا بدوش ہے اک کربلا فروش

پسند کتنا ہے پردردگار کو گھاتل  
 بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا  
 ہیں اس کے کلمہ توحید میں بھی بارہ حروف  
 لکھیں تو آپ ذرا لا الہ الا اللہ

☆.....

محر کرم ہے ان کی ذات فیض مآب ہی نہیں  
 ہم پر وہ ان کی بخشش جن کا حساب ہی نہیں  
 فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ گم ہے کیا  
 ایسا دیا نئی ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

☆.....

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 رجوعِ قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 شریکِ بزمِ رسالت ہوا کرے دنیا  
 شریکِ کارِ رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆.....

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت  
 زبانِ ان کی کلام اُس کا زہِ عروج مقامِ قربت  
 یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشی  
 پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضبِ خدا کا یہ اُن کی آفت

پسند کتنا ہے پروردگار کو گھاتل  
 بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا  
 ہیں اس کے کلمہ توحید میں بھی بارہ حروف  
 لکھیں تو آپ ذرا لا الہ الا اللہ

.....☆.....

محر کرم ہے ان کی ذات فیض مآب ہی نہیں  
 ہم پر وہ ان کی بخشش جن کا حساب ہی نہیں  
 فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ گم ہے کیا  
 ایسا دیا نئی ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

.....☆.....

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 رجوعِ قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 شریکِ بزمِ رسالت ہوا کرے دنیا  
 شریکِ کارِ رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

.....☆.....

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت  
 زبانِ ان کی کلامِ اُس کا زہِ عروج مقامِ قربت  
 یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشی  
 پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضبِ مُخدا کا یہ اُن کی اُمت

پند کتنا ہے پروردگار کو گھائل  
 بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا  
 ہیں اس کے کلمہ توحید میں بھی بارہ حروف  
 لکھیں تو آپ ذرا لا الہ الا اللہ

☆.....

محر کرم ہے ان کی ذات فیض مآب ہی نہیں  
 ہم پر وہ اُن کی بخششیں جن کا حساب ہی نہیں  
 فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ گم ہے کیا  
 ایسا دیا نبی ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

☆.....

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 رجوعِ قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں  
 شریکِ بزمِ رسالت ہوا کرے دنیا  
 شریکِ کارِ رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆.....

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت  
 زبانِ ان کی کلام اُس کا زہ عروج مقامِ قربت  
 یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشی  
 پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضبِ خدا کا یہ اُن کی اُمت

برائے شرکتِ میلادِ مصطفیٰ گھاتل  
 بہشت و خلد سے اپنے امام آئے ہیں  
 مقامِ عرش سے اس محفلِ مؤدت میں  
 خدا کے ساتھ رسولِ انام آئے ہیں

.....☆.....

امام بارگاہ و مسجدِ حسینی میں  
 ہر ایک ہاتھ میں فردوس کی کلید ہے آج  
 ملائک آپ سے آئے ہیں یاں گلے ملنے  
 ولادتِ فہم کون و مکاں کی عید ہے آج

.....☆.....

یابنی آپ کے ماسوا کون ہے  
 ہم غریبوں کا حاجت روا کون ہے  
 آپ نے آکے دُنیا کو سمجھا دیا  
 ناخدا کون ہے اور خدا کون ہے

.....☆.....

بتوں سے مانگنے والوں کو آکر  
 شناساءِ حق و ایماں بنایا  
 بنایا تھا خدا نے آدمی کو  
 محمدؐ نے اُسے انسان بنایا



عید میلاد کے دن پھولوں سے مہکا مہکا  
ہم نے اس شہر کا پر نور سویرا دیکھا  
رات آئی تو چراغوں کے سمندر دیکھے  
دل میں اُس دن بھی مسلمان کے اندھیرا دیکھا

.....☆.....

یا نبی قلعہ اسلام کے محراب و مستوں  
ہم نے زر پوش عقیدت سے سنوارے دیکھے  
دور اسلام کے ان ساٹھ برس میں آقا  
صرف اسلام کے لگتے ہوئے نعرے دیکھے

.....☆.....

آج ہر گھر میں چراغاں ہر گلی میں روشنی  
عید میلاد نبی کی ہر طرف ایک دھوم ہے  
جس نبی کے نور سے روشن ہیں یہ دونوں جہاں  
اس کا روضہ اک دیئے سے آج بھی محروم ہے

.....☆.....

آپ کی خاک کعبہ پا کی یہ عظمت یارسل  
بن گئی عرش بریں کے سر کی زینت یارسل  
اس پہ اپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو  
میری گم ظرفی کی یہ ہوگی علامت یارسل

عیدِ میلاد کے دن پھولوں سے مہکا مہکا  
ہم نے اس شہر کا پر نور سویرا دیکھا  
رات آئی تو چراغوں کے سمندر دیکھے  
دل میں اُس دن بھی مسماں کے اندھیرا دیکھا

.....☆.....

یابنی قلعة اسلام کے محراب و مستوں  
ہم نے زر پوش عقیدت سے سنوارے دیکھے  
دور اسلام کے ان ساٹھ برس میں آقا  
صرف اسلام کے لگتے ہوئے نعرے دیکھے

.....☆.....

آج ہر گھر میں چراغاں ہر گلی میں روشنی  
عیدِ میلادِ نبی کی ہر طرف ایک دھوم ہے  
جس نبی کے نور سے روشن ہیں یہ دونوں جہاں  
اس کا روضہ اک دیئے سے آج بھی محروم ہے

.....☆.....

آپ کی خاک کعبہ پا کی یہ عظمت یارسل  
بن گئی عرشِ بریں کے سر کی زینت یارسل  
اس پہ اپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو  
میری گم ظرفی کی یہ ہوگی علامت یارسل

میزبانی کر رہا ہے آج خود عرش بریں  
آج کی شب مہماں ہیں حق کے ختم المرسلین  
اس زمیں سے آسمانوں کی حدوں کو روند کر  
جا ملا نورِ ازل سے آج نورِ اولیں

.....☆.....

کیوں نہ پھر جوش میں اللہ کی رحمت آئے  
جب کہ اس بزم میں سرکارِ رسالت آئے  
بیچھے آپ با آوازِ بلند اُن پہ درود  
تاکہ پھر قلبِ منافق پہ قیامت آئے

.....☆.....

یہ اور بات کہ دیکھا نہیں اُن کو لیکن  
نظر وہ بزمِ خیالات میں ہر سو آئے  
زباں پہ آتے ہی اسمِ محمدؐ عربی  
مرے دہن سے گلابوں کی سی خوشبو آئے

.....☆.....

کھلا کر گلِ ثناءِ مصطفیٰ کے  
میں یہ محفلِ منتظر کر رہا ہوں  
میں پڑھ کر نعتِ نورِ اولیں کی  
لکھ اپنی معذور کر رہا ہوں

علی سے دین الہی کا باغ روشن ہے  
 علی سے شرع نبی کا دماغ روشن ہے  
 خدا کے گھر میں ہوئی ہے علی کی پیدائش  
 خدا کے گھر کا علی سے چراغ روشن ہے

.....☆.....

ہم نے یوں ہی کہا نہیں حلال مشکلات  
 اک کش مکش میں تھی شب معراج حق کی ذات  
 پردے میں بھی رہا دل محبوب بھی رکھا  
 خوش کر دیا نبی کو دکھا کر علی کا ہاتھ

.....☆.....

یہ کعبہ شک نہیں مظہر مہدی کی شان کا ہے  
 جو راز اس میں ہے محتاج کب بیان کا ہے  
 یہ کس کی جاء ولادت ہے پہلے یہ سمجھو  
 شرف مکیں کا زیادہ ہے یا مکان کا ہے

.....☆.....

جس کو خطاب عرش سے حق کے دلی کا ہے  
 بے مشبہ جانشین وہی پھر نبی کا ہے  
 اس سے خلاف ہونے پہ کیسا ثواب حج  
 کعبہ بھی تو مقام ولادت علی کا ہے

ذاتِ خدائے پاک سے اتنا قریب کون ہے  
 بازوئے ختم المرسلین دستِ خدائے ذوالجلال  
 ہم بھی تو دیکھ لیں ذرا سامنے لاؤ تو اُسے  
 حُجّو اکِ علی کی ذات کے کون ہے ایسا ماں کا لعل

.....☆.....

جشنِ غدیر یہ باخدا یادگار ہے  
 مسرور دل ہیں سب کے فضا خوشگوار ہے  
 گھاتلِ ضیفی میں یہ تیرا طرزِ منقبت  
 پیری کے دلوں میں خزاں میں بہار ہے

.....☆.....

آئی معراج میں اس طرح علی کی آواز  
 بولنے والا ہی اس گھر کا کبھی ہو چھے  
 دیکھو کعبہ میں ذرا پاءِ علی کی رفعت  
 نقشِ پامبرِ نبوت کا نگین ہو چھے

.....☆.....

بجائے دل می گوید بایں الفاظ قرآنے  
 رسولِ حق نمی گوید بغیر حکمِ یزدانے  
 محمدؐ گفت مولا یش منم دارد کہ این مولا  
 علیؑ حیدرِ کزارِ کلّ دین و ایمانے

محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم کو گعبہ حق کی  
 ہوئی ہے آج جس صورت سے زیبائش مبارک ہو  
 ابوطالب کو اور بیتِ اسد کو اپنے بیٹے کی  
 خدائے لم یلد کے گھر میں پیدائش مبارک ہو

-----☆-----

نخیں و خیر و خندق میں یوں تو اے گھاتل  
 علی علی کی صدا بار بار آئی ہے  
 مگر غدر کے دن کی صدائے من گھٹ  
 کسی کے دل پہ قیامت گزار آئی ہے

-----☆-----

معراج کی شب عرش پر یہ ماجرا کیا ہے  
 لہجہ بھی وہی دستِ مبارک بھی بجا ہے  
 پھر کون ہے پردے میں یہ تشویش ہے دل کو  
 حیراں ہیں محمدؐ یہ علیؑ ہے کہ خدا ہے

-----☆-----

یاد رکھنا تا ابد یہ بھی ہے اکِ عبرت کی بات  
 نعرۂ ہایدری کی جنگ میں نصرت کی بات  
 ہیں ابھی فوجیں وہاں اور قبضہ کشمیر بھی  
 اس کے بارے میں نہ کرنا بھول کر ہدعت کی بات

تمہارے ہاتھ میں کیا کچھ نہیں ہے  
 بڑی طاقت کو تم ٹھوکر پہ مارو  
 مسلمانوں تمہیں سب کچھ ملے گا  
 ذرا تم یا علی کہہ کر پکارو

.....☆.....

جس نے جہاں بھی جب بھی پکارا تھا یا علی  
 کہہ کر مزاج وقت سدھارا تھا یا علی  
 دیکھی نہ تھی شکست کسی بھی محاذ پر  
 جب تک کہ پاک فوج کا نعرہ تھا یا علی

.....☆.....

ایک ہی وار میں جو سر سے کمر تک پہنچے  
 کاٹ کر اسپ کو گیتی کے جگر تک پہنچے  
 بات اس تیغ دو پیکر کی نہ کچے گھاتل  
 بات بڑھ جائے تو جبریل کے پر تک پہنچے

.....☆.....

علی کا معجزہ دیکھو گے چل کر اپنی آنکھوں سے  
 علی علی کی لگاتے ہوئے صدائیں چلو  
 جہاں پہ آکے مرا خود بہ خود بڑا شیطان  
 جگہ وہ آپ کو تہران میں دکھائیں چلو



محب علی جو قلب کی گہرائیوں میں ہے  
 مونس یہ ہی تو قبر کی تنہائیوں میں ہے  
 راہ سفر کی فکر نہ زاد سفر کا غم  
 نصرت علی کی جب میرے ہمایوں میں ہے

.....☆.....

کہنا مقام جنگ میں یا بزمِ آسن میں  
 ہے سنتِ رسولؐ خدا یا علیؑ مدد  
 ارشاد ہے خلیفہٗ دوئمؑ کا بھی یہ ہی  
 مر جانا میں نہ کہتا جو یہ یا علیؑ مدد

.....☆.....

غدیری میکدہ آراستہ ہے میکساروں سے  
 محمد مصطفیٰؐ ساقی ہیں شغلِ بادہ نوشی ہے  
 پیو تم بھی یہاں لیکن لگا کر حیدری نعرہ  
 علی مرتضیٰؑ کا آج جشنِ تاج پوشی ہے

.....☆.....

خدیجہؓ بی بی ہیں خاتونِ اولِ اسلام  
 رسولؐ پاک کی خدمت گزار بھی ہیں یہ ہی  
 انہی کی بیٹی ہے خاتونِ جنت الفردوس  
 خدا کے دین میں سرمایہ کار بھی ہیں یہ ہی

آپ کے فرزند سردار جوانان بہشت  
آپ خود ہیں اول خاتون فردوس بریں  
والدہ تعمیر دین حق میں ہیں سرمایہ کار  
باپ ختم المرطیں شوہر امام اولیں

.....☆.....

نہ ہوتی نام کو غیرت کہیں زمانے میں  
حیاء کے نام سے دنیا نہ آشنا ہوتی  
نہ ہوتی سیدہ زہرا اگر خدا کی قسم  
تو آج دختر اسلام بے ردا ہوتی

.....☆.....

مجھ سے نہ پوچھ ہم نہیں نکہہ مصطفیٰ سے پوچھ  
وہ ہی بتائے گی تجھے منزل رحمۃ جہنم  
تھا یہ مقام احترام نکہہ آنجناب میں  
سامنے آئی فاطمہ ادب سے اٹھ گئے رسول

.....☆.....

کیوں موج زن نہ قلب میں ہو یاد سیدہ  
اہل ولاء پہ جب کہ ہے امداد سیدہ  
مسرور مومنین جو اس بزم میں ہیں آج  
ہے انتقاد محفل میلاد سیدہ

جشنِ عیدِ سیدہ کی آج اس تقریب میں  
ایک نعرہ اور لیکن حیدری نعروں کے بعد  
مرجا اے مردِ حق مختار اے مردِ جری  
قلبِ بنتِ مصطفیٰ تو نے کیا ہے آج شاد

.....☆.....

مل نہیں سکتی زمانے میں نظیرِ فاطمہؑ  
حوصلے اُن کے تھا جن کے خوں میں شیرِ فاطمہؑ  
نصرتِ اسلام کی خاطر یہ جھولا چھوڑ کر  
آگیا میدان میں اصغرؑ صغیرِ فاطمہؑ

.....☆.....

آگئی زہراؑ ہمک کر جب حق کی گود میں  
ہنس کے فرمایا یہ وہ دختر ہے میری گود میں  
معتزفِ اسلام ہوگا اس کے ہی احسان کا  
پردش حق دین پائے گا اس ہی کی گود میں

.....☆.....

ہمڑ و شہرؑ ہیں جو دو نکمیں فاطمہؑ  
بے بہا نایاب دُر ہیں دل نشین فاطمہؑ  
عکس سے پختہ ہوا ان ہی کے رنگِ اسلام کا  
سُرخرو انہی کی ضو سے ہے جہین فاطمہؑ

بات تو حق کی تھی مسجد میں اک حق دار کی بات  
 دُخترِ مرسلِ حق احمدِ مختار کی بات  
 مان تو لیتا زمانہ اُسے لیکن گھاتل  
 درمیاں آگئی بس حیدرِ کزار کی بات

.....☆.....

جہاں دیدہ سب ہی تھے دیکھ کر حالات رکھ لیتے  
 پدر کے دوست تھے شفقت سے سر پر ہاتھ رکھ لیتے  
 نہ روتی سر پکڑ کر آج یہ تاریخِ اسلامی  
 بھری مسجد میں گرمِ فاطمہ کی بات رکھ لیتے

.....☆.....

سب محمدؐ سب علیؑ سب بولتے قرآن ہیں  
 سیدۂ زہراؑ کی جو اولاد ہیں گیارہ امام  
 یہ نہیں ہوتے تو پھر یہ آج دینِ مصطفیٰ  
 چل رہا ہوتا یہودیت کے زیرِ انتظام

.....☆.....

کہا حسینؑ سے زہراؑ نے یہ دمِ رخصت  
 پیامِ ماں کا یہ ایک لالہ فام کہہ دینا  
 تمہارا بھائی ایک عہاںؑ جب کہ ہو پیدا  
 تو فاطمہؑ کا تم اُس سے سلام کہہ دینا

غُنجوں میں نہ گلوں کی کسی انجن میں ہے  
 عکسِ جمال ان کا جو میرے ذہن میں ہے  
 اُن کی ثناء کرے بھلا گھاتل کی کیا مجال  
 قرآن خدا کا جب کہ مدحِ پنجتن میں ہے

.....☆.....

مولا علیٰ حسین و حسن بی بی سیدہ  
 ان جیسا کوئی ایک بھی لا کر دکھاؤنا  
 قرآن جن کی بارے میں دعوے سے یہ کہے  
 ابناؤنا و انفسنا و نساؤنا

.....☆.....

ولاءِ پنجتنی سے زمین سجا ئیں چلو  
 علی کے گھر کی ہے پہلی خوشی منا ئیں چلو  
 ہے آج عیدِ ولادتِ امامِ دوئم کی  
 درود پڑھ کے گلے سے گلا ملا ئیں چلو

.....☆.....

سوارِ دوشِ محمدؐ رسولِ ربِّ علی  
 علی کے لعلِ امامِ زمنِ سلامِ علیک  
 ستم ہے آپ کی میت پہ تیر برسائے  
 شہیدِ زہرِ سقینہ حسنِ سلامِ علیک

حق ہیں آغوشِ فاطمہؑ میں گھر اس طرح سے آج جلوہ فرماں  
 کہ جیسے قرآن کے ورق پر بجی ہوئی حلِ اتنی کی صورت  
 حق کا پیکر وہ آئینہ ہے عیاں ہے جس کے ہر ایک رخ سے  
 قرآن کی صورت علیؑ کی صورتِ نبیؐ کی صورتِ مُخدا کی صورت

.....☆.....

علیؑ کے گھر میں یہ پہلی ہے آج بزمِ سرور  
 نبیؐ ہیں شاد علیؑ خوش ہیں فاطمہؑ سرور  
 جہاں میں آج امامِ دوئم کی صورت میں  
 علیؑ کے گھر سے درخشاں ہے آج نور ہی نور

.....☆.....

دینِ مُخدا کی خاص امانت لیے ہوئے  
 پیدا ہوئے حسینؑ امانت لیے ہوئے  
 آغوش میں رسولِ مُخدا ہیں بصدِ خوشی  
 قرآن کی جیتی جاگتی صورت لیے ہوئے

.....☆.....

بصدِ خلوص بصدِ احترام پیش کروں  
 ولاءِ آلِ محمدؐ کے جام پیش کروں  
 فرشتے عرش پر سُن کر کہیں حسینؑ حسینؑ  
 درود آپ پڑھیں میں سلام پیش کروں

سبطِ رسولِ خالقِ یزداں حسین ہے  
 فرزندِ کلّ دین اور ایماں حسین ہے  
 آغوشِ بیتِ مرسلِ حق جس کی رحل ہے  
 حقا وہ بولتا ہوا مقرر آں حسین ہے

.....☆.....

حسینِ نیرِ تقدیرِ کائنات ہیں آپ  
 خدا کو ناز ہے جس پر ایک ایسی ذات ہیں آپ  
 ہے جس کتاب پہ اسلام کی نظر اب تک  
 قسم خدا کی وہ نایاب دینیات ہیں آپ

.....☆.....

دونوں کو پریشان جو دیکھا سرِ میاں  
 شہر نے حالات کی تصویر بدل دی  
 عاشور کی شب مژ کے مُقَدِّر کو سنوارا  
 دن نکلا تو اسلام کی تقدیر بدل دی

.....☆.....

مداوا درد کا عصیاں کے ہے یہ ہی اے دوست  
 کہ ہاتھ سینہ پہ لب پر ہو ہائے ہائے حسین  
 مدینہ نام کو ہونا نہ عظمتِ کعبہ  
 نہ ہوتی آج زمیں پر جو کربلائے حسین



حسین و منی کا ارشادِ مصطفیٰ سمجھو  
قرآن پاک کا مفہوم اتنا سمجھو  
تمہارے سامنے آجائے گا کہ حق کیا ہے  
حلاش حق کے لیے پہلے کربلا سمجھو

.....☆.....

تھا محمد مصطفیٰ کے زیرِ پا عرش بریں  
جب گئے معراج پر محبوبِ رب المشرقیں  
اور معراج حسین ابن علی دوشِ رسول  
وہ مقام مصطفیٰ ہے اور یہ شانِ حسین

.....☆.....

کھین و بدر و احد ہوں کہ خیر و خندق  
نشانِ فتح نہیں صرف کربلائے حسین  
علی نے معرکہ ہر ایک سر کیا گھائل  
وفا علی کے لیے ہے فتح برائے حسین

.....☆.....

حسین پشتِ نبی پر نبی ہیں سجدے میں  
رہا ہے دوشِ نبی پر صدا قیامِ حسین  
ہے زیرِ پا نبی عرشِ منجلی اے دوست  
بلند عرش سے پھر کیوں نہ ہو مقامِ حسین

دل و دماغ کی رگ رگ میں ہیں سائے حسین  
ہمارے جینے کا مقصد ہے بس ولائے حسین  
ارم ہو مُخلدِ بریں ہو کہ جنت الفردوس  
ہمیں عزیز ہے ان سب سے کربلائے حسین

.....☆.....

رو حیات کا ہر ایک نے بُجھا کے چراغ  
وفا کی راہ میں روشن کیے وفا کے چراغ  
حسین نے خونِ جگر سے حسین نے سر سے  
جلا کے چھوڑ دیئے دینِ مصطفیٰ کے چراغ

.....☆.....

قرآن کے حافظ کرسی نشین تھے سات سو محفل کی زینت  
جب دخترِ زہرا بے موقع دربارِ یزیدی میں آئی  
جزدان سے باہر تھا قرآن پھر بھی نہ اُسے پہچان سکے  
اس واسطے گھاتل قسمت میں حافظ کے نہیں ہے بیٹائی

.....☆.....

تھا نزعِ کفار میں جس دم تھا  
اس وقت بنی اس کا سہارا زینب  
اسلام ہر ایک گام پہ تاحشر رہے گا  
بیتِ کشِ اسلام تمہارا زینب

دونوں خدا کے دین کی بنیاد بن گئے  
چادر رسولؐ زادی کی سجدہ حسینؑ کا  
حق تو ہوا ہے نطیہ زینبؑ سے روشناس  
اسلام کی حیات ہے صدقہ حسینؑ کا

.....☆.....

یہ زندہ جاوید کا ماتم نہیں گھائل  
ہم کرتے ہیں اُس ظلم کا بے داد کا ماتم  
جو ظلم کہ اُسٹ نے کیئے آلِ نبیؐ پر  
اور بے کسی سیرِ سجاؤ کا ماتم

.....☆.....

وہی تیور وہی دمِ خم وہی اوصافِ حیدرؑ کے  
شجاعت بھی شہادت بھی جلالت بھی شہادت بھی  
علم بردار بھی دیں کا اطاعت کا بھی پیغمبر  
وفا کی راہ میں عباسؑ نے کی ہے امامت بھی

.....☆.....

جعفرؑ و حمزہؑ سے مہرأت تھی سوا عباسؑ کی  
زور بازو اُن کے کم خیر کشاء سے بھی نہ تھے  
پاعلیٰ بھاری تھی خیر سے سکینہؑ کی وہ مشک  
دوش پر بازو بھی تھے اور آپؐ پیاسے بھی نہ تھے

فوجِ اللہ و محمدؐ کی سپہ ہیں عباسؑ  
 شیرِ حق فاتحِ خیر کے سپہ ہیں عباسؑ  
 کیوں نہ پھر نامِ شجاعت کا ہو ان سے روشن  
 خاندانِ بنی ہاشم کا قمر ہیں عباسؑ

.....☆.....

عباسؑ ہے جہانِ شجاعت کا تاج دار  
 عباسؑ ضعیفِ اسدِ کردگار ہے  
 شایانِ شان اُس کے نہیں لفظِ باوفا  
 عباسؑ تو دفاؤں کا پروردگار ہے

.....☆.....

قدمِ نشانِ قدم پر بھی نہ جائے کبھی  
 بسی تھی دل میں کچھ اس طرح سے ولاءِ حسینؑ  
 حسینؑ چلتے تھے عباسؑ پیچھے مچھل مچھل کر  
 لگاتے جاتے تھے آنکھوں سے خاکِ پاءِ حسینؑ

.....☆.....

ہو شجاعتِ حضرتِ عباسؑ کی کیوں کر بیاں  
 یا علیؑ اک بحرِ بے پایاں کا ساحل چاہیے  
 جس کا لب پر نام آتے ہی لرز جاتا ہے دل  
 مدح کو اُس شیر کی ایک شیر کا دل چاہیے

دولتِ کائنات ہے پانی  
یعنی مجھ و حیات ہے پانی  
مولا عباس تیرے قدموں کی  
حق تو یہ ہے زکوٰۃ ہے پانی

.....☆.....

رسمِ غمِ مظلوم ادا کر کے تو دیکھو  
اس غم کو ہر ایک غم کی دوا کر کے تو دیکھو  
تم دیدِ حقائق کے لیے قلب و نظر کا  
عباس کے پرچم سے مسح کر کے تو دیکھو

.....☆.....

شناخت جس سے ہو مومن کی اور منافق کی  
علم میں دین کے وہ رنگ بھر گئے عباس  
مبارک آپ کو اُمّ المؤمنین ہو یہ پھر  
کہ نام آپ کا دُنیا میں کر گئے عباس

.....☆.....

سفیرِ حضرتِ فیضِ اسلامِ علیک  
تکلیف و صبر کی تصویرِ اسلامِ علیک  
فریب دے کے بُلا کر تمہیں شہید کیا  
جنابِ مسلمِ دل گیرِ اسلامِ علیک

حضرتِ مُسلم نے ثابت کر دیا ہر حال میں  
دین سے پیارے نہیں ہوتے ہیں دل داروں کے مَحُول  
چن لیا کرتے ہیں اہلِ حق وفا کی راہ میں  
طوق کے زنجیر کے زنداں کے تلواریں کے مَحُول

.....☆.....

نظامِ مُصطَفٰی اُنہاؤ لوگو  
کہا تھا حضرتِ مُسلم نے جا کر  
سفیرِ دینِ ربِّ العالمین کا  
بُس اتنی بات پر کاٹا گیا سر

.....☆.....

تذکرہ وقت کا کچھ اور نہ حالات کی بات  
شکوہِ عَلاموں کا اس میں نہ حکمرانوں کا  
موجِ دریا اسے مَکلوک نگاہوں سے نہ دیکھ  
یہ عریفہ ہے سفینہ میرے ارمانوں کا

.....☆.....

حسرتِ دید و شوقِ نظارا  
لے کے آئے ہیں قلبِ بےکل میں  
اب تو زرخ سے نقابِ اُلٹ دیجے  
سب ہی اپنے ہیں آج محفل میں

عریفہ لکھا تھا اب آ بھی جائیے آقا  
جواب آیا قیامت کا انتظار کرو  
بلانا ہے تو بنام حسین منبر سے  
رقم بٹورنے کا بند کاروبار کرو

.....☆.....

علی تھے معراج میں جہاں پر وہاں یہ پردہ نشیں ہیں اب تک  
جمالِ حیدر کمالِ حیدر صفاتِ حیدر سب ان سے ظاہر  
شریکِ پروردگار عالم یہ مانا کوئی نہیں ہے گھائل  
شریکِ خلوت امامِ اول شریکِ غیبت امامِ آخر

.....☆.....

محافلِ حسنِ قرأت کی بھی دیکھی جا بجا ہم نے  
منانے کی حدوں تک جشنِ قرآن نہیں دیکھا  
کراچی کے شہر سے لنڈی کوتل کے پہاڑوں تک  
عملِ قرآن پر ہوتے ہوئے لیکن نہیں دیکھا

.....☆.....

رتبہ میں اس زمین سے کم آسمان ہے آج  
تکمیلِ مقصد و وجہِ مکن نکال ہے آج  
اس شہر میں یہاں ہی نہیں اس کا انحصار  
کون و مکاں میں جشنِ نزولِ قرآن ہے آج



باقی اذان میں ذکر جو یہ لالہ کا ہے  
 احسان یہ ہمیشہ رسولِ خدا کا ہے  
 روزہ نماز و حج یہ زکوٰۃ و جہاد و خمس  
 ان کا وجود مُعجزہ آلِ عبا کا ہے

.....☆.....

لالہ رخ ماہِ جبین ہوتی ہے  
 ہر آدا دل نشین ہوتی ہے  
 کربلا والوں سے اسے پوچھو  
 موت کتنی حسین ہوتی ہے

.....☆.....

ولاء آل سے سینہ کے داغ روشن ہیں  
 انہی کے ذکر سے دل اور دماغ روشن ہیں  
 لُحہ سے بارغِ جاناں تک جاناں سے کوڑ تک  
 ہماری راہ میں چودہ چراغ روشن ہیں

.....☆.....

جس نے کی ہے کُنِ ایماں کُنِ دیں کی تربیت  
 منزلِ قوسین ہوگی اُس کی معراج یقیں  
 پرورش ہوکر ابو طالب کے ہاتھوں بن گئے  
 ایک امامِ اولیں اور ایک ختم المرسلین

مسلمان جو سمجھتا ہے کہ کافر تھے ابو طالب  
بس اتنی مختصر سی بات کوئی اُس کو سمجھائے  
حقیقت میں ہے جب کہ یہ بھی ایک سنت محمدؐ کی  
تو پھر جا کر کسی کافر سے اپنا عقد پڑھوائے

.....☆.....

حبیبِ خالق کون و مکاں کا عقد پڑھا  
خدا کی نظروں میں یہ عظمتِ ابو طالب  
انہیں سمجھتے ہو کافر تو مت پڑھاؤ نکاح  
نکاح پڑھانا تو ہے سنتِ ابو طالب

.....☆.....

ضوِ نقاشِ عشق کے سجدوں سے جبین ہو جیسے  
گلِ نقاشِ مغلد کی مہرور زمیں ہو جیسے  
کربلا اس میں نجف اس میں مدینہ اس میں  
میرا دل جلوہ گہرِ عرشِ بریں ہو جیسے

.....☆.....

کون آیا ہے آج عالم میں  
بزمِ عالم کے ہیں حسینِ انداز  
میمِ شہیاں کی شب کے آنچل میں  
چاندنی کھل کے پڑھ رہی ہے نماز

غم حسین ہر اک دو جہاں کے غم کی دوا  
ہے بچپن سے محبت سند شفاعت کی  
اداء طرز و ترنم سے بے نیاز ہوں میں  
ہے صاف سُتھری میری بات یہ عقیدت کی

.....☆.....

غم حسین میں آنکھیں لہو لہو میری  
ولاء آل سے پُر نور ہے ذہن میرا  
میرے سلام و قصائد ہیں ترجماں اس کے  
مرض حق و صداقت سے ہے نشن میرا

.....☆.....

پدر ہیں گلن دیں اور گلن ایماں کے ابو طالبؑ  
نماز عیسیٰ پڑھیں گے ان کے پوتے کی امامت میں  
یہی ہیں چودہ معصومین کے بھی مورث اعلیٰ  
نبیؐ نے پرورش پائی ہے ان کی ہی کفالت میں

.....☆.....

نہ گھبرایا کبھی سفار کی ایذا رسانی سے  
مجاہد مرد حق پُر عزم باایماں ابو طالبؑ  
کزی جھیلی حفاظت میں محمدؐ کی جوانی تک  
محمدؐ جسم ہیں اُس جسم کی ہیں جاں ابو طالبؑ

## نذر آیت اللہ خمینی

انقلاب ایران اور امام خمینی کے کردار و شخصیت سے متاثر ہو کر چند قطعات لکھے جو نذرِ قارئین ہیں۔

طیارے خود یوں ہی نہیں ٹکرا کے گر گئے  
یہ کام بھی نہیں کسی ہتھیار نے کیا  
درخواست پر امام خمینی کی پہنچ کر  
یہ کارنامہ بھڑ طیار نے کیا

محسوس جب امام خمینی نے کر لیا  
فوراً جھکے وہ سجدہٴ معبودِ پاک میں  
چھ ماہ سے جو تھا بڑے شیطان کا پلان  
سجدے سے جب اٹھے تو ملا تھا وہ خاک میں

توپوں کے مقابل تھے تہی دست خمینی  
اس امر پہ ہے عالمِ امکان کی گواہی  
آقائے خمینی کی قیادت نے بتایا  
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

دخولِ بے جا نہیں فی الدین گوارا ان کو  
ہاں یہ رہرو ہیں وہی راہِ حسینی والے  
شاہ کیا چیز ہے توپوں سے ٹکر جاتے ہیں  
دین کی بات پہ آقائے خمینی والے

آیت اللہ خمینیؑ نے کیا ہے ثابت  
 سرخرو آج بھی ہے طاعتِ معبود میں عشق  
 ٹینک اور توپ کے گولوں میں علیؑ کہہ کہہ کر  
 بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اکھاڑیں تختِ طاؤسی کی میخیں  
 زمانہ دیکھ لے عزمِ حسینی  
 کیا پامال تاجِ شہنشاہی  
 سلام اے آیت اللہ خمینیؑ

ہو گیا ہم سے جدا وہ دینِ حق کا پاساں  
 مردِ آہن مردِ مومن مردِ حق مردِ جری  
 سر پہ باطل کے کچھ ایسا تھا خمینیؑ کا وجود  
 جیسے خیبر میں سرِ مرحب پہ ضربِ حیدری

اقبال کا اک شعر سُو غور سے لوگو  
 کل تک نہ کہیں اس کی یہ تحریر بدل جائے  
 تہران ہو گر عالمِ مشرق کا جینوا  
 ممکن ہے پھر اسلام کی تقدیر بدل جائے

## سانحہ عاشورہ محرم الحرام 2009

امن و امان کے شہر کراچی میں حادثہ عاشور کے جلوس میں جو رونما ہوا  
 ماتم گذار جس میں تھے شامل ہزار ہا اُس پر دھماکہ بم کا کچھ اس طرح سے کیا  
 مارا گیا قرآن کے پاروں میں چھپا کر  
 بم کا ہدف جلوس حسینی کو بنا کر  
 تھی پارہ پارہ لاشیں شہیدوں کی جا بجا اُن کے لہو سے ہو گئی خوں رنگ شاہراہ  
 امداد زخموں کی نہ ہو پائی کچھ ذرا سرتن سے تھا جدا تو کسی کے تھے دست و پا  
 اس طرح بم نے ڈھایا ستم سوگواروں پر  
 چھترے بدن کے جا لگے اڑ کر دیواروں پر  
 جس سے کہ مومنیں ہوئے مجروح اور شہید اس طرح سے ادا ہوئی یہ سنت یزید  
 فوراً ہی اس کے ساتھ ہوئے ظلم یہ مزید بازار لوٹے آگ لگائی گئی شدید  
 بعد عصر رسم یزیدی نبھائی ہے  
 آگین لگا کے شام غریباں منائی ہے  
 بے گھر ہوئے وہاں جو رہائش پذیر تھے بچہ بزرگ عورتیں سب نوحہ گیر تھے  
 سب بلڈنگ و مکاں وہاں شعلہ سریر تھے منظر وہاں قیامت صفرا نظیر تھے  
 ہر شخص کی زباں پہ تھا ہائے یہ کیا ہوا  
 تاجر یہ کہہ رہے تھے ہمیں کر دیا تباہ  
 اتنا شدید بم کا دھماکا تھا با خدا جس سے کہ آدھا شہر کراچی لرز اٹھا  
 جیسے کہ سات ڈگری کا آیا ہو زلزلہ لیکن جلوس ماتمی اپنی جگہ رہا  
 ہیں ہڈت دھماکہ سے لوہے کے پول خم  
 لیکن ذرا جھکا نہیں عباس کا علم  
 تھے اہل اختیار کہاں وقت لوٹ مار کہتے ہیں کہ سیکورٹی اس جا تھی دس ہزار  
 لیکن وہ فرض چھوڑ کے بھاگی بے اختیار اس طرح کی انہوں نے ادا سنت فرار  
 اس جا نہ رہنجز نہ پولیس کا نشان رہا  
 لیکن جلوس جاپ منزل رواں رہا  
 امن و امان و خیر کے ہم ورثہ دار ہیں حیران ہیں کہ وقت کے ہم کیوں شکار ہیں  
 ان کو نہ پکڑا تم نے جو تخریب کار ہیں ہم ہی شہید اور ہی گرفتار ہیں  
 اس روز ماؤں کو ملی مجلس میں یہ نوید  
 ایک بیٹا آپ کا ہے گرفتار ایک شہید  
 سبتے رہے حسینی تو ہر دور میں ستم سبتے رہیں گے اس کا بھی ہم کو نہیں ہے غم  
 سر سے کفن کو باندھے ہوئے ہیں ازل سے ہم بوھتا ہے حق کی راہ میں اپنا ہر اک قدم  
 بیت نبی نے ہم کو دعا دی ہے بالخصوص  
 تاحشر یہ رہیں گے رواں ماتمی جلوس

بمصرف ماتمی تو تھے لاشے اٹھانے میں  
 شامل تھے طالبان ادھر آگیاں لگانے میں  
 تھے سوگوار زخموں کی جاں بچانے میں  
 ہاں انتظامیہ وہاں حاضر تھی تھانے میں  
 دیکھا یہ سب کچھ اس نے تماشا کی طرح  
 بیٹھی رہی خوش وہ ہرجائی کی طرح  
 زخمی سے نہ شہید سے نصرت کی بات کی  
 سر اس کا مل گیا یہ سیاست کی بات کی  
 اپنا یوں عار فائدہ تغافل چھپا لیا  
 خودکش کا سر شہید کے سر کو بنا دیا  
 ان کی طرف نہیں ہے حکومت کا کچھ دھیاں  
 جو کر رہی ہیں پرورش نسل طالبان  
 ایسی بھی کچھ جماعتیں موجود ہیں یہاں  
 درس ان کو اس طرح سے دیا جاتا ہے وہاں  
 خودکش بنو گے سیدھے ہی جنت میں جاؤ گے  
 حوروں کو اپنی پہلو میں لیکر سلاؤ گے  
 ملا عمر اور اس کے یہ بدل طالبان  
 ہیں دشمنان مذہب اسلام اور قرآن  
 بدین و بے حیا و بد اعمال و بے ایمان  
 شیطان کے سفیر یہودی کے ترجمان  
 یہ دھوم سے بہاتے ہیں ہر روز کوئٹہ  
 ہر شہر میں یہ مسجد و محراب کا لہو  
 اللہ و محمدؐ کی اطاعت نہیں کرتے  
 یہ قاتل قرآن کی مذمت نہیں کرتے  
 دلیوں کی بھی بد بخت یہ عزت نہیں کرتے  
 ہاں کفر کے ایوانوں سے نفرت نہیں کرتے  
 ہیں طالبان اصل میں دلدار کفر کے  
 گھائل ازل سے ہیں یہ مددگار کفر کے





## قطرہ

ہیں طالبان ملا عمر بیرو یزید  
رکھتے ہیں بغض دین نبیؐ دل میں بسا کر  
عاشور کو حسینیؑ کے رنجی و شہید  
مارا ہے ہم جلوس پہ قرآن میں چھپا کر

## قطرہ

سیکڑوں رنجی ہوئے ہیں اور پینتالیس شہید  
تھے جلوس یوم عاشورہ میں لاکھوں سوگوار  
کلمہ گویان محمدؐ کے ہیں قاتل طالبان  
کرچکے ہیں یہ لعین دین یزیدی اختیار

## سانحہ چہلم کراچی ۲۰۱۰ء

روزِ عاشورہ عزاداروں پہ جو ڈھائی گئی پھر قیامت وہ ہی چہلم پر بھی دھرائی گئی  
حکمتِ جھنڈوی عمل میں اس طرح لائی گئی طالبانی بم سے بس پر آگ برسائی گئی

ننگسارانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا کارواں  
تھا جلوسِ ماتمی کی سمت اُس بس میں رواں

جس میں مستورات و بچے اور بوڑھے تھے سوار تھیں غمِ شہید میں اُن سب کی آنکھیں اشکبار  
لب پہ نوحہ تھا عزاداروں کے دل تھے سوگوار ہاتھ کو رکھے ہوئے سینوں پہ تھے ماتم گزار

اُن کے دل میں تھا شہدائے کراچی کا بھی غم  
بعدِ عصر عاشور کو را گیا تھا جن پہ بم

تھا برائے شرکتِ چہلم رواں یہ قافلہ شاہراہ قائدیں کے پل پہ یہ پہنچا ہی تھا  
کہ اچانک طالبان نے بم سے حملہ کر دیا پھر تو منظر اس جگہ کا ایک قیامت خیز تھا

پارہ پارہ تھے شہیدوں کے بدن سب خوں میں تر  
کوئی تو بے دست و پا تھا اور کوئی محروم سر

تھی سڑک پر خون لاشیں بس میں زخمی نوحہ گر سکتے میں راگیر تھے یہ خونی منظر دیکھ کر  
نہ وہاں کوئی پولیس تھی اور نہ کوئی ریجر جو مدد اُسوقت کرتی زخموں کے حال پر

دیکھ کر یہ حال جو راگیر تھے نیکونخصال  
اپنی اپنی گاڑیوں میں لے گئے وہ ہسپتال

شاہراہ قائدیں سے جو کہ تھا نزدیک تر پہنچے اُس دارالشفاء میں زخمی لیکر بے خطر  
اس عمل میں ہو گئے مصروف فوراً ڈاکٹر جب اعضا کو ملی بس پر دھاکے کی خبر

آئے روتے پیٹتے وہ مومنیں غم کے اسیر  
خوں کے عطیہ کی خبر سن کر تھا وہاں جہمِ غفیر

کارکن ہر ایک ایم کیو ایم بزرگ لائن کا سب سے پہلے خون دینے کے لیے موجود تھا  
وارڈ ایمر جنسی کا تھا اس وقت ایک ماتم کدہ تھے شہید و زخموں کے سب وہاں پر اُتر با

اور ایمر جیسی کے باہر لوگ تھے حد سے سوا  
طالبان نے بم سے اُس جا بھی دھماکہ کر دیا

ضرب سے جسکی لرز اٹھا جناح کا ہسپتال لاشوں پر لاشے پڑے تھے اور زمیں تھی خوں سے لال  
زخموں سے بہتا تھا خوں تھا زخموں کا غیر حال کوئی زخمی ہو کے اور کوئی گرا ہو کر نڈھال

جو شہیدوں زخموں کی لینے آئے تھے خبر  
ہو گئے وہ بھی شہید و زخمی یاں پر پہنچ کر

جذبہء بہودی ملت میں ہے یہ جس کا حال سب سے پہلے چھوڑ کر وہ کام پہنچا ہسپتال  
مُصطفیٰ کے ساتھ میں ہے جسکے ایک لفظ کمال ہو گیا یہ خونی منظر دیکھ کر وہ پُر ملال

اُس نے فوراً زخموں کے اقربا سے یہ کہا  
زخموں کا جلد آغاخان میں کیجئے داخلہ

آپ اخراجات کا بالکل نہ کچے کچھ خیال آپ کچے صرف اپنے زخموں کی دیکھ بھال  
یہ تو ہے میری حکومت کے لیے کارِ فعال آپ کے غم میں بھی میں شامل ہوں بارخ و ملال

ان شہیدوں کو میں پہلے یہاں سے کر دوں منتقل  
غم میں شامل آپ کے ہمراہ ہوں میں مستقل

طالبان کفر ہیں یہ دشمنِ دینِ خدا قاتلِ انسانیت ہیں یہ ذلیل و بے حیاء  
ہیں یہودی اور نصارا کے ازل سے ہموا ہے یہ کل کی بات ہم بھولے نہیں اس کو ذرا

جشنِ میلادِ نبیؐ پر آ کے نشتر پارک میں  
عاشقانِ مُصطفیٰؐ تڑپائے خون و خاک میں

فکریہ لمحہ ہے یہ بھی اس حکومت کے لیے وقت آنی جانی شے ہے ایک مدت کے لیے  
طالبان ایک مسئلہ ہیں ملک و ملت کے لیے ہیں یہ کوشاں دل سے ضراری شریعت کے لیے

ہو رہی ہے رات دن اس سرزمین پر بار بار  
یا رسول اللہؐ والی مسجدوں پر بم کی مار

غور کچے مسجدیں یاں بھی ہیں کچھ ضرار کی کیوں نظر اُن پر نہیں خود گش کسی بمبار کی  
ان پہ ہے نظرِ کرم طاغوت و استکبار کی تربیت پاتا ہے ہر طالب وہاں ہتھیار کی

کیونکہ ہوتی ہے وہاں قیت بنام ساز باز  
طالبان کفر کی کھل کر حمایت میں نماز

پوچھیں اربابِ حکومت اپنے دل سے کم سے کم آج جس شمشیر کے قبضہ پہ کلمہ ہے رقم  
سر اسی شمشیر سے کیوں ہے مسلمان کا قلم کلمہ گو ہو کر کرے جو کلمہ گو یوں پرستم

دین اللہ و نبیؐ پر اُس کا ایمان ہی نہیں  
جو گلا کاٹے مسلمان کا مسلمان ہی نہیں

آپ آسانی سے کہہ دیتے ہیں یہ ملت سے بات ہے ملوث حادثہ میں شریہ بیرونی ہاتھ  
جھٹکوی محسود جنرال اللہ ان تینوں کی ذات کیا یہ پاکستان کے شہری نہیں ہیں بد صفات

حادثوں میں ہاتھ ہے ان کے ہی طالبان کا  
کر رہے ہیں نام یہ بد نام پاکستان کا

(گھائل میرٹھی)

0301-3370611